

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلَّمَ الْقُرْآنَ

بِعَدَدِ آيَاتِهِ الْمُبَارَكَةِ فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ

عرض الانوار  
س ۵۹  
۳۵۹

المعروف به

تاریخ القرآن

مصنفه

ابوالکمال قاضی عبدالقصد صدام فاضل دیوبند و مولوی فاضل فاضل جامعہ ازبکستان

مصنف

ارتبین عظم و ضروری کہانیاں و سودشی اردو و نحو و ادب فردوسی والدہ المکتون  
فی تفسیر سورۃ الماعون و بحر آستان اشعار و خلق عظیم حصہ دوم و زبان و مسلم  
و تاریخ الحدیث و تاریخ التفسیر و البشائر عربی و غیرہ اصنام

تاریخ

میر محمد کتبخانہ آرام باغ کراچی

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا عَلَّمَ الْقُرْآنَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض الانوار  
۵۹  
۳۱۳ھ

المعروف به

تاسیخ القرآن

مصنف

ابوالکمال قاضی عبدالصمد آرم فضل دیوبند و مولوی فضل قاضی جامعہ ازبک

مصنف

اربعین عظم و ضروری کہانیاں و سود نشی اردو و محمود احمد فردوسی والد المکتون  
فی تفسیر سورۃ الماعون و مختارستان اشعار و خلق عظیم حصہ دوم و زبان و تسلیم  
و تاسیخ الحدیث و تاریخ التفسیر و البشائر عربی و غیرہ (اصارم)

۱۵۱

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی



# علماء کرام و مشاہیر ملک کی رائیں

حضرت علامہ عبداللہ العادی مدظلہ ناظر ذیلیت و رکن ارا التفتا والترجمہ دوہ

مولانا قاضی عبدالصمد صدم ان کا بار ادا ہیں ہے ہیں جن کے رشحات فیض سے تفسیر لکھا گیا  
ہمیشہ سیراب و شاد کام ہوتے رہتے ہیں۔ اور جب سند و شجر آپ کی تہذیب و توحید کے بارگاہ میں ملے  
- تاریخ و خصوصیت کے ساتھ آپ کے احسانات ہیں جن میں تاریخ و آثار کو جس بڑی اہمیت سے جملہ  
کا خوش فہمی ہے کہ ایسے سرآمد فاضل کے فضل و کمال سے ہر سال محفوظ رہا ہے۔ اور تالی اس  
سلسلہ طیبہ کو مستد رکھے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ عمل و فاشی کی توفیق بخشنے و بارگاہ التوفیق۔

جناب مولانا قاری حافظ رفیع سید محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

علامہ قاضی عبدالصمد صدم نے تقریباً ایک سو تین مضامین لکھے ہیں تصنیف کی ہیں۔ میں بلا خوف و تردد  
کہتا ہوں کہ ان کی تین کتابیں محمود اور فردوسی، تاریخ الحدیث، تاریخ التفسیر ان کے شاہکار ہیں۔ ان  
کتابوں کو نامہ مصنفین و علماء اور مشہور پروفیسر و لکھنے پسند کیا ہے۔ اور غیر عالم کی بھی پسند کی تھیں  
اور ترجمہ کی گئیں۔ اب یہ تاریخ القرآن ہے۔ یہ بھی اسی پایہ کی کتاب ہے۔ قرآن مجید کے متعلق ہر قسم کی سہولت  
اس میں فراہم کی گئی ہے جو جاننا و کوشش کا نتیجہ اور مصنف علامہ کی دست نظر و تامل کی شہادت و علامہ ہیں  
تو تاریخ قرآن کے متعلق تمام مصنفین کہتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اس کتاب میں توازن کو خوب ثابت کیا ہے۔

توازن کتاب ایک نئی اور مرئی چیز ہے۔ اصحاب اور نقاد قرآن مجید و شائعات و حرکت و غیرہ  
تجزیہ قرآن نامہ مضامین ایسے ہیں جو اب تک اردو کی کسی تاریخ میں نہیں آئے۔ ربط آیات و سورہ کو بھی  
مصنف نے خوب ثابت کیا ہے۔ خداوند خدا جل جلالہ مصطفیٰ کا سامہم اور فردوسی و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول فرمائے  
جناب مولانا عبدالحجاز صاحب حمید آبادی مدرس مدرسہ تفسیر و تفسیرات سلمہ اللہ

موجودہ دور کے نہایت ممتاز اور روحانی بے چینی نے اقوام عالم کے اندر وحدت و مرکزیت  
انسانی بحث و احترام کے جذبہ پیدا کر دئے ہیں اس لئے دنیا ایک ایسا ماحول تلاش کر رہی ہے جہاں انسانی  
روحانی بے چینیوں کا علاج اور ادبی پیچیدگیوں کا صحیح حل اور کشش باہمی کا مدخل ہو۔ اور راحت  
سکون کی جنت آباد ہو۔ غرض کہ انسانوں کی یہ مذہب و انفرادی مایہ و انداز و بیرونی و انہی قوانین  
آئین سے پر رہی نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا ہی کا قانون ہے جس کے صوح پر وہ نعمات اور انانیت و لذت

فیلمات سے مصائب آئیں گے۔ بادل چھٹ سکتا ہے اس نے کتب عزیز کی جرح قسم کی بھی خدمت کیونے وہ وقت کے اہم مطالعہ کو احباب اور عہد حاضر کی ضرورت کی تکمیل ہے۔

مؤلف تلخ تاریخ القرآن ملت اسلامیہ کا طرٹ سے مبارکباد ہیں کہ انہوں نے وجود و رحمت کا بھی اعزاز کیا اور ایک اہم ضرورت کی تکمیل فرمادی۔ یہ ایک نیا تصنیف ہے جس کی تائید اُن کی سابقہ تصنیف نفیس تصانیف سے نہایت اہم اور بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تالیف کو قبول فرمائے۔

**عالم جناب مولانا الحاج خواجه فیض الدین صاحب ایڈووکیٹ حیدر آباد**  
فاضل مصنف نے اپنی مفید تصانیف میں ایک اور بیہشتیت اور قابل قدر تصنیف کا اضافہ فرمایا ہے۔ یہ کتاب تاریخ القرآن مفید معلومات سے بھرپور ہے۔ سابقہ ہر ایک تصنیف سے علامہ مصنف کے تجربہ کی کچھ چمک ہے مگر یہ کتاب ان کے ارفع و اعلیٰ ہے۔ ایسے زمانہ میں جبکہ دہریہ کا زور ہے۔

مسلمان عالم کے لئے خصوصاً اُنہو خاں طبقہ طبقہ کے لئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو علوم اس کتاب میں ہیں وہ کسی دوسری کتاب میں یکجا موجود نہیں۔ مصنف علامہ نے علم کے دھار کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ کون شخص ہے جو کلام ربانی کی نسبت ایسے بیش بہا ذخیرہ سے مستغنی ہو۔ مجھے امید ہے کہ مسلمان اس سے بہرہ بردار ہوں گے۔ خدا مصنف کو جزا خیر عطا فرمائے۔ آمین

**جناب مولوی اشراق حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل ایٹکپورٹ**  
مولانا فاضل عبد الصمد صاحب عہد کی جدید تصنیف تلخ القرآن اردو کے خزانہ میں ایک گہر زیاں کا اضافہ ہے۔ قرآن مجید کے متعلق ہر قسم کی معلومات اس کتاب میں موجود ہیں، کتاب کی ضرورت زمانہ کے موافق ضرورت مشائخ زمانہ شائس مصنف نے درج کیا ہے۔ یہ کتاب خاص عام اُنہو

جدید تعلیم یافتہ طبقہ کیلئے مفید ثابت ہوگی۔ میں اس مبارک تصنیف پر مصنف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔  
**جناب مولوی محمد عثمان صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی علیگ وکیل ایٹکپورٹ سلمہ اللہ تعالیٰ**  
یہ کتاب تلخ القرآن اہم ضروری اور مفید معلومات سے مملو ہے۔ اس زمانہ میں قرآن مجید کے

متعلق ایسی تصنیف کی شدید ضرورت تھی فاضل مصنف نے ہر کم کو مستند دلائل سے ثابت کیا ہے۔ قرآن و حدیث و روایات و مسند و کتب پر ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے انتہا جانفشانی سے سواد فراہم کیا ہے۔ سبب اللہ مصنف

کو دین میں اجر جزا عطا فرمائے اور مسلمانوں کو ایسے فاضل مصنف اور ایسی کتاب و مفید تصنیف کے قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# (۲۰) قطعاتِ تاریخ

مقرب الخاقان، استاذ السلطان جلیل القدر، جناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل  
الخطاب، لؤا بن فصاحت جنگ بہادر،

جناب قاضی عبدالقادر نے شیر و ذی کمال و ذی خود نے لکھی تاریخ فشرآن مبارک  
بعون نصرت رب تبارک بڑی اس کلام میں کی جانفشانی تو آیا ہدیہ گنج ہنسانی  
آپ ہی دے قبول عام اس کو پڑھیں قدسی بھی صبح و شام اسکو یہ دہشت ہے جو حق ستر ایک  
ذہنی مصل میں شمع طور ایک کلام اللہ جو مجسم نہا ہے اُنکا کا ایک یہ بھی معجزہ ہے  
کشانہ ہو گئی تاریخ ایسی، ضرورت خلق کو بیدار تھی جسکی نہ بھولے گا مصنف کا لایعنا  
ماتہ لبوں کو آب حیاں جلیل اس پر ہے یہ تاریخ شاہد ہے تاریخ کلام پاک واحد  
۱۳ م ۵۹

صاحب النصائح الکثیرہ الحاج مولانا عبد البصیر آزاد عتیقی سیوہاروی سلمہ اللہ تعالیٰ

کردار نسیم جو این نسخہ فیضی صادم مکہ سربراہ محمد  
ناقد غیب زیر تاریخ، گفت۔ تاریخ کلام مجید  
۱۳ م ۵۹

جناب مولوی فخر الدین صاحب علیگ سیوہاروی ڈپٹی مجسٹریٹ محکمہ انہار، ضلع لکھنؤ

صادم فاضل ادیب باکمال چون مقدمہ نسخہ نمایاں  
ہر تار خیش خدا آواز غیب جان غلام عین فضل و مہر دین  
۱۳ م ۵۹

جناب ڈاکٹر قاضی عبدالقادر صاحب عرف حشمت علی المخلص دکنر

مستوطن بہار، سیوہار ضلع کبھور

یہ ہے خوب تاریخ قرآن کی جزا دے مصنف کو رب کریم  
یہ ہے مصرعہ سال اس کا دکنر بلان کاب خدا نے جسم  
۱۳ م ۵۹

# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۹	قرآن اور ہندوستان	۳۸	ترتیب تالیف سورہ توحید کے ربط	۱	حمد والناہس
۸۰	یک نعلی کا انظار	۳۹	موجہ ترتیب میں ربط	۲	الباب الاول فی التاریخ
۸۱	چند دستان کا دورہ عالم	۳۹	نکات کے ربطی ترتیب میں	۳	شبہ تار
	ایمان السنہ فی لسانہ	۳۹	ترتیب رسولی	۵	ظہر و سحر
۸۲	عبدالعہد	۳۹	ترتیب آیات	۶	منزل علیہ
۸۳	قرآن اور دکن	۴۱	ترتیب سورہ	۸	قرآن قرن اول میں
۸۴	قرآن اور سلطان اعظم	۵۱	ربط	۸	قرآن عہد رسالت میں
۸۷	الباب الثانی فی المصاحف	۶۳	قرآن عہد خلافت عثمانی میں	۸	نزدول قرآن
۸۷	مصاحف قرن اول	۶۳	قرآن عہد خلافت سوم میں	۱۰	پہلی وحی
۸۷	مصاحف عہد رسالت	۶۸	اختلافات مصحف	۱۵	آخری وحی
۸۷	مصحف عہد خلافت اولی	۶۸	مصحف ابن مسعود	۱۵	کتابت قرآن
۸۹	مصحف عہد خلافت دوم	۶۹	مصحف زید و ابی دہلی	۲۰	آغاز و کتابت قرآن اور ختم
۹۰	مصحف عہد خلافت سوم	۶۹	جامع قرآن	۲۰	کاتبین وحی
۹۲	مصحف عہد خلافت چہارم	۷۰	قرآن عہد خلافت چہارم میں	۲۰	قرآن کا خط
	مصحف قرنی اول عہد خلافت	۷۰	قرآن اور خاندان رسالت	۲۰	رسم خط قرآن
۹۳	ما شدہ کے بعد	۷۲	قرآن صحیفہ	۲۱	تعلیم قرآن
۹۳	مصاحف قرن دوم		قرآن خلافت راشدہ کے	۲۵	حفظ قرآن
۹۳	مصاحف قرن سوم	۷۳	بعد قرن اول میں	۲۷	تلاوت قرآن
۹۴	مصحف زون ثلاثہ کے بعد	۷۵	قرآن قرن ثانی میں	۲۸	قرآن بہتت وصال رسول
۹۴	الباب الثالث فی التلاوت	۷۶	قرآن قرن ثالث میں	۲۹	قرآن عہد خلافت اہل بیت میں
۹۴	اصطلاحات	۷۶	قرآن عہد اختلافی میں	۳۳	جمع قرآن
۹۷	کی و مسجدی	۷۷	قرآن فزون ثلاثہ کے بعد	۳۶	ترتیب قرآن

صفحہ	مضنون	صفحہ	مضنون	صفحہ	مضنون
۱۸۳	حضرت فاروق بن ابیہ	۱۴۸	احکام قرآن	۹۷	سبق اجرت
۱۸۴	حضرت خالد بن ولیدؓ	۱۵۳	تشریف قرآن	۹۸	اسماء شہد
۱۸۴	حضرت سہاذ بن جبلیؓ	۱۵۵	کہ میں نزول قرآن کی حکمت	۱۰۰	اسماء اجزاء
۱۸۴	حضرت مشر بن حنفیہؓ	۱۵۷	شیخ	۱۰۰	شمار
۱۸۵	حضرت ابوالوالدہ داریؓ	۱۶۰	انکار مطلب قصص	۱۰۳	تجزیہ قرآن
۱۸۵	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	۱۶۱	نزول تنزیہی	۱۰۶	اعراب و لفاظ
۱۸۵	حضرت ابن بن کعبؓ	۱۶۳	عہد جاہلیت	۱۰۸	روز و اوقات
۱۸۶	حضرت لبیدہؓ	۱۶۳	آیت	۱۰۹	قرابت و تجوید
۱۸۶	حضرت زید بن ثابتؓ	۱۶۴	عہد رسالت میں کتابت	۱۱۱	حفاظت قرآن
۱۸۷	حضرت عقبہ بن عامرؓ	۱۶۵	سامان کتابت	۱۱۳	علوم القرآن
۱۸۷	حضرت امام حسینؓ	۱۶۶	قیمت قرآن مجید	۱۱۷	علوم التفسیر
۱۸۸	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۱۶۶	کتاب اثر اور کلام اللہ	۱۱۷	تفاسیر قرآن
۱۸۸	حضرت حفصہؓ	۱۶۷	وحی کے طریقے	۱۱۹	تراجم قرآن
۱۸۸	حضرت عائشہؓ	۱۶۸	اشاعت قرآن	۱۲۷	قرآن اور الفاظ و خیال
۱۸۸	حضرت ام سلمہؓ	۱۶۹	اقرضات کی حقیقت	۱۲۹	تواتر
۱۸۹	تابعین و تبع تابعین	۱۷۰	مدین	۱۳۲	خصوصیات قرآن
۱۸۹	ابراہیم الاسود	۱۷۳	تجزیات عہد رسالت	۱۳۴	معجزہ
۱۹۰	خلفہ عبدالملک بن مروان	۱۷۷	اللب الراجح فی الرجال	۱۳۷	معلومات
۱۹۰	نصر بن عاصم	۱۸۰	کردن ثلثہ	۱۳۹	فہرست تعداد آیات
۱۹۰	سید بن جبیر	۱۸۱	رجال قرآن اول	۱۴۴	حروف مقطعات
۱۹۰	خلفہ ولید بن عبدالملک	۱۸۱	حضرت ابو بکر صدیقؓ	۱۴۴	بعض مسائل
۱۹۱	عکرمہ	۱۸۲	حضرت عمر فاروقؓ	۱۴۶	اعمال قرآنی
۱۹۱	امام حسن بصری	۱۸۳	حضرت عثمان غنیؓ	۱۴۷	سورہ تین کا بیان
۱۹۱	امام باقر	۱۸۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۱۴۸	قنوت کا ذکر



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	اسلام کے متعلق فضلاء		قرآن کے متعلق سکھ فضلاء	۱۹۴	رجالِ قرنِ ثانی
۲۳۶	یورپ کی رائیں	۲۱۰	کی رائیں	۱۹۵	رجالِ قرنِ ثالث
	اسلام کے متعلق ہندو		قرآن کے متعلق پارسی	۱۹۶	رجالِ جدیدا خستہ
۲۳۹	فضلاء کی رائیں	۲۱۱	فضلاء کی رائیں	۱۹۷	رجالِ قرونِ ثانیہ کے بعد
	اسلام کے متعلق بدھ فضلاء		قرآن کے متعلق علماء مذہب		الباب الخامس فی شہادۃ
۲۴۵	کی رائیں	۲۱۱	عیسوی کی رائیں	۲۰۲	الاقولم
	شریعتِ اسلام کے متعلق		رسولِ کریم کے متعلق فضلاء		قرآن کے متعلق فضلاء
۲۳۶	فضلاء نے یورپ کی رائیں	۲۱۲	یورپ کی رائیں	۲۰۲	یورپ کی رائیں
	شریعتِ اسلام کے متعلق		رسولِ کریم کے متعلق ہندو		قرآن کے متعلق عیسوی
۲۳۶	ہندو فضلاء کی رائیں	۲۱۳	فضلاء کی رائیں	۲۰۸	فضلاء کی رائیں
۲۳۷	خاتمہ و دعا		رسولِ کریم کے متعلق بدھ فضلاء		قرآن کے متعلق ہندو فضلاء
۲۴۷	اشہد چار کتب معصن	۲۱۴	کی رائیں	۲۰۹	کی رائیں
			رسولِ کریم کے متعلق سکھ		قرآن کے متعلق بدھ فضلاء
		۲۱۵	فضلاء کی رائیں	۲۱۰	کی رائیں

میر محمد اکبر خان

آرام باغ، کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسولنا محمد  
والله واصحها بآجمعين۔

## التماس

دنیا میں یہ شرت اسلامی کو حاصل ہے کہ انا اقل تا آخر اس کے تمام علوم و وظائف علوم کی سلسلہ تاریخ  
محفوظ ہے۔ چونکہ اردو ہندوستان کی مقبول عالم زبان ہے اور علماء کرام کی جتنی اس میں اشاعت علوم دین کے  
مستحق مصروف ہیں۔ انہی بزرگوں کی تقلید میں خاک رائے علم حدیث و علم تفسیر کی تاریخیں مرتب کیں جو  
بفضل خدا استعداد قبول ہوئیں کہ ممالک غیر میں بھی پسند کی گئیں اور ان کا ترجمہ کیا گیا۔  
اردو میں تاریخ قرآن کے مستحق بہت تھوڑا ذخیرہ ہے۔ ضرورت تھی کہ ایک مکمل تاریخ مرتب کی جائے۔

اسی خیال سے میں نے اپنے حسب استعداد اس خدمت کو انجام دیا ہے۔

ذہن نقشبستہ شوشم نہ بہ حوت ساختہ سرخوشم

نفسے بیاد تو میسنم چہ عبادت و چہ معانیم

سلطان طباعت کی گرانی کی وجہ سے میں اختصار بجا پر مجبور ہوا ہوں۔

بے زری کہ دہمن انچلیقاروں نہ کرد

تاریخ قرآن کے مستحق اردو میں جس قدر تصانیف میری نظر سے گذری ہیں ان کی خدمت میں عرض کر دیا۔

(۱) تاریخ القرآن مصنف مفتی عبداللطیف صاحب سابق صدر پروفیسر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ کراچی۔

و حال صدر پروفیسر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ (۲) تاریخ القرآن مصنف سید ذریع الحق صاحب۔

(۳) احسن البیان فی تاریخ القرآن مصنف مولوی اشفاق الرحمن صاحب کاندھلوی۔

(۴) جمع قرآن مصنف مشر محمد علی لاہوری ایم اے۔

(۵) جمع قرآن و حدیث مرتبہ انجمن الحمدیث امرتسر۔

(۶) تاریخ القرآن مصنف پروفیسر محمد اکرم حیرا چودری۔

(۱) تاریخ الحصن مصنف حکیم عبدالشکور صاحب۔

(۸) تاریخ القرآن مصنف مولانا عبد البصیر آزاد مفتی سیوہ ماری

لیکن یہ تمام کتابیں رسا دکھانے کی سستی ہیں اور تمام مضامین پر حاوی نہیں ہیں۔ دیگر جن اس کی کتابوں سے میں نے استفادہ کیا ہے جا بجا ان کے حوالے دیے ہیں۔ تقریباً دو سال تک کتب خانہ خیر پور مصر و کتب خانہ جامہ انہر میں بھی میں نے اس سلسلہ میں کتب بینی کی ہے۔

بعض جگہ میں نے اپنی مصنف کتب تاریخ الحدیث و تاریخ التفسیر کا حوالہ دیا ہے۔ وہاں صرف اس قدر مقصد ہے کہ یہ امر یاد رکھ کر کتب محروم نہیں تفصیل سے ہے۔

یہ کتاب پانچ ابواب پر منقسم ہے۔ الباب الاول فی تاریخ، الباب الثانی فی العاصف، الباب الثالث فی انشاء، الباب الرابع فی الرجال، الباب الخامس فی شہادات الاقوام۔ پہلے ادارہ علیہ سے بہت سخی ضخیم و مقبول عالم و خاص تصانیف شائع ہو چکی ہیں جن کی تعداد ساڑھے کے قریب ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیر داند

من نیز حاضر می شوم تاریخ قرآن در فضل

خداوند و جمال لطیف، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری اس خدمت کو قبول فرمائے اور مجھ کو عفو کی صبح خدمت کرنے کی اور نیا وہ توفیق عطا فرمائے۔ اور میرے بھائیوں کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ اور

اعلیٰ حضرت سلطان العلوم نظام الدولہ نظام الملک مظفر الملک الملک

فتح جنگ آصفیاء صالح میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہشت شاہ دکن کے عمر و اقبال صحت و اولاد و آل ملک مال جاہ و اقبال اور

اعمال صالحہ میں برکت عظیم بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔

حقیر و فقیر

حسن مصطفیٰ عرف عبدالصمد صاحب

رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ

حیدر آباد دکن

# الباب الاول فی التلایح

## شب تار

تلیخ عالم کھلے منہ گواہی دے رہی ہے کہ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں مافوق عالم پر کفر و شرک کا جہل و ضلالت کا گھنگھڑا گھٹائیں چھدی تھیں۔ سلع ارض پر گھپ اترھیرا تھا۔ برج سکون کو تہذیبی اور عقل نے دھانپ رکھا تھا۔ ظلم و جحیمانہ کفر و عصیان کی بیلیاں کوند رہی تھیں۔ زمین پر بننے والے ظلم کی پستلے، آسمان والے خدائے واحد کو بھول گئے تھے۔ اور ایسے دھبیٹ اور نڈر ہو گئے تھے کہ سنائی چال طے تھے، انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو سب کو دیا تھا۔ مصلحین کی اصلاحات پر قلم بھیچ دیا تھا۔ خدا پرستی، نفس کشی، علم و فن، امن و امان، شرم و حیا، ستم و کرم، عدل و انصاف، تہذیب و اخلاق، مائلفت و دیانت کا کہیں تپہ نشان نہ تھا۔ جہالت و خیانت، جور و ظلم بے شری اور بے حیائی، اور دہار، لوٹ کھسوٹ کی گرم بازار مچی تھی۔ مردم خوری، مردہ خوری، انسانی قربانی، و خورگشی، لواطت، زنا، کفر و شرک سنی اور خود کشی، قمار بازی، شراب خوری، قتل و غارت یہ تمام ذایم انسان کی طبیعت ثانیہ ہو گئے تھے۔

غلاموں کو جانوروں سے بڑتر سمجھتے تھے۔ حیوانات کو اذیت دیکر مارے تھے۔ ننگے پھر نہ رہ نہ جرات کرنا۔ عمر بھر پانی کا استعمال نہ کرنا۔ مقدسین کا خاص طریقہ تھا۔ ایک ایک مرد و سوسو بیویاں رکھتا تھا۔ ایک ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے۔ عورت کا باپ یا شوہر کے ترکے میں کوئی حق نہ تھا۔ نابالغ، اپالغ اور اولاد باپ کے ترکے میں حصہ نہ پاتی تھی۔ بڑوں کے آگے خود کشی کرنا موجب نجات سمجھا جاتا تھا۔ و خورگشی اور انسانی قربانی کا رواج تھا۔ بعض ممالک میں مذہب، زمین و وقت، علم تھے۔ بعض مذہبی فرستے ٹروں کا گرو، انسان کا دل و براز کھاتے تھے۔ بُت، وخت، چتر، جراثیم، دیوا، چاند سورج، ستارے اور عورت سمندر کی پیشاب گاہیں سمجھو تھیں۔ سائیران جنگ زندہ جھائے جاتے تھے۔ لہو و لعب پر خونریزاں ہوتی تھیں، قمار بازی، مقدس شغل اور مقدسین کا شہدہ شرب جنگ وغیرہ گیا لوگوں کی گھٹی میں پڑی تھیں۔ مصلحین اور مشاہیر عالم کے متعلق ناگفتہ بہ واقعات مشہور تھے۔ جس کی لائمی اس کی بھینس کا راج دراج تھا۔ خدا اور توحید کے نام سے کوئی آستانہ تھا، نئے نئے گناہ اکیلا ہو گئے تھے۔ میں زیادہ تفصیل کرنی نہیں چاہتا۔

تلیخ عالم ان واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں چند محققین کی رائیں نقل کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

(۱) چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں یورپ میں تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی۔ ہر سمت جہالت و تباہی

بے چینی اور بامعنی کے شرارے بلند تھے۔ دونوں نام ایک بُت کی پرستش ہوتی تھی۔ جو نائبِ خدا سمجھا جاتا تھا۔ فارس میں زرتشت۔ تہن کے جگمگاتے برہنہ تھے۔ آگ پوری جاری تھی۔ ہندوستان میں چنور صبح اگلنے وغیرہ کی پرستش ہوتی تھی۔ یہ غیب، غارِ خدا ان میں سما یا ہوا ہے۔ چین میں بادشاہِ خدا سمجھا جاتا تھا۔ مصر میں بھی اور نطراہیت کے چکر لگتے تھے۔ (ہسٹری آف دی ورلڈ)

(۲) مسئلہ ۱۶ اپنی کائناتی سانچوں کے ساتھ دنیا کی حیات پر خون رورہی تھی۔ یہودیت بدناما اور گنہ جو بچ گئی تھی۔ زبداہ قوریت کی تعلیم کا جو بچہ گئی تھی۔ عیسائیت نے دنیا کی نفسانیت کی مُردہی اختیار کر رکھی تھی اور ایک عجول صورت میں بقی تھی۔ (ڈی ایم کے۔ اڈوربا)

(۳) حضرت یسوع کے بعد دنیا کی اخلاق حالتِ تباہ ہو گئی تھی۔ ہر طرف جہالت کی گھاٹیں چل رہی تھیں ہر سمت بدامنی کے شرارے بلند تھے۔ چنوں کو نکال پرستش کرنا جاتا تھا۔ اور خوش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔ (جان ڈیون پورٹ)

(۴) انگلستان میں برٹن اور سیکس قومیں آباد تھیں، ٹولینڈ، کوئیٹز، سودوک وغیرہ میں ڈنن بُت کی پرستش تھی۔ ہنگری چھٹی صدی میں وحشی و ناشائستہ قوم کے قبضہ میں تھا۔ فرانس نے سیکس قوم سے صلیبے اب کے کنارے جہاں قتال کا ہنگامہ بپا رکھا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چار ہزار سیکس قیدی و یتیم طور پر قتل کئے گئے۔ اس کے علاوہ آگتے بہرہ و رنگیاں فرانس، بریتین وغیرہ میں ماری تھیں (سول ایسٹلر ٹری گزٹ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

(۵) حضرت محمدؐ نے ان بزرگ پرستشوں کے اس جنہوں نے قانونِ قدرت کی مطابق حیاتِ انسانی کے زمانہ میں پیدا ہو کر دنیا میں صداقت اور روشنی کو چھپایا۔ (شوہبے پرکاش، ریلوی)

(۶) حضرت محمدؐ نے جس وقت خدا تعالیٰ کی یہ آواز بلند کی کہ اُس وقت ہندوستان، ایران و عرب میں ہر جگہ بُت پرستی کا دور دورہ تھا بلکہ خدا کی پرستی سے لوگ انکار کرتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو فرمایا کہ ثابت کرو کہ خدا تعالیٰ واقعی ہے۔ (مضمون رائے بہادری حضرت محمدؐ لال پٹیل ایل ایل دی ایڈووکیٹ و صدر آریہ سماج اور والہ پشاور اعلیٰ عدالت ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۵ء)

(۷) سترائی بیسٹ، ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جسے شجاعت کے مرقعے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور آپ کے سبب گرو پشیش کو سراپا صورت کہہ سکتے ہیں۔ (قائم العلوم ریسرچ ان اسٹڈیز ۱۳۵۱ء)

(۸) گیتا میں جیسا کہا گیا ہے کہ جب خرابیاں حد سے تجاوز ہو جاتی ہیں تو ان کے دور کرنے کے لیے سدا رکھن کا جنم ہوا کرتا ہے۔ اسی اصول کے تحت حضرت محمدؐ کا جنم عرب میں ہوا۔ (بہارِ مائتین سماجی بک)

اشرقت علیٰ ملک دہلی۔ بحوالہ مذکور

(۹) ٹھاکر چند سستری لکھتے ہیں۔ قرون وسطیٰ میں جبکہ نام یوپ میں جہل کی سرحدیں آسمان سے  
 باتیں کر رہی تھیں سرہستان کے ایک شہر سے تیر تان کا نظارہ ہوا۔ جس نے اپنی دنیا باہریں سے علم و ہدایت  
 کے دریا بہا دئے۔ اسی کا غلبہ ہے کہ یوپ کو عربوں کے توسط سے یونانیوں کے علوم اور فلسفے نصیب ہو کر  
 (حکومت انجائزئی تیس ۱۳۵۵ ہجری)۔

(۱۰) بعض فقرات سوائے لکشن ہائے روڈی ضلع حصار کے مضمون سے جو اخبار زمیندار لاہور میں  
 چھاپے اور جن کو اخبار صحیفہ حیدر آباد وکن نومبر ۱۹۲۲ء نے نقل کیا ہے، نقل کئے جانے ہیں۔ یہاں تک  
 کسی دوسری جگہ نہ کیا جائے گا۔ دھو ہلا۔

چھٹی صدی عیسوی میں دنیا پر قوی استیلاؤں اور فنی تفوق کی حکومت تھی حالات میں صدمہ  
 تھا کہ بیان کرتے ہوئے قلم ہی ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں ضرورت تھی کہ ایک ہادی مسرت ہو جو انبیاء  
 کی تعلیمات کو زندہ کرے۔ مقدسین کے داستانوں سے بدنام و بے شہر ہوئے۔ دنیا کو ظاہری دنیا یعنی مٹی کی راہ  
 جتانے، کفر و شرک، اعدائے دینیان کو نشانے، توحید، تہذیب، مساوات و مساوت کا علم بلند کرے۔

## طلوع سحر

اشرقت الملوقات کی یزیدوں حالت و یکہ کر غریب حق کو حرکت ہوئی، اسی لئے رحمت جو جس دن ہوا  
 خداوند و الجلال نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کو روح نیکو کیا  
 عطا فرمایا جس نے اس خاک کو کندن بنا و باج قیامت تک کے لئے عالم کی تلم ظاہری و باطنی ضروریات کا  
 کفیل ہے۔ اس کی دنیا باہریں سے عالم بقعہ نذر ہو گیا۔ خدا نے واحد کے ذکر سے زمین و آسمان وشت و جبل  
 بحر و بر گرج آئے۔ علم و تہذیب و انصاف و دیانت کا سمندر موجزن ہو گیا۔

لقد من اللہ علی المسئین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم یلو علیہم کلمۃ و یزکیہم  
 و یعلیہم الکتاب و الحکمۃ لا خدا تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا کہ انہیں ایک رسول بھیجا جو  
 ان پر خدا کی آیتیں پڑھتا اور ان کو علم و ہدایت کا لکھتا تھا۔

اور حضور پر اپنا کلام پڑایت نظام فرماں حمید قرآن مجید نازل فرمایا۔ چونکہ آپ اصلاح عالم کے لئے  
 مبعوث ہوئے تھے اور آخری صلح تھے اس لئے آپ کے متعلق پیشین گوئیاں دنیا کے حکم قابل کاغذ و لہجہ کی  
 کتابوں میں ہیں۔ جن کو راقم مسطور نے اپنے عربی صالحہ البشیر و مطبوعہ مصر میں جمع کیا ہے۔ اس و لکھنا اور ترجمہ  
 مواضع از نام نبی المبعوث میں مختصر تب شائع کئے والا ہوں۔ مجھے ایک عالم سے معلوم ہوا ہے کہ ماریا

عمر آباد (مدرس) کے ایک عالم نے حسب الکلم علامہ غلامی جوہری مصری مرحوم اس کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے

## منزل علیہ

کتاب کی ترقی و حفاظت قائم کرنے میں صاحب کتاب لکھتے ہی اور اُس کے مرنے کو بھی بڑا دخل پڑتا ہے اس لئے صاحب نے کہ قرآن میں مقدس ذات پر نازل ہوا ہے اُس کے کچھ حالات تحریر کر دیے جائیں۔ آپ کے حالات زندگی یوم ولادت سے وفات تک ہزاروں جلدوں میں محفوظ ہیں اور موافق وقت پر قسم کے مصنفین نے آپ کے متعلق ضخیم جلدیں مرتب کی ہیں۔ ہر ملک پر قدم بہر زمانہ اہم ہر زبان میں آپ کے متعلق کافی تصانیف ہو چکی ہیں اور برابر ہو رہی ہیں۔

مذاکرہ مذکور میں کا قول ہے کہ تجھ کے سوانح نگاروں کا ایک سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابلِ غور چیز ہے (ضخیم جلدوں میں بھی آپ کے حالات مخصوص نہیں ہو سکے تو اس مختصر کی کیا ہوتی ہے۔ اگر آپ کے مقدس حالات کے متعلق کبھی ایک امر کو بھی لکھا جائے تو ایک رسالہ طیار ہو جائے۔  
ولان نگہ تنگ و کل حسن تو بسیار  
گلچین بہار تو ز دامن گلہ دارو

چونکہ اس موقع پر آپ کے متعلق کچھ لکھنا ضرور ہے اس لئے نہایت مختصر اور سادہ طور پر لکھا جاتا ہے آپ کدہ میں صبح کے وقت دو شنبہ کے دن بچی الاول کی بارہویں تاریخ کو علم النیل کے پہلے برس یعنی ابراہیم کی چھ ماہی سے پچیس دن بعد منسلک جوس نوشیرواں مطابق سلسلہ ع پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ حسب نسب حضرت آدم تک کدہوں میں محفوظ ہے۔

آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد انتقال فرما گئے تھے۔ جب آپ چھ برس کے ہوئے تو والدہ ماجد کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ جب آٹھ برس کے ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب وفات پا گئے جب عبدالمطلب کا جنازہ اُٹھا تو آپ ساتھ ساتھ تھے آپ کھولیں میں آنسو ڈھبائے ہوئے تھے۔ والدانہ مرتے وقت آپ کا ہاتھ آپ کے چچا ابوطالب کے ہاتھ میں دیا تھا۔ ابوطالب غریب معاش کثیر العیال آدمی تھے۔

اول تو اُس زمانہ میں، اُس سرزمین میں کوئی تعلیم گاہ، کوئی دارالترتیب تھا ہی نہیں، اور اگر اس قسم کا کوئی ادارہ ہوتا بھی تو اُس کا اہتمام کرنے والے پہلے ہی رخصت ہو گئے تھے نہاد و کثرت دارا ابوطالب کیا کرتے، آپ نے چوکی اُترت پر نظر کر کے سعادت نہ تیاں کھائی گوارا نہ کیں اور انکی بکریں چرانے لگیں

اس لئے آپ تسلیم ظاہری سے محروم رہے، آپ کے اُمتی ہونے کو علاوہ مورخین و علماء اسلام کے محققین یورپ ٹیون پورٹ، باسور اسمتھ، کارلائل، گبن وغیرہ نے بھی جان کیا ہے۔

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بچپن میں بھی سیدہ امثالہ و مہجو و حبیبہ مشغول نہیں ہوئے نہ کبھی کسی سے لڑے، نہ کبھی کلمات نامائیت آپ کی زبان پر آئے، نہ کبھی کوئی امر مضاف اخلاقِ حسنہ آپ کا ظہور پذیر ہوا۔ نہ آپ نے کبھی کسی بُت و غیرہ کی پرستش کی۔ جب آپ جوان ہو گئے تو اپنے خُص اخلاق اور دیانت سے ایسے مشہور ہوئے کہ لوگوں نے آپ کو احیاءِ خطاب دیا۔ چالیس برس کی عمر کے بعد آپ مبعوث بر رات ہوئے اور آپ نے تبلیغِ حق شروع کی۔ قوم نے گالی گلوچ، اینٹ پتھر سے آپ کا استقبال کیا، اور وہ وہ مصائب و آلام سہجائے کہ جن کے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آپ نے تمام کجالیات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، بدل لینا تو ایک طرف کسی کو زبان سے بھی کچھ نہیں کہا، می دینتند در رو تو خار باہمد

چون گل شکفتہ بود مرغ جانفرمان تو

آخر آپ تحریکِ وطن پر مجبور ہوئے۔ مدینہ میں قیام کیا۔ سقاہ اہل وطن نے محلے شروع کر دیے، خون کی ندیاں بہائیں۔ جب مغلوب ہو کر حضور کے سامنے آئے تو آپ نے سب کو معاف کر دیا۔ آپ ۳۳ برس تک اصلاحِ خلق میں مشغول رہے۔ وہ جزیرہ عرب جو مرکزِ جہالت و مخاصی تھا، مخزنِ ظلم و حنات ہو گیا آپ کی حیات میں اسلام قریب قریب تمام ممالک و اقوام میں سپورچ چکا تھا۔ حضور نے اپنے اخلاقِ حسنہ اور موافقِ عقل و فطرت اور مفیدِ خلائقِ تعلیم کا دنیا میں سکھ جاویا۔ اور وہ اصلاحاتِ ناخدا کیوں کہ ختمِ عالم نے خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں۔ ۱۲۔ سید الاولیاءؒ پھر ہی سلطانِ مسند نبویؐ سلطانِ جہانِ مٹاؤتِ عو کو آپ نے وفات پائی۔ آپ کی مفید تعلیم کا انصاف پسند، صاحبانِ عقلِ سیر، علماء مذاہب غیر سنی نے اعتراف کیا ہے۔ قرآنِ اسی محترم ہستی پر نازل ہوا جس کے وجود و باوجود اور جبر کی پاک زندگی میں کسی کو شک و شبہ نہیں۔ آپ کے سوانحِ حیات اور آپ کی تعلیمات کے متعلق ثقلائے اقوام غیر نے کثرت سے اظہارِ رائے کیا ہے۔ اور کسی سے سوائے تعریف کرنے کے کچھ نہ بن پڑا۔ ہم نے آپ کے متعلق محققین کی رائے اس کتاب کے آخر باب میں جمع کیں ہیں۔



# قرآن مکررِ اول میں

## قرآن عہدِ سالت میں

### نزولِ قرآن

وہی مسئلہ کے ذریعہ سے جو خدا کا کلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا اُس کو قرآن کہتے ہیں۔ خداوندِ جلّال نے قرآن مجید کو چھپن مختلف ناموں ذکر کتاب، صفت، قرآن، قرآن و غیرہ وغیرہ سے ملقب فرمایا ہے۔ ربّ العزّة نے قرآن مجید کو ماہِ رمضان المبارک کی ایسیۃ القدر میں لوح محفوظ سے (لوح محفوظ کوئی تختی یا کتاب نہیں بلکہ وہ ایک مرتبہ تعین علی کا ہے جس میں تمام سلویات باری تعالیٰ ثبت ہیں) بیتِ العزت سے اُنیا پر مکمل آنا مارا۔ آسمان و دنیا پر نازل کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ لکھکر بھجودیا بلکہ فہم عیب کا یہ مغل مرتبہ ہے جو عالمِ شہود سے بہت قریب ہے (یہی نزول کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (ہم نے قرآن کو شبِ قدر میں آنا مارا) اور ارشاد ہے شَهِرُ رَجَبٍ مِّنَ الْقَدْرِ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ اور رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن آنا مارا گیا۔

ان آیات میں انزال کا ذکر ہے۔ تنزیل کا بیان نہیں۔ انزال و تنزیل میں فرق ہے۔ انزال ایکنہ م آنا مارنے کو کہتے ہیں اور تنزیل بتدریج آنا مارنے کو۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال انزل اللہ القرآن الی السماء الدنیا فی لیلة القدر فکان اللہ اذا اراد ان یوحی منہ شیئا او احاء۔

رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں شبِ قدر میں قرآن کو آسمان و دنیا پر آنا مارا۔ دُعا سے تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔

مستند حکام جلتھائی۔ شبِ قدر رمضان کے آخری طاق راتوں میں چلتی ہے۔ بعض بزرگوں نے شبِ قدر کو شامیوں میں شبِ رمضان میں قرار دیا ہے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر صحائف کا نزول رمضان ہی میں ہوا ہے۔

۱۴ حد قرآن کا نزول ۲۳ کے بعد کسی طاق رات میں ہوا۔ فی الحدیث انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل کوا نزل اللہ تعالیٰ من کتاب قال مائتہ واربعم کتب منها علی ادم علیہ السلام عشر صحف وعلیٰ نوح علیہ السلام خمسین صحف وعلیٰ ابراہیم علیہ السلام ثلاثین صحف وعلیٰ اسمعیل علیہ السلام عشر صحف فی ست لیلال مضیین من رمضان و التوراة علیٰ موسیٰ علیہ السلام فی ست لیلال مضیین من شہر رمضان و الزبور علیٰ داؤد علیہ السلام

فی شان عشر لیلۃ مضت من شهر رمضان والاخیل علی عیسیٰ علیہ السلام فی ثلثۃ عشر لیلۃ مضت من شهر رمضان والفرقان علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحیحہ علم فی ست لیل الیقین من شهر رمضان یعنی خدا نے ایک سو چار دن میں نبیوں پر نازل کیں۔ دیکھا کہ پچاس شیش پر، تیس اور بیس پر دس بار اہم پر جب رمضان کی چھ مائیں گزرنے لگیں اور نہایت مہینے پر رمضان کی چھ مائیں گزرنے کے بعد اور زبور داؤد پر رمضان کی اٹھارہ مائیں گزرنے کے بعد۔ اہل انجیل عیسیٰ پر رمضان کی تیرہ مائیں گزرنے پر، اور قرآن محمد پر جب چھ مائیں رمضان کی گزرنے میں رہیں (عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ قدر)۔

ایسی ہی ایک اور حدیث ہے قال الحافظ فی شرح الصبیح قل اخرج احمل والبیہقی نے الشعب عن داؤد بن اسحق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انزلت التوراة الخ ساطعی مضمون کی ایک حدیث کثیر العمال جلد اول میں ہے۔

یہ ایک عام بات ہے اور قدوسی بات ہے کہ جن امور کی طرت انسان کو بعد بلوغ خصوصیت سے رغبت ہوتی ہے۔ بچپن ہی سے اس کو ان چیزوں سے دل چسپی ہوتی ہے اور اسی قسم کے آثار او کی عادات و حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ تمام سورج نگاروں نے لکھا ہے کہ رسول کریم بچپن سے کبوتر چاٹنا ماسم و نوہات میں شریک نہیں ہونے، کبھی بت وغیرہ کو سجدہ نہیں کیا۔ بلکہ اس قسم کے اعمال و افعال سے آپ کو نفرت تھی۔ جون جون میں شریف میں رتی ہوتی گئی، آپ کو خیال آتا گیا کہ یہ خلافت قتل و انسانیت اور کبھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ حضور کوئی سید ہی نہ ہو گی جو عقل و فطرت کے مطابق اور انسانیت کی شرافت کو نمایاں کرنے والی ہو گی۔

ترقی پس کے ساتھ یہ خیال بھی ترقی کرتا جاتا اور حکم پڑ جاتا تھا۔ اوروں سے ملنا اور بیک ہی رنگ میں رنگارنگ رہنا تھا۔ آپ کی طبیعت انہر و شر کی طرف راغب تھی۔ بچ پڑا۔ امانت کا ادا کرنا۔ وعدے کا اٹھانا کرنا۔ غریبوں اور اہل حاجت کی مدد کرنا، سب کے ساتھ محبت و مخلص سے پیش آنا وغیرہ وغیرہ آپ کے شہوتی اہل وطن مسافک، اشرار، اجارہ دار وغیرہ وغیرہ تھے اس لئے آپ کے علیحدہ ہو کر نگاہ میں راجہ کر کے منا کی طرف دوہل کہہ مرا میں ہے) بیٹھا کہتے تھے، کئی کئی دن کا کھانا وغیرہ لیجائے جب وہ ختم ہوتا گھر آکر اور بیجائے۔ اس خلوت سے آپ کو نہیں ہوتی تھی۔ اور آپ کا کٹر بچے خراب نظر آئے تھے۔

جب آپ کی عمر تقریباً ۳۵ سال ملتا تھا (شمسِ حجاب ۳۶ سال تین ماہ سولہ دن) ہوئی تو آپ حب معمول نگار میں مسکنت و مراقب تھے کہ حضرت جبریلؑ سامنے آئے اور کہا پڑھنا کہنے

آپ نے فرمایا میں پڑا نہیں۔ جبریل نے آپ کو سینے سے لگا کر خود سے بھینچا اور چھوڑ دیا اور کہا پڑھا اپنے پھر وہی جواب دیا۔ اس طرح تین بار ہوا۔ آخر جبریل نے اس وفد سے بھینچا کہ آپ بے حال ہو گئے اور جبریل نے آپ سے کہا استغفرہ کہ کچھ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ آخر اباسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکبر الذی علم بالقلم علما لا انسان ما لم یعلم یعنی پڑھا اپنے رب کے نام سے جو سب کا پیدا کرنے والا ہے جس نے انسان کو جسے ہوئے پہلے سے بنایا، تیرا رب کیسے ہے جس نے تم کو کیا قلم سے لکھایا، انسان کو جو نہ جانتا تھا۔

اخرجه الواحدی عن عکرمۃ والحسن انهما قالالا اول ما نزل بسم الله الرحمن الرحیم واوّل سورۃ اقرأ (اقتان)۔ (اخرجہ ابن جریر وغیرہ عن ابن عباس انہ قال اول ما نزل جبریل علیہ السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا محمد استعذ بسم الله الرحمن الرحیم کذا فی روح المعانی) یعنی جبریل نے کہا اے محمد استعاذہ کرو بسم اللہ الرحمن الرحیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم جبکہ جبریل سے اسی طرح پہنچی ہے (مغنی القاری)

غرض آیاتِ اقرأ پڑھا کر، وضو نماز سکھا کر اور کچھ راز و نیاز کی باتیں بنا کر جبریل غائب ہو گئے۔ حضور کی کپکپی چڑھ گئی۔ ہلچلے کا نچتے ٹھوکرے، ہلکی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھے کب اُنٹا دو، اُنٹوں نے کبل اُڑا دیا۔ جب خدیجہ بھیڑا تو آپ نے بی بی صاحبہ کو سباجرا سنایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے، بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ آپ خیر خیرات کرتے ہیں، بھوکوں کو کھلاتے ہیں، لوگوں کے کام سواتے ہیں، اگر بے ٹوں کی مدد کرتے ہیں، خدا آپ کو دُعا اور رضا عطا کرے گا۔ اس طرح بی بی صاحبہ آپ کو بہت تسلی دلاسا دیا اور آپ کو کتب سابقہ کے مشہور عالم اور عابد و زاہد پلٹے چار زاد بھائی و رفیقانِ نوافل کے پاس لے گئیں اور سب داستان سُنائی۔ ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس گیر ہے جو سوئی پر تزل ہوا تھا۔ یہ اس اُمت کے نبی ہیں، قوم ان کو ستائے گی، دیس نکالا دے گی، ساگر میں جینا دے تو ان کا ساتھ دیں گا۔ ورقہ کتب سابقہ کے عالم تھے، وہ جب ہنارات کتب سابقہ بشیخ رسول کے فخر تھے اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے اس قسم کے تذکرے کیا کرتے تھے۔ یہ بہت ضعیف اور نابینا تھے۔

کہیں اور بھی پیشگوئی وغیرہ کوئے والے تھے جو کسی عظیم الشان ہستی کے ظہور کی پیشین گوئی کرتے تھے، بی بی خدیجہ کے کان بھی ان باتوں سے آشنا تھے۔ اس قسم کی روایتیں خصائص کبریٰ وغیرہ کتابوں میں ہیں جو چونکہ حضور نے بی بی صاحبہ سے واقف بیان کیا، انہوں نے اس نے بی بی صاحبہ کو یہ خیال ہمارا

اس امر کو رد کرتے ہوئے ہرگز دینا ضرور ہے کہ جس چیز کا اس کو انتظار تھا غالباً یہ وہی ہے۔ وہ حضور کو رفتہ کے پاس لے گئیں۔ حضور نے ان سے کوئی اس قسم کی خواہش نہیں کی۔ حضور کا ان کے ساتھ جانا ان کے اطمینان قلب کے لئے تھا کہ اس کا وزیر اور سوت اور قہر سے بہتر اور نہ تھا۔

حضور کو کسی بات کی ضرورت نہ تھی جبریلؑ سب کچھ بتا چکے تھے اور آپ کو یقین آ چکا تھا۔ آپ کی طاری ہونا بھی ایک لازمی امر تھا۔ کیونکہ وہ شخص جو شاہی آداب و کائنات سے واقف نہ ہو جس کو کسی سرنگ سلطان سے بھی سے دوچار ہونے کی قربت نہ آئی ہو جس نے کسی کسی سحران شان و جلالت والے کو بھی نہ کیا ہو اس کو اک دم ایک مقرب خاص باطل و جبروت ہستی کا سامنا ہو جائے اور ایک عہد جلیلہ کے مظاہر ہو گا۔ فرماں مٹنا یا جاٹ تو اس پر ضرور ماس قسم کی کیفیت طاری ہو گی۔ حضور کا یہ فرمانا کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے، اس لئے تھا کہ جبریلؑ نے جو کچھ بتایا تھا جو کچھ پڑھایا تھا وہ سب کچھ تو آپ کے سرسبز مذاہب کے خلاف تھا اور حضور قوم کی افتاد و طبع سے واقف تھے کہ انھوں نے کتنی ہی باتیں کہیں۔ لڑاکا ہیں۔ یہ جب مجھے خدائے حق کی پرستش کرتے دیکھیں گے اور مجھ کو اپنے عقائد و اخلاق کے خلاف پائیں گے تو جان کے گھامک ہو جائیں گے اس وحی کے نزول سے سن نبوی شروع ہو چکا ہے گو یا یہ سن سلسلہ نبوی تھا۔ یہ وحی اور رمضان مطلقاً ہی ۸ مہر جو لائی مسئلہ ۸ روزہ و شبہ ہوئی۔ ابھی تبلیغ کا حکم نہ تھا۔ اس پہلی وحی کے بعد ثانی برسر یک کوئی وحی مسئلہ نازل نہیں ہوئی۔

اس پہلی وحی کے متعلق صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے۔

حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب وجد أبي عبد الله بن محمد حدثنا عبد الرحمن حدثنا معمر قال ان الزهري ناخذني مرة عن عائشة ان انا قال اول ما بعث به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الرحي الرزيا الصادقة في النوم فكان الامر لي ثيابا آتاجا مت مثل ثياب الصبر فكان ياتي حرا فيتحش فيه وهو التجرد في اللبالي ذوات العدر ويتزود عند ذلك ثم يرجع الى خديجة بمثلها حتى جاءه الحن ودهوني غار حرا و نجا و الملك فيه فقال انرا فقال له النبي صلى الله عليه وسلم فقلت ما انا بقارئ ناخذني فنتكفي حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال انرا فقلت ما انا بقارئ ناخذني فنتكفي الثانية حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال انرا فقلت ما انا بقارئ فنتكفي الثالثة حتى بلغ مني الجهد ثم ارسلني فقال انرا يا نبي الله الذي خلقني حتى بلغ ما لا تكلم فرجع بما ترجع براد وحق و دخل على خديجة فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال يا خديجة مالي واخذها الخبر

وقال قد خشيت على نفسي فقالت له كلا ابشر فوالله لا يحزنك الله ابداً، انك لتصل الرحم  
وتصل الرحم الحاشيا وتحمل الكل وتقرى الضيف وتعين على نوابي الحق ثم انطلقت به خديجة  
حتى اتت به ودقة بن نوفل بن اسد بن عبد العزى بن قصي وهو ابن عم خديجة اخی ابيه  
وكان امراً تنصرف في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العربي فيكتب بالعربية من الانجيل ما شاء  
الله ان يكتب وكان شيخاً كبيراً قد ادى فقالت له خديجة اى ابن علم اسمع من ابن اخيك  
فقال ابن اخي ما تاترى فاقبر النبي صلى الله عليه وسلم ما راى فقال ودقة هذا لنا مورس النبا  
انزل على موسى يا ليتنى فيها جذعاً اكرن حياً حين يخرجك قومك فقال رسول الله صلى الله  
عليه وسلم او يخرجى هم فقال ودقة نعم لربايت رجل قطبها جئت به الا عودي وان يلدركنى  
يؤمك انصرارك نصراً مؤزراً ثم لم ينشب ودقة ان تورى وقد الرى حتى حزن النبي صلى الله  
عليه وسلم فيما بلغنا حزناً قدامه سرائر اكل يتردى من رؤس شرا من الجبال فكلمها اوفى بذي  
جبل لى يلقى منه نفسه يذى له جبريل فقال يا محمد انك لله سول الله حقاً فيسكن لك ذلك  
جاشد وتقرى نفسه فيرجع فاذا طالب عليه فترو الرى عند المثل ذلك فاذا اوفى بذرة جبل  
تدوى له جبريل فقال له مثل ذلك الحديث - يعني هم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا کہ ہم سے  
یث نے اُن سے عقل کے اُن سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا  
کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہم سے معمر نے بیان کیا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا کہ ہم سے  
عرو نے بیان کیا کہ اُن سے عائشہ نے بیان کیا کہ پہلی پہلی آنحضرت پر جو وہی آئی وہ یہ تھی کہ آپ تھے خواب بکتے  
تھے، آپ غار حرا میں جاتے وہاں عبادت کرتے، کئی کئی رات تک آپ غار میں رہتے، تو ساتھ لیجائے  
مدت تک یہی حال رہا یہاں تک کہ آپ کے پاس وہی پہونچا، آپ غار میں تھے کہ جبریل نے آکر کہا پڑھ اور آپ نے  
کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں یہ سنکر جبریل نے نود سے بھینپا اور چھوڑ کر کہا پڑھ آپ نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں  
ہوں، اسی طرح تین دفعہ ہوا اور پھر پڑھا اپنے رب کے نام سے پڑھا یعنی سورہ قلن کی ابتدائی آیت اے محمد  
نام میرا تک، آنحضرت یہ آیتیں سنکر اپنے گھر کو لوٹے، آپ کو روزہ پڑھنا ہوا تھا۔ خدیجہ نے کپڑا اوڑھ لیا جب  
حالت درست ہوئی تو خدیجہ سے سارا حال بیان کیا۔ اور کہل بھائی جانی کا وہ ہے، خدیجہ نے کہا ایسا نہیں  
ہو سکتا آپ کو خدا مضائقہ نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں سے سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں،  
لوگوں کے ترغیب داتا کر دیتے ہیں، وہمان نوازی کرتے ہیں، خدیجہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ودقہ کے  
پاس لے گئیں۔ ودقہ نے کہا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا کاش میں تہا رہی پیغمبری کے

زمانہ میں جان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک جیل نہ تاجب مہدی قوم تم کو نکالے گا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میری قوم مجھ کو کیوں کھائے گی۔ وہ قد نے کہا جو کوئی پیسہ ایک پیسے لوگ اُس کے دشمن ہو گئے ہیں اگر میں زندہ رہتا تو میں مہدی مدد کروں گا۔ اس کے چند روز بعد وہ قتل ہو گئے۔ کچھ دنوں تک وہی کا آنا بند رہا۔ آنحضرت کو وہی بند ہونے کا سخت پیچ ہوا۔ آپ بعض دنوں بیاد پر چڑھ جاتے اور ہی میں آنا کہ نیچے گر کر جان دیدوں کہ جبریل آکر سمجھاتے اہ کہتے محمد اتم خدا کے پیچے رسول ہے۔ آپ کو تسکین ہو جاتی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی جو شرح کی ہے اس میں ایک فقرہ یہ ہے قلنا مع کلامہ ایقن بالحق واعترف بعبہ۔ جب اُس نے اس کا کلام سنا تو اس کو حق کا یقین ہو گیا اور اُس نے اعتراف کیا۔

سبق و سابق کلام سے ظاہر ہے کہ ایقن کی ضمیر مدقک طرف راجع ہے۔ اس فقرہ کا ترجمہ یہ ہے کہ جب وہ قد نے رسول کا کلام سنا تو وہ قد کو حق کا یقین ہو گیا اور وہ قد نے حق کا اعتراف کیا۔ کیفیت ظاہر سے بھی اس ترجمہ کی تائید ہوتی ہے۔ وہ قد نے رسول کریم سے حالات منکر نبوت کی تصدیق کی۔ اسی تصدیق کی وجہ سے بعض اکابر علماء نے وہ قد کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

وہی رک جانے سے حضور کا اضطراب بچا نہ تھا، آپ مدح سے ایک صحیح راہ کی جستجو میں تھے جس کی طرف رسول کے بعد ایک دن رہنمائی ہوئی اور پھر خاموشی۔

نیا نیا معاملہ تھا۔ جبریل نے سب کچھ ایک ہی دن نہیں بتا دیا تھا۔ شکل سے شاید مقصود نے ذرا منہ دکھایا اور پھر کچھ خبر نہیں۔ اس لئے یہ ہشتانی بھی داسگیر ہو گا کہ اب آگے کیا ہونے والا ہے؟ خیال بھی ہوتا ہو گا کیا میرے اندر کوئی کمی پائی گئی جو مجھ سے توجہ ہٹائی گئی یا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو گئی؟ غرض قسم قسم کے خدشے سواں دورح ہوتے ہوں گے۔ اس کیفیت و حالت کو یا تو وہ سالک راہ بتا سکتا جس کو قبضہ بطل کی کیفیات ظاہری ہوتی ہوں۔

یائس عاشق، ہجر سے پوچھتے جس کا رسول کی روشد ہو پ کے بعد کہیں ایک بار پیامِ مسلم ہو کر بند ہو گیا ہو وہ کیا کچھ نہ کر گذرے گا، کون سا خیال ہے جو اُس کے دل میں نہائے گا۔

جب حضور بیاد پر جاتے، جبریل آئے اور کہتے تھے محمد تم خدا کے رسول ہو۔ یہ سنکر آپ کو سکون نہ ہوتا تمام خیالات و اضطرابات کا یہ جامع جواب تھا (تم خدا کے رسول ہو) یعنی گھبراہٹ، رسولِ منزل میں ہوتے۔ اُن سے مسلم و پیامِ منقطع نہیں ہوا کرتا۔ ان کی کمال طور پر رہنمائی کی جاتی ہے۔

حدیث میں خیال بلذنا ہے اس لئے اس کو بلاغات میں سے نہیں سمجھنا چاہئے۔ فیما بین کے معنی یہ ہیں



اس آیت کے نازل ہونے سے قبلین عام شروع ہو گئی۔

نزل آیات و ثمر کے بعد وحی کا سلسلہ جاری رہا۔ قرآن تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ مختلف سورتوں کی آیات اور بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوتی رہیں۔ یہ سلسلہ دس برس تک کہ میں ان بروز و برس تک چلتا رہا جاری رہا۔ آخر وحی آپ کو وفات سے نفقہ چلے یعنی ۳۔ ربیع الاول ۱۱ھ پھر یوم شنبہ کو ہوئی۔ حسبِ بیات صحیح بخاری آخری آیت **يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكَ فِي الْأَمْرِ** نازل ہوئی۔ **عَنِ اللَّهِ وَتَالِ الْآخِرَةِ** انزلت کاملہ براءہ و آخر سورۃ اخذت خاتمہ سورۃ النساء **يَسْتَفْتُونَكَ كَأَنَّهُمْ** (برابر سے دعا کرتے) کہ کمال سورت آخر میں بارۃ نازل ہوئی اور سورہ نسا کی آخری آیت **يَسْتَفْتُونَكَ** (بخاری)۔

## کتابتِ قرآن

سب سے پہلے رسول کریم پر وحی نازل ہوئی (یعنی سورہ عن کی ابتدائی آیات) اس میں کتابت کی طرف ترغیب اور کتابت کی طرف اشارہ ہے **(عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ قُلْ هُوَ سُبُطُ الْحَقِّ لَا يَسْتَوِي أَمْرٌ بِالْأَمْرِ)** یہ بھی کتابت کی طرف اشارہ ہے سورہ قرآن مجید میں ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَلَّكُمُ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ**

جب قرآن مجید میں سب سے پہلے کتابت کی طرف اشارہ ہے اور میں دین کی تحریر کی تاکید ہے تو قرآن جو علم و حقیقہ کی اصل ہے وہ کیوں نہ لکھا جانا ہو گا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ہے **لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا عِندَ الْغُرَّانِ** یعنی مجھے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ قرآن لکھا جانا تھا سورہ اوشاد ہے :-

**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيلَ لَهُ قُلْتُ مَا تَقْبَلُ قَالَ كِتَابَةُ** یعنی رسول کریم نے فرمایا علم (حدیث) کو قید میں نہ لے میں نے نہ ایات کی ایک قید سے کیا مطلب ہے فرمایا لکھنا۔ **وَمَنْ دُكِرَ حَاكِمٌ جَدًّا قَوْلًا** جب حدیث کے کہنے کی تاکید ہے تو قرآن کیوں نہ لکھا جانا ہو گا۔

قرآن کی کتابت پر قرآن کا اعلان تھا وہیں ہی ہے۔ **قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ** اکتبتہا نبی **عَلَيْكَ بِكُتُبِهِمْ وَأَنْتَ عَلِيمٌ** (کافر کہتے ہیں یہ پانے قیضہ میں جن کو نبی لکھا ہے اور لوگ کہتے ہیں)۔

**وَالْكِتَابُ الْأَرِثِيُّ** (یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک نہیں) **(رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو آيَاتُهَا شَهَادَةً)** اور کمال رسول پاک صحیفہ کتابت (کتاب اور صحیفہ جب ہی کہا جائے گا کہ لکھا ہوا ہو گا۔ **لَا يَشْكُرُ إِلَّا** **الْمُكَلَّمُونَ**) نہ چھوڑیں اس کو مگر پاک صاف ہوگا (چھوڑا ہی جائے گا جب لکھا ہوا ہو گا۔

حضور نے قرآن دیکھ کر بڑے ہنس کا بڑا ثواب بنا لیا ہے، تجارت اور جہاں ہی ممکن ہے کہ کتاب لکھی ہوئی ہو



قراءتک نظرًا تضاعف علی قراءتک ظاهراً کفضل المکتوبہ علی النافلۃ (یاد سے تلاوت پر دیکھ کر تلاوت کرنے کا یہی فضیلت ہے جیسے فرض نماز کو نفل پر اکثر العمل)  
 من سرہ ان یحب اللہ ورسولہ فلیقرأ فی المصحف (رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ جسے خدا اور رسولؐ کی محبت پسند ہو وہ قرآن دیکھ کر پڑھے) (کنز العمال جلد اول)  
 منکرہ میں ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جو شخص ترکہ میں قرآن چھوڑے اس کو ہمیشہ ثواب ملے گا  
 (باب العلم) ان حدیثوں سے قرآن کے لکھنے کا حکم اور قرآن کا لکھا ہوا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ دیکھ کر تلاوت جب ہی ہو سکے گی جب لکھا ہوا ہو گا۔ ترکہ میں لکھا ہوا ہی چھوڑا جاسکتا ہے۔  
 اصحاب رسولؐ جو حضورؐ کے ہر قول و فعل پر فوراً عمل کرتے تھے اور اُمیر خیر برائے رحیم تھے انہوں نے یہ دعا و منکر کہوں نہ قرآن کو لکھا ہو گا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ نے قرآن کے لکھنے کا اول ہی سے انتظام فرمایا تھا امام خالد بن خالد بن سید بن ابی العاص کہتے ہیں کہ اول بسما اللہ سے لکھنا پڑا ہے (یعنی خالد بن سید نے جو اپنے پیغمبرؐ سے لکھا تھا) (استیعاب جلد اول ۱۵۳)

عن زید بن ثابت قال کنت اکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان اذا نزل علیہ الوحی اخذ نہ برحاء شلی یذہ و عرقی عمرقا مثل الجحمان ثم ساری عنہ مقلکت ا دخل علیہ بقطعة الکفت او کسرة فاکتب وهو علی علی تمنا افرغ حتی تکاد وجلی تنکس من نقل القرآن حتی اقول لا اشئ علی رجلی ابدا فاذا فرغت قال اقرا فاقرأه فان کان فیہ سقط اقامہ ثم اخرج بہ الی الناس (زید بن ثابت کہتے ہیں کہ جب رسول کریمؐ پر وحی نازل ہوتی تو مجھ کو بٹھاتے، میں تختی وغیرہ لیکر آتا۔ اُس پر لکھتے پھر سننے، اگر کوئی غلطی ہوتی تو صحیح کر دیتے پھر میں اس کو لوگوں میں لانا تھا۔) (مجمع الزوائد)

عن البراء قال لما انزلت لا یستوی القاعل و من المؤمنین قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعدوا لانا نجا، ومعه الدواة واللوح فقال اکتب (براء کہتے ہیں کہ جب آیت لا یستوی القاعل نازل ہوئی تو رسول کریمؐ نے فرمایا فلاں کاتب کو بلاؤ وہ کاتب تختی و دوات قلم وغیرہ لیکر آیا آپؐ نے فرمایا یہ آیت لکھو۔ بخاری)

ان حدیثوں سے چند اُمیر ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) جب کوئی آیت نازل ہوتی فوراً لکھائی جاتی (۲) کئی کاتب تھے (۳) مخزومی اور سلمان کنز وغیرہ

ساتیوں ہی کے پاس رہتا تھا (۴) نوشتہ، پتھر کی تختی، شائے کی ہڈی جیگرہ پر لکھے جاتے تھے۔  
 عن عبد اللہ بن عمر قال جینا عن حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکتب -  
 جلدائے بن کر کہتے ہیں کہ رسول کریم کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے کہ رہتے تھے۔ (دلی)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیت **وَ اتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ** نازل ہوئی تو عربی نے رسول کریم سے کہا کہ اس آیت کو بقرہ کی ۲۸ آیتوں کے بعد لکھاؤ (تفسیر غنائت جلد اول)  
 اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے لکھانے کا حکم خداوند ذوالجلال کی طرف سے تھا۔  
 یہ ایک مستند تاریخی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا کہ ان کے بہن بیٹیوں مسلمان ہو گئے ہیں  
 غصہ سے لال چلے ہو گئے اور تھوڑے کانپنے شمشیر یکھ دوڑوں کو قتل کرنے چلے تو اللہ سے کچھ پڑھنے  
 کی آواز سنی۔ اللہ پہنچا ان سے روایت کیا کہ تم کیا پڑھ رہے، انہوں نے اول تو اس کی چھپایا، پھر بتایا  
 اہ لکھا ہوا دیکھایا۔ ایک جگہ لکھا ہوا تھا **يُسَبِّحُ اللَّهَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ سُبْحًا لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ**  
**وَالْاَرْضِ وَلَهُ الْعِزُّ اَجْمَعُ لَكَ تِلْكَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ كُلُّي وَتَحِيَّتٌ وَهُوَ عَلَى كُلِّ**  
**شَيْءٍ قَدِيْرٌ**۔ پھر لکھا ہوا تھا **يُسَبِّحُ اللَّهَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ لَكَ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَتْلُوْهُ**  
**اِنْ كُنَّا جَعَلْنَا فَرَسًا لِّتَنْتَبِهَ**، تَبَارَكَ الَّذِي خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ

اسْتَوٰى۔ یہ آیتیں تجھ یا سورتوں کی ہیں (تفسیر الجاہر للطنطاوی)

جو قرآن حضور کا نبیوں سے لکھاتے تھے اس کے علاوہ صحابہ بھی اپنے واسطے لکھتے تھے جیسے حضرت  
 عمرؓ کے بیٹوں نے آیات لکھی تھیں۔

شہر شام و عرب بید جب مسلمان ہو گئے تو قرآن لکھنے کا شغل اختیار کیا۔ خدا جانے عرب میں  
 کتنے قرآن لکھے ہوں گے (جمہور العرب ملا)

ناجیہ الخطوی صحابی کا یہی کام تھا کہ قرآن لکھا کرتے تھے۔ خدا جانے عرب میں کتنے قرآن لکھے ہوں گے  
 (استیعاب تمام دوم جلد اول ملا)

اتہات المؤمنین ام سلمہ، حفصہ، عائشہ نے قرآن لکھانے اور دیکھ کر تلاوت کرتی تھیں (کنز العمال)  
 حضرت عائشہ نے اپنے آراء و کردہ غم ابو بکرؓ سے قرآن لکھایا (ترمذی)

عمر بن رافع نے حضرت حفصہؓ کیلئے قرآن لکھا (تیسرے الاصول، کتاب التفسیر)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول کریمؐ سے سوائے قرآن اور اس صحیفے کے کچھ نہیں لکھا (بخاری)

استاذن رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو بین مکہ والمدینۃ فقال انک

تلافاتی اللیلۃ جزء من القرآن فانی لا او تخلیه شیئ۔ یعنی ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا کہ میرے درمیان، اور اس نے عرض کیا کہ رات سیرا قرآن کا ایک جزو تمہارے پاس (کتاب المصاحف) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن علم طور پر رکھے ہوئے لوگوں کے پاس اس کثرت سے تھے کہ سفر و حضر میں لوگ ساتھ لے جاتے تھے، اس گشدگی اور ایسی ہی گشدگی سے یہ خیال کرنا کہ قرآن یا قرآن کا کوئی جز تلف ہو گیا اناقت ہے کیونکہ قرآن سیکڑوں کے پاس لکھا ہوا تھا۔ ہزاروں کو حفظ یاد تھا۔ لاکھوں نے پڑھا تھا۔ کسی ایک کے پاس سے گم ہو جانے سے سب کے پاس سے گم ہوا لازم نہیں آتا اس لیے اس کے پاس کا حتمہ گم ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قرآن رکھے ہوئے دیکھے، فرمایا یہ تم کو قریب نہ دیں، خدا ایسے شخص کو عذاب نہ دے گا جسے قرآن یاد ہو (کنز العمال) یعنی اس خیال سے حفظ کرنے سے غافل نہ ہو جانا کہ ہمارے پاس لکھا ہوا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان یداً قرأ القرآن الی الارض الحد۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو دشمنی کی سرزمین پہنچانے سے فرمایا ہے (بخاری کتاب الجہاد) عمرو بن جزم صحابی کو حضور نے مین کا گدہ زمر فرمایا تو ان کو کچھ احکام لکھا دئے تھے۔ انہیں ایک حکم یہ بھی تھا فلا بیس القرآن انسان اتلا وهو طاهر پاک آدمی کے سوا کوئی قرآن کو نہ چھوئے۔

بیان طبری جلد سوم و ابن خلدون ۱۔

عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی قسم کے لکھنے والے تھے (۱) ہجر سورتوں کو یاد کرنے کے لئے مختلف سورتیں اپنی ضرورت اور شوق کے موافق لکھتے تھے۔ انہیں ترتیب نہ ہوتی تھی، نہ ہو سکتی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود نے سورہ فاتحہ نہ لکھی۔ سبب پوچھا تو کہا یہ تو سب کو یاد ہوتی ہے۔ اسی طرح معوذتین وغیرہ یہ اپنے شاگردوں کو بھی اسی طور پر تعلیم کرتے تھے۔ تکمیل کے بعد شاگردوں کو حفظ کرانے ہوئے اور ناظرہ پڑانے ہوئے سب کی مسند دیتے تھے۔ لکھتے تھے ابوبکر و اتمام ماری و لکھتے تھے نووی وغیرہ لکھا ہے کہ ابن مسعود پورے موجودہ قرآن کی اپنے تلامذہ کو مسند دی ہے۔ امام ابن جریم لکھتے ہیں۔

قراوة عاصم عن زید عنہ و فیہا المعوذتان و الفاتحة یعنی عاصم کی مسند میں جو ابن مسعود سے ہے اور نہایت صحیح ہے مسودتین اور فاتحہ ہیں۔

اب سے پچاس برس پہلے تک یہ دستور تھا کہ حسین علیہ السلام کو چھوٹی سورتیں حفظ کرا دیتے تھے تاکہ نماز وغیرہ میں پڑھیں اور بڑی سورتیں ناظرہ پڑاتے تھے۔ مطالعہ کے رواج سے پہلے اکثر مدرسین کا یہ دستور تھا

کر رہی سورتیں طلبا کو لکھا دیتے تھے، چھوٹی ادا کرتے تھے۔ انہی منظم مولوی حکیم صلاح الدین سے اُن کے استاد حکیم فرید احمد صاحب عباسی پروفیسر طب کالج دہلی نے فرمایا کہ میراث کی بیاض رب کریم اور بجا آستانہ نے نام نہانے لکھنے شروع کر دیے۔ حکیم اہل خاں صاحب مرحوم کے مطب کا ایک بہت ہی عالم نسخہ ہندو ہے جس کو پٹ غل کے نام سے کہتے ہیں اس نسخہ کو حکیم صاحب مرحوم کے خدام تک بھی جانتے ہیں، بجا آستانہ نے یہ بھی لکھ لیا۔ آستانہ نے ایک دن جو بیاض دیکھی تو یہ درق پھاڑ دیا اور فرمایا یہ نوب کو مہارم ہے۔

اسی طرح وہ چھوٹی سورتیں جو چونتہ اور نام ہستمال میں تھیں ان کو عبداللہ بن مسعود نے نہیں لکھا۔ عبداللہ بن مسعود نے چار مرتبہ قرآن لکھا۔ ایک مرتبہ تو رسول کریم کی حیات میں، اس وقت مرنے پر ہی سورتیں لکھیں، دوبارہ مکمل قرآن اپنی سطوات کے مطابق بترتیب نزول، تیسری بار عہد خلافت صدیق علیہ السلام جب قرآن ترتیب ہوا، ترتیب سے لکھا۔ چوتھی مرتبہ عہد خلافت عثمانی میں جب قرآن لغت قریش پر مرتب کیا گیا، یہ بھی اس سے متفق ہو گئے۔ یہ نسخہ آج تک موجود ہے۔ (باب الصاغت دیکھئے) اور بھی صحابہ نے اسی طرح کئی کئی بار قرآن لکھا۔

(۲) وہ جو پورا قرآن لکھنے کے مادہ سے کہتے تھے جیسے زید بن ثابت وہ خود کہنے ہیں نزلت القرآن من الوفاق کہ ہم حضور کی حیات میں مناسبت سے قرآن کو کڑوں سے لکھ رہے تھے۔ یعنی حضور جو متفرق و مشابہ پر قرآن تحریر کرتے تھے اُس سے پھر نقل کیا جاتی تھی۔ مناسبت سے لکھنا یعنی سورتیں ترتیب آیات سے۔ (۳) جو کبھی رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی اور لکھنے والوں کے ساتھ انہوں نے بھی لکھ لیا۔

(۴) جو کوئی آیت یا سورت کہتے حضور جو اس کی تغیر فرماتے بطریقہ وادداشت اس کو بھی لکھ لیتے۔

(۵) جو اپنے درد کیلئے مختلف سورتیں کہتے، یہ صورت اب تک طبع ہے جیسے فتح سورہ، ہفت سورہ وغیرہ

(۶) جو اپنی سطوات کی موافق ترتیب نزول سے کہتے تھے۔

(۷) جو رسمی سورتیں علیحدہ اور چھوٹی سورتیں علیحدہ لکھتے تھے۔

تسویم یہود لکھا ہے۔ لیکن اس بات کے ماننے کی ضرورت وجہ موجود ہیں کہ رسول کی زندگی میں متفرق طور پر قرآن کے لکھے ہوئے نسخے صحابہ کے پاس موجود تھے، اور ان نسخوں میں پورا قرآن یا تقریباً تمام قرآن لکھا ہوا موجود تھا۔ انہیں شک نہیں کہ محمد کے دعویٰ نبوت سے بہت پہلے مکہ میں فن تحریر رواج تھا اور عرب میں جا کر تو خود بغیر نے اپنے مراسلات لکھوانے کیلئے کئی کئی صحابہ مقرر کئے تھے۔ جو لوگ بدر میں گرفتار ہو کر آئے تھے انہیں اس شرط پر دعوہ ربانی دیا گیا تھا کہ وہ بعض مٹی آدمیوں کو لکھنا سکھادیں

اھا اگرچہ اہل مذہب اہل مکہ کی برابر تعلیم یافتہ تھے لیکن وہاں بھی بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو اسلام سے پہلے لکھنا جانتے تھے۔ (وہ بیاچہ لافٹ آف محمد)

قرآن کے لکھے ہوئے نسخے عہدِ رسول میں عام طور پر زیر استعمال تھے (انگریزی ترجمہ قرآن) (مؤثر مادیات) تبیینِ اسلام دو مشہور بیچ الاول سلسلہ نبوی سے شروع ہوئی ماسوقت تک پانچ چھوٹی چھوٹی آیتیں سورہِ علیق کی اوہایت مائی آیات سورہِ مدثر کی نازل ہوئی تھیں۔ پنجشنبہ بیچ الاول سلسلہ نبوی کو یسینی ابتداء تبیین سے چوتھے دن خالد بن سید ایان لائے۔ اُن کی بیٹی کا بیان ہے کہ جب پہلے بِسْمِ اللہ سیکر باپ نے لکھی۔ گویا یہ آغاز کتابت قرآن کا دن تھا۔

اھ ۳۔ بیچ الاول سلسلہ ہجری کو آپ کو آخری وحی ہوئی۔ اور اس آخری وحی کو ابی بن کعب نے لکھا۔ یہ آخری تاریخ تکمیل حق کی تھی۔

## کاتبانِ وحی

رسول کریم نے چالیس صحابہ کو کتابت کی خدمت پر مامور رکھا تھا (روحۃ الاحباب) ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان بن عفان۔ علی ابن ابی طالب، زید بن ثابت عبد اللہ بن مسعود۔ جریر بن العوام۔ خالد بن سعید۔ حنظلہ بن بیح۔ عکاء۔ خالد بن ولید۔ عبد اللہ بن رواحہ مہر بن مسلم۔ عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسلول۔ سفیان بن شعبہ۔ عمرو بن العاص۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ جہم بن الصلت۔ سعید بن طاہر۔ سحر بن حنفہ۔ عبد اللہ بن ارقم الزہری، ثابت بن قیس بن شماس حذیفہ بن الیمان۔ عامر بن نیر۔ عبد اللہ بن ابی سرح۔ سعید بن جبیر۔ ابان بن سعید۔ (زیلع نظری)۔ عکاء طبقات ابن مسعود

## قرآن کا خط

کہیں بنی اشترم میں خطِ قیرا سند مانج تھا اس لئے کہیں جس قدر کتابت ہوئی وہاں خط میں ہوئی (ابن السندی) مدینہ میں جو کتابت ہوئی وہ خطِ جری میں ہوئی۔ سلسلہ سے خطِ کوفی میں کتابت ہونے لگی سلسلہ سے خطِ نسخ میں کتابت ہونے لگی۔ اور اس پر جامع امت ہو گیا سب اس کے خلاف جائز نہیں۔

## رسمِ خطِ قرآن

قرآن مجید کا رسمِ خط آج تک وہی ہے جو زمانہ رسالت میں تھا۔ یہ رسمِ الخط بھی توفیق ہے۔ یہ خط دنیا کے تمام خطوں کی رسم سے علیحدہ ہے۔ یہ رسم نہ پہلے کبھی تھا۔ نہ آج تک کسی خط میں مانج ہے۔

ایک جگہ ایک لفظ کو دو بار سے لکھا ہے۔ دوسری جگہ اسی لفظ کو گول تار سے جیسے فطرت  
فطرة۔ رحمت، رحمة، مُتَت، مُتَت۔

بعض جگہ ایک لفظ کو ماکر لکھا ہے اسکو متصل کہتے ہیں۔ دوسری جگہ مجزا لکھا ہے اسکو مفرد  
کہتے ہیں۔ جیسے کَلِمًا۔ کَلِمًا، شَبَّ مًا۔ بَشَا۔ فِی مًا۔ فِی مًا۔

قرآن کا رسم خط ایسا ہے کہ اس میں اختلاف قراءہ نہ ہوا ہے۔ مثلاً سورہ نازعہ میں وَلَیْلَتِ یَوْمِ الدِّینِ میں  
کلمہ ملک میں دو قراءہ ہیں، ایک بِشَاطِ الف یعنی صیغہ اسم نازل۔ دوسری بِسَطَاط الف یعنی مِلَک یعنی  
بادشاہ قراءت کو ایسے طریقہ پر لکھا گیا کہ دونوں طرح پڑھا جا سکے۔

فَکَتَبَ تِلْكَ الْمِصْحَاحَ عَلٰی مَا اسْتَقَرَّ عَلَیْهِ فِی الْعُرْضَةِ الْاٰخِرَةِ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ  
عن جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام عن اللّٰہ تعالیٰ (لکھا قرآن کو زید بن ثابت نے (بعد خلافتِ مسلم)  
اُس رسم الخط سے جو آخری چمکیش میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل کیواسطے سے پہنچی تھی (تسبیح الیوم)  
فہم نظم القرآن مع۔ نوادر کتبہ)

## تعلیم قرآن

جب تک حضور مکہ میں مقیم رہے، آپ اترم مخزومی کے مکان میں قرآن پڑھاتے تھے۔ جب عرب میں  
تشریف لائے تو مسجد میں تعلیم دیتے تھے اور کچھ اصحاب صفہ (صفہ مسجد میں ایک چوتروہ حاجس پر سائیں  
صحابہ رہتے تھے۔ پھر پڑھتے تھے۔ اصحاب صفہ رات کو ایک معلم کے پاس جمع ہو قرآن سیکھتے تھے (مسند احمد)  
علم حاصل کرنے کی ترغیب قرآن و حدیث میں بہت ہے۔ اور قرآن پڑھنے کو تو خداوند و ابلاال نے  
لازمی کر دیا ہے کہ ہر ناز میں کچھ نہ کچھ قرآن پڑھا جاتا ہے۔ حضور نے قرآن پڑھنے کے مستعد فضائل اور ایسا اجر  
بیاں فرمایا ہے کہ صحابہ ذوق و شوق سے قرآن پڑھتے تھے۔

اِنَّ اَفْضَلَ لَكُمْ مِّنْ تَعْلَمُوا الْقُرْآنَ وَعَلَمَهُ۔ (تم میں وہ شخص افضل ہے جو قرآن پڑھے اور پڑائے نہ لائے)  
مثل الذی یقرأ القرآن کالارضی طیب و علیھا طیب (قرآن پڑھنے والا اُس چل کی  
مثل ہے جس کا زہری پتھا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے۔ بخاری)

یقال لصاحب القرآن اقرا وارقی (قیامت کے دن قرآن پڑھنے والے کو کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ  
اور بندہ رجات کی طرف عروج کر۔ مشکوٰۃ)

عن عائشۃ مثل الذی یقرأ القرآن وهو حافظ له مع السفرة الکرام (جو قرآن پڑھا)

پڑھتا ہے وہ مثل فرشتوں کی ہے۔ (بخاری)

بھی صاحب القرآن یوم القيامة فيقول يا رب حللني لباس الكرامة (تجارت کے دن جب قرآن پڑھنے والے آئیں گے تو قرآن خداوند کریم سے عرض کرے گا کہ ان کو تاج کرامت عطا فرما (ترجمہ))

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اقروا القرآن فان الله لا يذيب اخ رسول كريم نے فرمایا جو قرآن پڑھتا رہے گا خدا اُس کو عذاب میں مبتلا نہ کرے گا (بخاری) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں تمہارا پاس دو چیزیں چھوڑتا ہوں، ایک قرآن، دوسرے حدیث، جب تک ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ (مسکوٰۃ) نیز فرمایا ہے کہ خداوند کریم کو قرآن تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے (بخاری) نیز فرمایا کہ قرآن پڑھنے والے کو ہر حرفت کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں (بخاری) خیر کو من قرأ القرآن واقرأه (تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑائے (طبرانی))

یہ تو آخرت کی باتیں تھیں۔ حضور دنیا میں بھی اُن لوگوں کے مراتب بڑھاتے تھے جو قرآن پڑھتے تھے۔ عن ابی ہریرۃ قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم لبعثا وهم ذو علة فاستغفروا هو فاستغفرا کل رجل منهم قال یعنی رسول کریم نے ایک لشکر ترتیب دیا۔ ہر سپاہی سے قرآن سُنا۔ جس کو جس قدر یاد تھا اُسے سُنا یا، ایک عمر سپاہی کو سب سے زیادہ یاد تھا۔ آپ نے اس کو سپہ سالار بنا دیا (ترمذی جلد ثانی) شہداء اُحد کو جب آپ نے دفن فرمایا تو شہداء زیادہ تھے، پکڑا کہ تمہارا سٹے ایک ایک تبر اور ایک ایک چادر میں لپیٹی رکھی گئی۔ رکھتے وقت آپ دریافت فرماتے تھے کہ اس کو کس قدر قرآن یاد تھا جس کو جس قدر زیادہ یاد تھا اس کو تبر کی جانب مقدم کرتے (ترمذی جلد ثانی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے ایک عورت کے متعلق درخواست نکاح کی، آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ مال ہے، اُس نے انکار کیا۔ اُس کے پاس صرف ایک چمبہ تھا۔ آپ خاموش رہ گئے، وہ شخص مایوس ہو کر جانے لگا۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ تجھ کو کچھ قرآن بھی یاد ہے اُس نے کہا ہاں فلان فلان حدیث آپ نے فرمایا حفظ پڑھ سکتے ہو اُس نے کہا ہاں، آپ نے اُس کا نکاح کر دیا۔ (بخاری کتاب النکاح)

نمازیں امام کا حکم آپ اُسی کو دیتے جو قرآن زیادہ جانتا تھا۔ چنانچہ اپنے سنے آپ نے حضرت ابوبکر کو امام بنایا کیونکہ وہ تمام قرآن کے حافظ اور تباری اور سب سے بڑے عالم تھے۔ فرمودہ ہرادی کو فسخ۔ (مید مدلول) تین قبیلوں پر اسی لئے حاکم بنایا کہ وہ قرآن سب سے زیادہ پڑھتا تھا (ابن خلدون)

عثمان بن ابی العاص قرآن اچھا پڑھتے تھے اس لئے خلافت کا حاکم مقرر کیا (ابن ہشام) جب قرآن کا پڑھنا دنیوی و آخری ترقیوں کا ذریعہ تھا تو کیوں نہ صاحب اس طرف ترقی تھے مروج ہو

قرآن پڑھنے کا اجر عظیم مقرر کرنے میں اور قرآن جاننے والے کو ترجیح میں صرف اشاعتِ قرآن ہی کا خیال نہیں تھا بلکہ اس لئے ہی ان کو ترجیح دیکھائی گئی کہ قرآن مجید دنیا کے تمام علوم و فنون کا جو سرفراز و منتفع ہے، علمِ انبیاء، علمِ طبعیات، علمِ ریاضیات، علمِ اخلاقی، سیاست، عدل، یعنی قانونِ انصاف، علمِ تاریخ، یعنی قرآن ہی تمام ان نظامِ خاندان واری، ان علوم و فنون اور ان کے فروعی علوم کے متعلق قرآن میں اصول و ہدایت ہیں لہذا جو شخص اس کے زیادہ قرآن پر عبور رکھتا ہو گا وہی ان علوم کا حرا و ادا کرے گا۔ یہ سب باتفاق مقررین سے ثابت شدہ ہے کہ اچھا پڑھ کر لیا یعنی ائمہ مہتمم نے اس زمانہ میں جب کہ دنیا سے ظاہری و باطنی ترقی نابود ہو گئی تھی۔ اخلاق و شایستگی، عدل و انصاف، حسنِ نظام، امن و امان، علم و فنون کا نام بھی نہ رہا تھا ایسی خوبی سے کاروبار سلطنت کو انہم دیا کہ دنیا بھر ترقی پر گامزن ہو گئی یہ حضرات نہ کہیں تعلیم حاصل کرنے گئے، نہ کہیں مقررانہ نظام سیکھنے گئے نہ کبھی پہلے کے کار کردہ تھے نہ حضرت کوئی علوم و فنون کا کالج قائم کیا تھا۔ جوت قرآن پڑھے ہوئے تھے وہی ان کا رہنما تھا۔ اسی سے تمام سبیل و مشکلات حل کرتے تھے۔ کتب میں تاریخ و فقہ میں ان کے انتظامات کا طرز ان کے فیصلے مذکور ہیں۔ اگرچہ کئی عقل فہیم افراد بھی نہ دیکھ سکا۔ یہ سب کچھ قرآن ہی سے تھا

دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ مختلف اشخاص مختلف علوم و فنون میں صاحبِ کمال ہونے میں کوئی خاص کمالات نہیں ہوا۔ کوئی دوسرے کو کوئی جزل ہے۔ کوئی تیسرے کو کوئی انجیر ہے۔ کوئی پروفیسر ہے تو کوئی کلچر ہے۔ لیکن ان قرآن جاننے والے اچھے کی حالت پر نظر کیجئے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کابر فزودتر بھی تھا۔ جزل بھی تھا۔ تیسرے بھی تھا۔ معلوم بھی تھا۔ اس جامعیت کی نظیر تاریخِ عالم پیش کرنے سے عاجز دنیا کی کوئی یونیورسٹی ایسی جامع ہستیا پیدا کر سکی۔

فرض جب وہی تامل ہوتی تھی تو آپؐ فرما دیتے تھے۔ اور سوچ کر پڑا دیتے تھے۔ قرآن کی افادہ شہادت سے بھی ثابت ہے کہ آپؐ قرآن پڑھتے تھے۔ **يُحْيِيكُمْ بِهِمُ الْكِتَابَ وَالْحَيَاةَ** (یہ بھی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے)

عن عمر بن العاص قال اقرن رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرة سجدة في القرآن يعني عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں پندرہ سجدے پڑائے (ابو داؤد وابن ابی امیہ) اختلفوا عنا كما حفظنا نحن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی ابو سعید صحابی نے ابو نفوس سے کہا کہ قرآن ہم سے کسی طرح حفظ کرنا مجھے ہم نے رسول کریم سے حفظ کیا ہے (ہاری) قال خطبنا عبد الله بن مسعود فقال لقد اخذت من في رسول الله صلى الله عليه وسلم



بعضاً و بعضین سورۃ (ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے رسول کریمؐ سے شتر سے زیادہ سورتیں یاد کیں۔)  
(بخاری فضائل القرآن)۔ (ابوالدار نے کہا میں نے قرآن رسول کریمؐ سے پڑھا (تذکرۃ الحفاظ جلد اول)

بخاری میں جاہل اور ابن مسعودؓ کے دور وادیں ہیں کہ رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاور خانے پر کھانا  
اور انبیاء اس طرح یاد کرائی جیسے قرآن یاد کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک روایت ترمذی میں ابن عباسؓ سے  
ہے، اور ترمذی میں ایک روایت ہے کہ جب آیت مِّنْ لِّغَفْلَةٍ مَّوَّءَیْجٍ یَّجْرُیْہِ اِلَیْہِ اَمَ تَازِلٌ ہوئی تو رسول کریمؐ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو پڑھائی (ترمذی جلد اول)

جو شخص نیا مسلمان ہوتا تھا آپؐ اس کو صحابہ کی پرورد کرتے تھے کہ اس کو قرآن پڑاؤ۔ عن عبادۃ بن  
الصّامت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشتغل فاذا قدم اجل مھاجر اعطی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم دفعہ الی اجل مھاجر علیہ السلام القرآن یعنی جب کوئی نو مسلم آتا تو رسول کریمؐ اس کو کسی  
مہاجر کے سپرد کر دیتے کہ اس کو قرآن پڑاؤ (کنز العمال جلد اول صفحہ ۱۳۲)

قبیلہ عامر کے دس آدمی آکر مسلمان ہوئے اور اتنے دن مدینہ میں ٹھہرے کہ ابی بن کعبؓ انہوں نے  
قرآن پڑھ لیا (ابن خلدون جلد ثانی) ایسا ہی قبیلہ غنم اور قبیلہ بنی عامر و مذحج و حنظل بن عمر القدوسی  
اور عمرو بن مسعودؓ کے متعلق ابن خلدونؒ میں لکھا ہے۔ تیم کے سر آدمیوں نے اسی طرح قرآن پڑھا،  
(استیعاب جلد ثانی) جن قبائل یا مضافہ میں مسلمان ہو جاتے تو آپؐ وہاں تعلیم دینے کیلئے صحابہ کو مامور  
فرماتے۔ اہل مدینہ جب قبل ہجرت کہیں آ کر شرفِ اسلام ہوئے تو آپؐ نے ان کی تعلیم کیلئے ابن لم کثوم  
اور مصعب بن عمیرؓ کو بھیجا۔ یہ وہ بن ثابتؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضورؐ کے مدینہ تشریف لانے سے قبل  
شتر و سورتیں یاد کر لی تھیں اس وقت میری عمر گیارہ سال کی تھی (ابن خلدون و کامل ابن اثیر)۔

اسی طرح سادہ کو کہ وہ بنی، عمرو بن حزم کو بنی قریظہ و قارہ میں چھا صاحب شتر، عاصم بن ثابتؓ  
خالد بن بکرؓ، زید بن وثیقؓ عبداللہ بن طارقؓ کو بنی المذحج میں خالد بن ولیدؓ کو تسلیم دینے کیلئے بھیجا،  
و قدیم قرآن پڑھ کر دینے لگا (طبقات ابن سعد۔ استیعاب، ابن خلدون و طبری۔ زاد المعاد)  
عمرو بن حزم کو اپنے جو احکام لکھائے تھے انہیں حکم بھی تھا علیہ الناس القرآن (لوگوں کو  
قرآن پڑھاؤ) ابن خلدونؒ

اور اسی قسم کی بہت سی روایتیں ہیں جن سے ثابت ہے کہ اپنے قرآن کی تعلیم لازمی ضرورت سے رکھتی  
اور اس کا کافی انتظام کیا تھا آپؐ کی حیات میں قرآن کی ہر طرح اشاعت ہو گئی تھی۔ آپؐ کی حیات میں  
تقریباً تمام ممالک و اقوام میں اسلام پہنچ گیا تھا اور مسلمانوں کی تعداد لاکھوں تھی۔ ان میں سے ایک بڑی

نہ تھا جو کچھ کچھ قرآن نہ پڑھا ہو۔ آج بھی روئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں مل سکتا جس کو قرآن کی دہلیز سورتیں یاد نہ ہوں۔ کیونکہ نماز فرض ہے اور قرآن کا ناز میں پڑھنا لازم ہے اگر شوقیہ نیت سے کوئی مسلمان پانچ نماز نہیں تو کبھی نہ کبھی تو نماز پڑھتا ہی ہے اس لئے اس کو کچھ کچھ قرآن ضرور یاد ہو چکا ہے۔

## حفظ قرآن

جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو آپؐ فوراً صحابہ کو لکھا دیتے اور پڑھاتے۔ صحابہ حفظ کر لیتے کان و اب الصحابۃ رضی اللہ عنہم من اول نزول بالوحی الی آخرہ المسارعة الی حفظہ یعنی تمام زندہ وحی میں صحابہ کا یہ معمول رہا کہ جو وحی نازل ہوئی اُس کو حفظ کر لیا (زبدۃ البیان فی رسم صحابہ عثمان) آپ کے عہد مبارک میں حفاظ کی کثرت تھی کہ تلم جزیرہ العرب کے حصص دیات کتب میں حفاظ و مسلم ہو چکے تھے۔ اور ایک ایک قبیلہ میں حضورؐ کے دس، بیس، بیس۔ چالیس پالیس شتر شتر قاری بھی صریح بخبر میں جو اب دانے سے بحری میں ہوا۔ شتر حفاظ شہید ہوئے۔ اور کئی لڑائیوں میں کثیر قاریوں کا حفاظ شہید ہوئے۔ کتب تاریخ میں بتھیں تلم واقعات و اسامہ موجود ہیں۔ علامہ بیہقی نے طبقات القراء میں لکھا ہے کہ ایک جات صحابہ کی ایسی تھی جنہوں نے پورا قرآن حفظ کر لیا تھا اور حضورؐ کو سنایا یا تھا بعد اُن کے وہ سات قاری ہیں جن کی سند کج تک دنیا میں ستم ہے۔ من جملہہم سبعۃ ائمة اعلام و دارت علیہم اساسا نید القرآن و ذکر وافی صلاۃ الکتاب الاجازات عثمان بن عفان و علی ابن ابی طالب و ابی بن کعب و عبد اللہ بن مسعود و زید بن ثابت و ابو موسیٰ الاشعری و ابوالدرداء طبقات القراء یعنی قرآن کی سند ان سات ائمہ کی مشہور ہے۔

اور حضورؐ فرمایا ہے استقر ذا القرآن من اربعة من عبد اللہ بن مسعود و سالم مولیٰ ابی حنیفہ و ابی بن کعب و معاذ بن جبل (یعنی قرآن ان چار سے پڑھو۔ بخاری)

ابی بن کعب کے متعلق تکررۃ الخفاظ میں لکھا ہے۔ اقرأ الصحابة و سید القراء قرأ القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ میں سے زیادہ قاری اور قاریوں کے سرور تھے۔ رسول کریم سے قرآن پڑھا۔ ابو موسیٰ اشعری کے متعلق ہے حفظ القرآن و عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن حفظ کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ منہاج الساعات جلد اول)۔

ابو بکر صدیق کے حافظ بننے کے متعلق امام ابی الحسن اشعری نے تصریح کی ہے (منہاج الساعات جلد اول) ابو موسیٰ بننے بھی قرآن حفظ کیے سنایا تھا۔ فاما من حفظہ کلہ منہم و عرض علی النبی صلی

اللہ علیہ وسلم فی جامعۃ من نجباء محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اجلہ صحابہ کی ایک جماعت نے پورا قرآن حفظ کیا اور حضور کو سنایا۔ طبقات النصار

صحابہ میں دس ہزار حافظ زیادہ مشہور تھے۔ ان دس ہزار میں (۳۷) کو مختصر حجت خاصہ حاصل تھی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ سعید بن ابی کاہن رضی اللہ عنہ۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ۔ سعید بن جبلی رضی اللہ عنہ۔ جحش بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ نضار بن عبیدہ رضی اللہ عنہ۔ ابوسوی اشجری رضی اللہ عنہ۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔ سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن قوام الجادین رضی اللہ عنہ۔ عبید بن مسعود بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ ابو زید رضی اللہ عنہ۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ سعید بن محمد بن الصامت رضی اللہ عنہ۔ سعید بن عبید بن نعان انصاری رضی اللہ عنہ۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن العاص رضی اللہ عنہ۔ سلمان بن ابی حشہ رضی اللہ عنہ۔ تمیم الداری رضی اللہ عنہ۔ سعید بن الحارث رضی اللہ عنہ۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ۔ عقبہ بن عامر الجعفی رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ سعید بن جندب رضی اللہ عنہ۔ ابن اوس رضی اللہ عنہ۔ قیس بن صعصعہ رضی اللہ عنہ۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔ ابو حنیفہ سادہ (تہذیب التہذیب) طبقات ابن سعد ذکر کرتا تھا واللہ ہی دستار السادت، القان صحیح بخاری

مروئی کے علاوہ عورتیں بھی حافظ تھیں۔ ان میں چار زیادہ مشہور تھیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا۔ ام رومان رضی اللہ عنہا۔ ام دینار رضی اللہ عنہا۔ ام البروداؤد رضی اللہ عنہا۔ حفظ قرآن اور تلاوت قرآن کی یہ کثرت تھی کہ عمرو بن سلمہ کا گھر ایک چشمہ کے کنارے تھا آپ کا سات برس کا سن تھا، آنے جانے والے مسافر حشے پر اکرام کرنے تھے۔ جس طرح عالم غارت ہے کہ تقریباً تمام پرکھ پڑھنے لگتے ہیں تو آنے جانے والے قرآن پڑھتے تھے۔ یہ ابھی سلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جس طرح بچوں کی عادت ہے کہ انے جانے والوں سے کچھ یاد ہو جائے کہ ان کو بھی قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہو گیا تھا۔ بخاری

عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے متعلق ہے حافظاً عالماً قرأ الکتاب (یعنی فاضل تھے حافظ تھے، عالم تھے، بخاری تھے، تبارک تھے) سیاق

قیس بن صعصعہ و سعید بن السدر بن اوس و عبد اللہ بن عمر فاروق و عقبہ بن عامر الجعفی تمیم الداری و عبد اللہ بن اسباب، ان اصحاب کے متعلق طبقات ابن سعد و سیاق جلد اول، کنز العمال جلد اول و تاریخ الخلفاء۔ فتح الباری و مسند العلیہ، تہذیب التہذیب جلد ہفتم میں لکھا ہے کہ یہ سب محدثین تھے سلمان بن ابی حشہ یہ حافظ قرآن تھے حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت میں انہیں عورتوں کو قرآن سناتے پڑھانے سے روک دیا تھا اور خلیفہ سوم حضرت عثمان نے ان کو تراویح کا امام مقرر کیا خلاصہ طبقات ابن سعد جلد خیمہ ص ۱۷۰

اور دیگر اصحاب کے متعلق تفصیل طلب حضرات مکررہ الفاظ دستیاب تہذیب اہل ہندو مت کے ہیں۔  
 سر ولیم مورکھتے ہیں۔ توت حافظہ ان کی انتہائی درجہ پر تھی۔ اور اس کو وہ لوگ قرآن کی نسبت  
 کمال سرگرمی سے کام میں لاتے تھے۔ ان کا حافظہ ایسا حقیقتاً تھا اور ان کی محنت ایسی تھی کہ اکثر اصحاب  
 پیغمبر کی حیات میں بڑی محنت کے ساتھ نام وہی کو حفظ پڑھ سکتے تھے (لائف آف محمد)  
 چھٹی صدی مسیحی دنیا کا تملیک ترین مملکت تھا۔ ایک عرب ہی پر منحصر نہیں، دیکھ کے ہر شخص میں بڑے  
 گہروں کی تعداد بہت ہی کم تھی۔ فی ہزار ایک کا بھی اوسط نہ تھا۔ ایسے زمانہ میں بہترین ذریعہ حفاظت کا حفظ  
 تھا۔ تخریر پاس قدر بھروسہ نہیں ہو سکتا تھا، اول تو لکھنے والے کم، سطح پر سب تھے۔ بسے قلیل التعداد  
 تخریروں میں جلد بازی آسانی سے ہو سکتی تھی۔ اسی وجہ سے قرون ثلاثہ میں چارے ائمہ حدیث اس راوی کو  
 ضعیف سمجھتے تھے جو کتاب دیکھ کر روایت کرتے تھے۔

مذہب عالم کی کتابیں تخریر ہوئیں گئیں انعام ہوا۔ اگر قرآن کا مدار بھی تخریر پر ہوتا تو یہی حشر ہوتا۔  
 قرآن کی حفاظت حفظ ہی سے ہو سکتی اور تخریر اس کے ممکن نہ تھی۔ عہد رسول میں ایک دو نہیں ہزاروں  
 سینوں میں مکمل محفوظ تھا۔ اولاً گھروں میں سنوٹوں پر اور بہت سے ممالک میں قرآن پوسٹ کر  
 لوگوں کے دل نشین ہو گیا تھا۔ حضرات کی حیات میں عرب، افریقہ، ایران، روم، ہند، چین وغیرہ ممالک  
 میں اسلام پہنچ گیا تھا۔

ہندو فاضل منشی جے بہادر لکھتے ہیں۔ تیرہاں شہور چینی مؤرخ نے لکھا ہے کہ شہر میں کتاب  
 ابن ابی کبشہ رسول کا قرآن لیکر شاہ چین کے دربار میں داخل ہوئے شہنشاہ چین نے ان کا بہت اعزاز کیا  
 اور کانٹین میں مسجد تعمیر کرائی کہ جاننا دی (تلفیق مذہب مطبوعہ ۱۳۰۴ ہجری دکنیہ پریس ناٹوٹی)  
 سب ایک ہندی کی رعایت بھی کسی جگہ صحت ہے۔ حفظ کے ذریعہ حفاظت کا ذکر قرآن میں بھی ہے  
 بَلْ كَلَّمَا بَيْنَا مَعَهُ آيَاتِ الْفُتُورِ فَذُرْنَا لَنْ يَنْ أَرْثُوا الْوَلَدُ (مذہبوت) یعنی یہ کتاب مکمل ہوئی آیتوں  
 کا مجموعہ ہے جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہے۔

اسلام کے ساتھ ہی ساتھ حضور کے عہد مبارک میں قرآن اکثر ممالک میں شائع ہو گیا تھا۔

## تلاوت قرآن

قرآن جس قدر جس نے پڑھا وہ اس کی تلاوت کرتا ہی تھا۔ اب بھی اکثر مسلمان تلاوت کرتے ہیں۔  
 حضور علیہ السلام کا وہ ایک حدیث سے ساتھ حدیث میں ثابت ہے جو ترتیب قرآن کے بیان میں نقل

کی گئی ہے۔ باقی اصحاب میں بڑے بڑے بالکمال علما تک نے دلے تھے۔  
 عثمان غنی وغیرہ داری ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے (ہندیہ المعتمدیہ استنباب)  
 عبد اللہ بن عمرو بن الخطاب و عبد اللہ بن عمرو بن العاص ایک رات میں ختم کرتے تھے (فتح الباری)  
 سعد بن المنذر بن اوس بن سعد بن ختم کرتے تھے (فتح الباری۔ اسد الناب)  
 قیس بن سعد کو حضور نے فرمایا تھا کہ ایک ہفتہ میں ختم کیا کرو (استنباب جلد اول)

## قرآن بوقت و مکاتِبِ رسول

حضور نے جب رحلت فرمائی ہے تو آپ کے صحابہ کی تعداد لاکھوں تھی۔ اور صحابہ ہزار لاکھ میں اسلام  
 پہنچ گیا تھا۔ جو اہل بیت میں حضور کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب تھے۔ یہ تعداد صحیح کرنے والوں کی  
 اس وقت کے اعتبار سے تو کروڑوں سے اور اس زمانہ کے اعتبار سے پانچ چھ لاکھ سے حاصل ہو سکتی ہے۔  
 نماز فرض تھی۔ باجماعت پڑھی جاتی تھی۔ نماز میں قرآن کا پڑھنا فرض تھا۔ اسلئے تھوڑا بہت قرآن  
 تو ہر مسلمان کو یاد تھا۔ اور اس طرح اطلاع عالم میں جو میں گھنٹے برابر تلاوت قرآن جاری تھی۔

ہزاروں حافظ تھے۔ مشہور تھا کہ تلاوت دس ہزار میں لگتی ہے۔ عورتیں بھی حافظ تھیں غلام بھی  
 حافظ تھے۔ ایسے ایسے تلاوت کرنے والے تھے کہ ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔ آپ نے کل قرآن کلام  
 تھا۔ صد ہا صحیفوں میں لکھا ہوا تھا۔ آپ نے جو قرآن لکھا تھا وہ متفرق اشیاء پر تھا۔

آپ نے قرآن قواعد تجوید کے ساتھ پڑھایا تھا اور تنبیہ کے ساتھ آپ تلاوت کرتے تھے اور صحابہ پڑھتے  
 تھے۔ اعراب و لغت کا لکھنے میں مدد نہ تھا۔ پڑھنے میں تھا۔ آپ نے تاکید فرمائی اعراب القرآن (کثر احوال)  
 الم یہی لے لکھا ہے لیکن ملکہ الاعراب الموجودة فی نفوسہم قبل اخلاصہم بالعلم الجمعیۃ  
 (یعنی اہل عرب کے نفوس میں اعراب کا لکھ تھا جو ان کو نفسی سے محفوظ رکھا تھا جب تک کہ وہ عجیبوں سے  
 نہ ملے تھے اتفاقاً)

کیات و قوت بھی تو تھی ہیں۔ آپ نے صحابہ کو تنبیہ فرمائی تھی کہ ان کا کوئی نشان کتابت میں نہ لکھنا  
 آپ نے قرآن کو سات منزلوں پر تقسیم فرمایا تھا۔ بعض سورتوں اور آیات کی تعداد حضور سے منقول ہے۔  
 لیکن قرآن بین الدنئین میں جمع نہیں ہوا تھا۔ انشاء القرآن کان علی اھل الانبیا علیہم السلام  
 و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انما تراء جمعہ فی صحیفۃ احمد بنی قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے عہد میں ہی ترتیب پر تھا مگر ایک صحیفہ میں جمع نہ ہوا تھا۔ (غذا بن جردا نقل)

## قرآن عہد خلافت اقل میں

حضرت زید بن ثابت کی حدیث سے جس کو ہم محدثین نے نقل کیا ہے جمع قرآن کی کیفیت عہد خلافت اولیٰ میں معلوم ہوتی ہے۔

ان زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال رسل الیٰ ابوبکر الصديق متقل اهل الیماۃ فانما عہدنا بخطاب عنده قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ان عمر ثانی فقال ان القتل سحر يوم الیماۃ یقرأ القرآن انی اخشى ان یسخر القتل بالقرآن بالموطن فذهب کثیر من القرآن وانی ما رئی ان تأمر بجمع القرآن قلت لعمرك کیف تفعل شیئا لم یفعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عہدنا واللہ خیر فلوزل عمر برأ جئنی فشرح اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلك ورايت فذلك الذي راى عمر قال زید قال ابوبکر انک رجل شاکب عاقل لا تمتنع و قد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتسمع القرآن فأجمعه قال فواللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان أثقل علیّ مما اصابنی به من جمع القرآن قلت کیف تفعلون شیئا لم یفعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال هو واللہ خیر فلوزل ابوبکر یراجعنی فحق شرح صدری الذي شرح له صدر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما فانتبعت القرآن اجمعه من العصب واللغات صدر والترجال حتی رجیت آخر سورة التوبة مع الی خزيمة الانصاری لواجدها مع احدی غیره لقل جاء کور رسول من انفسکم عزز علیہ فأعنتم حتی خاتمة براءة فكانت الصحف عند ابوبکر حتی توفاه اللہ ثم عند عمر فی حیاته ثم عند حفصة بن عمر رضی اللہ عنہما۔ یعنی زید بن ثابت سے روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے زمانہ میں ابوبکر نے مجھے بلوایا، عربی زبان موجود تھے خیفہ نے کیا یمامہ کی لڑائی میں بہت قاری شہید ہوئے۔ ایسے ہی اگر اور چند لڑائیاں ہوئیں تو مجھے ڈر ہے کہ قرآن کا اکثر حصہ تلف ہو جاتا گا۔ عمر نے مجھ سے کہا کہ تو قرآن مجھ کر۔ تو زجران مجھدار مسجد ارستخردی ہے، الکاتب وہی ہے اسے مناسب ہے کہ تو تلاش کر کے تمام تحریرات سے قرآن جمع کر سنے کہا کہ یہ ایسا بھاری کام ہے کہ اس کے مقابلہ میں پہاڑ کا ہنساؤ یا آسان ہے اور حکام رسول نے نہیں کیا و آپ کیسے کریں گے خلیفہ نے کہا کہ اس میں ٹیک کلام ہے۔ مجھ اور خلیفہ کو جس طرح اہل میری بھی مجھ میں آگاہی کہ کلام مناسب ہے۔ اس پر میں نے قرآن کو کھجور کے پتھروں، چمڑے کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا۔ سورہ توبہ کی آخری آیات ابوزید کے پاس سے لیں۔ یہ لکھا ہوا قرآن حضرت ابوبکر کے

پاس محفوظ رکھا۔ پھر حضرت عمرؓ کے پاس۔ ان کے بعد حضرت حفصہ کے پاس محفوظ رکھا۔

نہیں بن ثابت وہی کے کاتبوں میں اقل درجہ کے کاتب تھے۔ اور رضائے آخرہ میں حضور سے دور تر قرار میں تھا۔ اس لئے عام کاتبوں میں خلیفہ نے انہیں کو منتخب کیا۔ نہ کہ کے اظہار رضائے آخری کے بعد اس امر پر غور کرنے کیلئے حضرت عمرؓ کے مکان پر ایک جگہ کیا گیا اس میں حضرات ذیل مشرک تھے۔

ابوبکر صدیق - عمر بن الخطاب - عثمان بن عفان - علی بن ابی طالب - آبی بن کعب - عبداللہ بن مسعود - عبداللہ بن عمر - عبداللہ بن الزبیر - عبداللہ بن عباس - ابن اسباب - قتادہ بن الولید - طلحہ - سعد - حذیفہ - سعید - سلم - ابوبکر ہریرہ - عبادہ بن صامت - ابوزید - ابودرداء - ابویوسفی اشجری - عمرو بن العاص - زید بن ثابت - سب سے پہلے اتفاق کیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب میں اذعانہ پھیلنا شروع ہوا۔ وہ جان نبوت مکرم ہو گئے، اسلام کے خلاف بڑھک مارشیں شروع ہو گئیں۔ ایک پر آشوب وقت تھا۔ اشرار کو ہر قسم کی فتنہ کا موقع حاصل تھا۔ حضور موجود نہ تھے کہ جن کے ہر لفظ پر لوگ اعتقاد و صداقت مانتے تھے۔ اس لئے ان وقت ہر قسم کی اعتیاد کی ضرورت تھی۔ قرآن مجید جو حضورؐ نے تحریر کرایا تھا وہ متفرق ہر شیا پر تھا صحابہ نے جو بطور خود لکھا تھا اسکی یہ کینیت تھی کہ کسی کے پاس ایک صورت، کسی کے پاس دس سو تیس، کسی کے پاس کچھ آیتیں، کسی کے پاس آیات کے ساتھ تفسیری جملے بھی لکھے ہوئے تھے۔ یہ بعض بعض کے پاس گویا قرآن جس کو انہوں نے اپنی اپنی معلومات کی سائنس پر ترتیب نزول لکھا تھا۔ یہ ترتیبیں مختلف تھیں کیونکہ ہر شخص کی معلومات میں کچھ نہ کچھ فرق تھا۔ حضورؐ نے ترتیب نزول جمع نہیں کرایا تھا۔ نہ سب کی ترتیب نزول آپؐ کو معلوم ہوئی تھی، آپؐ نے ترتیب تو نبی کے ساتھ یاد کرایا تھا۔ اور اسی ترتیب سے آپؐ پڑھتے پڑھاتے تھے لیکن چونکہ سلسلہ کلام جاری تھا ابھی معلوم نہ تھا کہ اس سے کچھ منسوب ہوگا یا درمیان میں اور سورتیں یا آیتیں داخل ہوں گی۔ اس لئے ترتیب تو فیقی پر حضورؐ نے لکھنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ عام قاعدہ بھی ہے کہ کتاب کی ترتیب ختم تصنیف پر ہوتی ہے۔ پھر ایسی کتاب کی ترتیب ختم سے پہلے کہوں کہ مناسب ہو سکتی ہے کہ جو پارہ پارہ نازل ہو رہی ہو جس کے اختتام کا حال کسی کو معلوم ہو۔ جیسے تاریخ و منہوخ کا بھی سلسلہ ہو۔ چونکہ رسول کریمؐ نے اس ترتیب پر تحریر کا کوئی حکم نہیں دیا تھا مگر وجہ سے اول حضرت ابوبکرؓ کو داخل ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ کلام ختم ہو گیا۔ ابھی صحابہ اور حفاظ موجود ہیں۔ قرآن ترتیب تو فیقی پر اگر تیس نہ ہوا تو کل کوڑا فتنہ برپا ہوگا، کوئی کہے گا کہ یہ ترتیب ہے۔ کوئی کہے گا کہ اس میں قدر سورتیں ہیں۔ کوئی کہے گا کہ یہ آیتیں اس طرح ہیں اس لئے حضرت عمرؓ نے خلیفہ سے کہا کہ آپ قرآن جمع کروادیجئے۔ چونکہ اس زمانہ میں تحریر سے حفظ پر زیادہ بھروسہ تھا۔

پریس و مطابع نہ تھے۔ لکھنے والے کہتے حفاظ ہزاروں تھے۔ اس لئے تجزیہ کے متعلق تو کوئی فتنہ پرداز کوئی مشکوٰۃ چھوڑ سکتا تھا۔ اور اس پر وہ لوگ جو لکھے پڑھتے تھے یا جن کے یہاں کوئی عزیز نہ تھی ہر دم چوتھے تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر جنگ ہمارے کی طرح اور دو چار سو کر ہو گئے نہ کہ اس جنگ میں بارہ سو مسلمان شہید ہوئے انہیں سات سو حفاظ تھے اور مشہور قراء اس سے مسلم بھی شہید ہو گئے (معدۃ القاری) و نہایت الایجاز فی سبوتہ ساکن (الکبار) اور حفاظ کا فائزہ ہو گیا اور کسی نے کوئی شہادت پر پا کر دی تو ممکن ہے کہ لوگ قرآن کے بعض حصوں سے انکار کر دیں، کہہ دیں کہ ہمیں تو اسی قدر یاد ہے ہمارے پاس تو اتنا ہی لکھا ہوا ہے تو قرآن کے بعض حصوں کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس وجہ سے حضرت عمرؓ نے تحریک کی جو بعد از خود بنی منظور ہوئی۔

اس جیسے کہنے پر بھی ممکن تھا کہ دو چار دس یا بیس حفاظ کو بٹھا کر لکھ لیا جاتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ لکھے ہوئے قرآن کو ایک مرتب کر لیا جاتا۔ لیکن اس خوفہ شر کے زمانہ میں یہ ہر صورت خطرہ تھا۔ لہذا ایسی صورت اختیار کی گئی کہ جس کسی کو شب و شکایت کا موقع نہ ملے۔

خلیفہ کے حکم سے حضرت عمرؓ اور زید بن ثابتؓ حرم کے دروازے پر بیٹھ گئے اور سنائی کرادی گئی۔ (قام عمر فقہال من کان تلحقہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیا من القرآن نلیات بہ، وکانوا یکتبون ذلک فی الصحف والا لواح والعصب قال وکان یقیل من احد شیا حتی یشہد شاهدان۔ یعنی اعلان کیا گیا کہ جس کسی کو اس کوئی حصہ قرآن کا رسول کریمؐ کے سامنے کا لکھا ہوا وہ لائے اور وہ دو گواہوں کی شہادت سے قبول کیا جاتا تھا۔ ابو داؤد) اور وہ تحریات طلب کی گئیں جو رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی تھیں (فتح الباری جلد اول ص ۱۱۱۱ و اتفاق السیوطی نوٹ ۱۸)۔

شیعوں کے یہاں بھی ایک طویل حدیث حضرت علیؓ کی احتجاج طبری میں ہے جس کا یہی مطلب ہے (فصیح مناد یجمع من کان عنہ شئی من القرآن نلیات بہ۔ یعنی سنائی ہوئی کہ جس کے پاس قرآن کا کچھ حصہ ہے وہ لائے۔ تفسیر صافی شیعہ) اور ہرگز کا خلاف سے مقابلہ کیا جاتا تھا (وکان غرضہم ان ان لایکتب الا من عین ما کتب بین یدی النبی لا من مجرد الحفظ یعنی صرف ہنر نقل کی جاتی تھی جو رسول کریمؐ کے سامنے لکھا گیا۔ محض حفظ ہی پر ذکھ جاتا تھا (اتفاق وفتح الباری)

مختلف لوگ جو لائے وہ مختلف اشیاء پر تھا، اذک کی ٹہریوں پر، کچھ کے ٹھوس پر، وغیرہ وغیرہ کوئی ایک سورت لایا، کوئی چار سورتیں، کوئی کچھ آیتیں۔ اور اعلان کے سامنے ہر ایک سے گواہ لئے گئے سورہ اخلاص اور سورہ توبہ کی آخری آیات اور خیرہ لائے۔ ان کو اہل کوئی نہیں لایا۔ زید کہتے ہیں کہ ان آیات



اور کوئی نہیں لایا۔ (کنت اسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بجانہ یعنی میں نے رسول کریم کو سنا تھا کہ آپ پڑھتے تھے) لیکن چونکہ اس میں جمع کرنے والوں یا خاص لکھنے والوں کا دخل نہ تھا۔ اس لئے باوجود یاد ہونے کے زمین ثابت اس کو جب تک نہ لکھ سکے جب تک ایک شخص اور نہ تھا۔ یہ کارخانہ خود بتائی ہے کہ اطمینان عام متصور ہے۔ نہ زندہ اور مردوں حافظ تھے، دنوں کا تب وہی تھے، لکھ لیتے، مگر جو شرط مقرر کی گئی اس کے خلاف نہیں کیا۔ وہ صاحب رسول میں ہزاروں ایسے تھے جو تنہا اپنی یاد پوچھ کر کہتے تھے۔ حضرت علی نے یقین نہیں جمع کر ہی لیا تھا۔ (ابٹ المصاحف، یکینے) مگر ہم تو عالم اطمینان کے لئے عوام سے مطالبہ تھا۔ اور وہ بدبخت قبول کیا جاتا تھا۔ ابو خزیمہ کے آیات لانے کا بیان بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کیونکہ یہ آیات صرف ابو خزیمہ ہی کے پیش کرنے پر قبول کی گئیں، ان سے گواہ نہیں لے گئے، یہ صورت نظر ہر اعلان کے خلاف تھی۔ لیکن اہل دوزخ نے خود بیان کر دی کہ ابو خزیمہ سے گواہ اسے نہیں لے گئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خود شہادتیں (دو گواہی والا) قرار دیا تھا۔ اس کا اظہار ضروری تھا اور ہم گواہی میں خود کو بھی پیش کر دیا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ ثابت کسی حد کے پاس لگی ہوئی نہ تھیں سب لکھنے والوں کے پاس تھیں۔ لیکن یہاں مطالبہ صرف ان کا تھا جو حضور کے سامنے لگے گئیں، ان کو ابو خزیمہ کے سوا اور کسی نے نہ لکھا تھا (انہ کان یطلب فیم القرآن من الاصل الذی کتب بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہین ید یہ فلم یجد تلک الایات الا مع خزیمۃ۔ فانہن جلا اولی) یعنی جو رسول کریم کے سامنے لگے گئیں وہ طلب کی گئیں اور یہ آیتیں ابو خزیمہ کے سوا حضور کے سامنے کی لکھی ہوئی اور کسی کے پاس نہ تھیں) اس حدیث پر سرسری نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کارخانہ اطمینان عام کے لئے مبنی اور بیان بھی اطمینان عام کیلئے ہے۔

قرآن کا اس طرح متفرق ہونا اور مختلف ہشتادھائی کے پاس سے جمع ہو جانا کہ جس میں کسی کو شبہ نہ ہو قرآن کی قریر اور اسکی حفاظت کی زبردست دلیل ہے۔

یہ قرآن چرچے پر لکھا گیا۔ قال ابن حجر فی روایۃ عمارۃ بن عزیر ان زید بن ثابت قال ما ملنا ابیکم فکتبتہ فی قطع کلاہم (یعنی نینے کہا کہ میں نے ابوبکر کے حکم سے چھڑے کے ٹکڑوں پر لکھا (انسان) یہ قرآن خط جری میں لکھا گیا۔ سترس علیحدہ علیحدہ لکھی گئیں۔ کئی جلدیں مرتب ہوئیں۔ اس نسخہ کو اتم کہتے تھے۔ یہ نسخہ مرتب ہو کر رکھا گیا۔ کسی کا ہسٹن نقل کرنا یا اس میں تلاوت کرنا مذکور نہیں۔ اس سے صحت ثابت کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اطمینان عام مرتب کیا گیا۔ سب نے اپنے اپنے واسطے لکھ لئے تھے۔ وہ نہ لوگ اسکی نقل کرنے کو دوشے بھرتے۔ حضرت عثمان کے زمانہ تک کسی نے اس کو چھڑا رکھا نہیں۔ امام ابن عمر نے لکھا ہے کہ خلیفہ اول کعبہ میں

کوئی شہر یا نہ تھا جہاں لوگوں کے پاس بکثرت قرآن نہ ہو (کتاب الفصل الملل داخل حیدر آباد)  
 اس عہد کے ایک مصنف کا وقت جس پر سورہ جن کی آیت تحریر ہے، یورپ کے مشہور کتب خانہ بورلیج  
 لائبریری میں ہے اور بھی مصاحف اس عہد کے ہیں (باب المصاحف دیکھئے)  
 اس عہد تک نقاط و حرکات و علامات کا رواج نہ تھا۔ اذامات عمر کانت ما نزلت صحف  
 من مصر الى العراق والشام واليمن یعنی جب حضرت عمرؓ وفات ہوئی ایک لاکھ قرآن مصر و عراق شام  
 اور یمن میں تھے۔ (کتاب الفصل) حجاز اور دیگر ممالک مستثنیٰ ہیں۔ اس لئے ہم سوال کو فرض کہتے ہیں حضرت عثمان  
 کے عہد میں اور بھی اضافہ ہوا ہوگا۔ اس لئے کل تعداد دو لاکھ قرار دینی چاہیے۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے جب  
 قرآن جمع کرایا تو نہ اپنا قرآن لیا نہ اور کسی کا وہی صحف ابو بکرؓ طلب کئے۔ اور وہی نسخہ پڑنے کے لئے جمع کیا  
 کے سامنے لکھے گئے اور پھر ترتیب انہی سے بقاعدہ حفاظہ ہوئی۔ اس کا ردیائی سے بھی ثابت ہے کہ اہل یمن  
 عام مقصود ہے۔ ورنہ لکھے ہوئے تو لاکھوں تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کا مرتب کرایا ہوا نسخہ ان کے پاس رہا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہا۔ ان کے بعد  
 حضرت عثمانؓ نے اس کو نہیں لیا۔ حضرت عمرؓ کی بیٹی ام المومنین حفصہ کے پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد  
 مروان حاکم مدینہ نے بنیاد اس کے پاس سے ایک غریب گم ہو گیا۔

## جمع قرآن

جمع قرآن سے یہ مطلب ہے کہ جن لوگوں نے بمع وجود وفات و حرکات و قرأت خود رسول کریمؐ سے حاصل  
 کیا اور حفظ کیا اور لکھا (عمدة القاری)

حفظ کرنے والے تو بہت تھے، ان کا شمار کیا بتایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اصحاب رسول کریمؐ کی تعداد  
 لاکھوں تھی۔ جن لوگوں نے قرآن جمع کیا۔ انہی کا صحیح شمار معلوم نہیں۔ علامہ بدر الدین عینیؒ نے لکھا ہے۔  
 ان الذين جمعوا القرآن على عهد النبي صلى الله عليه وسلم لا يحصى بعد عدد ولا يقضهم احد  
 یعنی جن لوگوں نے رسول کریمؐ کے عہد میں قرآن جمع کیا ان کا کوئی شمار نہیں (عمدة القاری)

حدیثوں میں قرآن جمع کرنے والوں میں سب سے زیادہ فائق اصحاب کا ذکر ہے۔ جن کی تعداد ۲۹۹ بتائی  
 ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک صاحب کی جمع میں ایک یا دو سو تیس کہیں تھیں کہ حضرت عمرؓ کی وفات ہو گئی  
 پر رادی نے اپنی اپنی معلومات کو موافق جمع کرنے والوں کے نام بتائے ہیں

اخرج ابو عمر عن محمد بن كعب القرظي قال كان ممن جمع القرآن على عهد النبي

صلی اللہ علیہ وسلم دھوئی عثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب و عبد اللہ بن مسعود و من المهاجرین و سائر مولى ابي حذيفة یعنی رسول کریم کی حیات میں عثمان، علی، ابن مسعود نے سہا برتن میں سے اور سلمہ نے قرآن مجید کیا (انوار الفضا جلد دوم صفحہ ۲)

عن عامر الشعبي قال جمع القرآن على رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة رهط من الانصار معاذ بن جبل و ابي بن كعب و زيد بن ثابت و ابو الدرداء و ابو زيد و سعد بن عبيدة قال قد كان نبي على مجمع بن جارية سورة او سورتان حين قبض النبي صلى الله عليه وسلم يعني رسول کریم کی حیات میں انصار میں سے چھ آدمیوں نے قرآن مجید کیا معاذ بن جبل - ابي بن کعب - زید بن ثابت - ابو الدرداء - ابو زید - سعد بن عبيدة۔ اور مجمع کے قرآن میں ایک یا دو سورتیں کم تھیں کہ حضور کی وفات ہو گئی۔ عن محمد بن سيرين قال جمع القرآن على رسول الله صلى الله عليه وسلم ابي بن كعب و زيد بن ثابت و عثمان بن عفان و تميم الداري۔ یعنی حضور کی حیات میں ابي، زید، عثمان اور تميم نے قرآن مجید کیا۔

قال محمد بن كعب القرظي جمع القرآن في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم خمسة من الانصار معاذ بن جبل و عباد بن الصامت و ابي بن كعب و ابراهيم بن الاضاري و ابو الدرداء یعنی مکمل کریم کی حیات میں پانچ انصار ہیں نے قرآن مجید کیا۔ معاذ - عبادہ - ابي - ابراهيم - ابو الدرداء۔ یہ ساتویں طبقات ابن سعد جلد دوم میں ہیں۔

عن انس قال مات النبي صلى الله عليه وسلم ولم يجمع القرآن غير اربعة ابراهيم و عطاء و ابن جبل و زيد بن ثابت و ابو زيد و نحن و رينا ان انس کہتے ہیں کہ رسول کریم کی حیات میں چار آدمیوں نے قرآن مجید کیا ابو الدرداء و معاذ بن جبل - زید بن ثابت - ابو زید - اور ابو زید کے قرآن کا وارث ہیں چنانچہ بخاری باب فضائل القرآن )

اس حدیث میں صرف قبیلہ انصار کا ذکر ہے جس کا ثبوت حدیث مرفوعہ بالا کے فقرے ختمہ من الانصار سے ہوتا ہے۔

وفی الروایض من حدیث ابو ثور الفهمی عن عثمان قال لقد جئت القرآن على عهد النبي صلى الله عليه وسلم یعنی حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ حضور کی حیات میں میں نے قرآن مجید کیا۔

عقبہ بن عامر کے متعلق ہے دھوا احد من جمع القرآن (وہ بھی قرآن مجید کرنے والوں میں سے تھا)

(تہذیب المتہذیب)

ابو موسیٰ اشعری - قیس بن ابی صعصعہ، قیس بن مکین، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن ثابت بن بشیر بن ابی، ان اصحاب کا بھی جمع کرنا مذکور ہے۔ (عمدة القاری - تاریخ خطیب ہندوی)

صحابیت میں ام و رقبہ بن نزل نے بھی قرآن جمع کیا تھا (عمدة القاری)  
جمع کا لفظ اسی وجہ سے اختیار کیا گیا کہ ان اصحاب نے بحج و جود قرآن حاصل کیا اور خود حضور  
حفظ کیا اور کلمہ خالی حفظ کا جہاں ذکر ہے وہاں حفظ ہی کا لفظ آیا ہے۔ جہاں پڑھے کا ذکر ہے  
وہاں قرأ آیا ہے۔

عن ابی اللہ لما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ عشر آیت من ازل سورة  
الکھف عصم من اللہ تعالیٰ ومن نے سورہ کہف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کر لیں وہ وصال سے محفوظ  
رہے گا (مسلم)

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ سورة الواقعة فی کل لیلة  
لوقبہ فاتة ابداً ومن نے سورہ واقعات کو ہر صبح اس کو فاتہ نہ ہوگا (مشکوٰۃ)

استنباب میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کے متعلق ہے کہ ان فاضلاً حافظاً عالماً قرأ الکتاب  
ابو الدرداء کے متعلق ہے احد الذین جمعوا القرآن حفظاً علی محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
منہج السمارت جلد اول ص ۳۵

نیز بن ثابت کے متعلق ہے من الراشخین فی العلم کتب الوحی وحفظ القرآن (نہجی جلد اول)  
ابو موسیٰ اشعری کے متعلق ہے حفظ القرآن وعرضہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (منہج جلد اول)

احفظوا عانا کما حفظنا نحن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راہ سعید حنفی نے کہا  
ہم سے قرآن اسی طرح حفظ کرو جس طرح محمد رسول کریم سے حفظ کیا تھا (ماری)

فرض حفظ اور چیز ہے۔ جمع اور چیز ہے۔ جمع میں حفظ بھی شامل ہے کتابت بھی شامل ہے۔

چامے سلف صالحین ائمہ و محدثین و مفسرین کا پیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم نے صحابہ کو تمام  
قرآن پڑھا دیا تھا۔ حفظ کرا دیا تھا۔ لکھا دیا تھا۔ چونکہ وحی کا سلسلہ جاری تھا اسلئے قرآن میں ترتیب نہیں لگائی گئی  
اور بنی الدنفس جمع کرایا تھا۔ ہر تصنیف کا یہ قاعدہ ہے کہ بعد ختم تصنیف ترتیب ہوتی ہے اور ایسی  
کتاب جس کا تسلسلہ --- ہنسی انسان سے ہوا اور وہ مگر نہ مکرر نہ منجانب انداز یک شخص پر نازل  
ہو رہی ہو اور کلام لانے والا اس کو ہر فقرہ اور ہر جملہ کا موقع بتا رہا ہو کہ یہ فقرہ فلاں موقع پر لکھا جائے اور یہ  
سورۃ فلاں سورۃ کے بعد کہیں جائے۔ اور اس میں تاریخ اور نسخہ کا سلسلہ بھی ہو۔ ایسا کلام جب تک ختم نہ ہوگا

ترتیب کس طرح ممکن ہے اور سلسلہ منزل کلام حضور کی ذوات سے نزول قبل ایک جاری رہا۔ حضور کی ذوات پر معلوم ہوا کہ اب سلسلہ کلام ختم ہو گیا۔ اس لئے کلام کی ترتیب اور اس کا بین الذین جمع ہوا حضور کی حیات میں ہو سکا۔

قال الخطابی انما اجمع القرآن صلى الله عليه وسلم في المصحف لما كان يترقبه من درودنا محمد بعض احكامه وتلاوته۔ رسول کریم نے قرآن مصحف واحد میں ایسے جمع نہیں کرایا تھا کہ یہ خیال تھا کہ شاید کو حکم یا آیت منسوخ ہو (انقان ۱۵)

ان القرآن كان هذا الالف والجمع في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم وانما ترك جمع في مصحف واحد يعني قرآن اسی ترتیب سے تھا رسول کریم کے زمانہ میں مگر ایک مصحف میں جمع نہیں ہوا تھا۔ خاتن خرداقل

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلقن اصحابه ويعلمهم وحائزل عليه من القرآن على القرآن الذي هو الان في مصاحفنا بتزيف جبريل عليه السلام۔ یعنی رسول کریم نے قرآن کی یہی ترتیب صحابہ کو بتائی تھی جس ترتیب پر اس وقت موجود ہے۔ اور یہ جبریل کی تعلیم سے تھا۔ (حوالہ مذکور)

قوله لم يخله رسول الله قال الخطابی وغيره يحتل ان يكون صلى الله عليه وسلم انما اجمع القرآن في المصحف لما كان يترقب من حدث نأخذ لبعض احكامه اولاً وتلاً انقض نزوله بوقاته صلى الله عليه وسلم الحمد لله الحفظ له الراغبين ذلك وقاء لوعاء الصالح لضمنا حفظه على هذه الامة الخيرية فكان ابتداء ذلك على يد المصنفين رضي الله تعالى عنه بمشورته عرضاً عنه (مدونة القادری باب جمع القرآن) یعنی رسول کریم نے ایک مصحف میں قرآن جمع نہیں کرایا کیونکہ یہ قلم نہیں ہوا تھا اور نسخ و منسوخ کا بھی سامنا تھا۔ آپ کی ذوات سے اس کا نزول ختم ہوا اور خدا نے جو اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا وہ ابوبکر کے ہاتھ پر لکھا ہوا۔

حضرت علی سے روایت ہے رحمہ اللہ علی بابی بکر اقل من جمع کتیب اللہ عز وجل ابوبکر رحمت ہو کر انہوں نے پہلی پہل کتب اللہ کو جمع کرایا۔ (حوالہ مذکور)

جس طرح حضور نے تعلیم فرمایا تھا اسی ترتیب سے حضرت ابوبکر نے جمع کرایا اور تمام صحابہ نے بھی اپنے اپنے اسی طرح کئے۔

## ترتیب قرآن

قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی ترتیب حضور علیہ السلام کی فرمائی ہوئی ہے۔ حضور کو جبریل علیہ السلام

آیت و سورہ کے سرائق سے اچھا فرماتے تھے۔ اسی طرح حضور صحابہ کو تعلیم کرتے تھے۔

المہاجر بکر انباری فرماتے ہیں۔ انزل الله تعالى القرآن كله الحما بالذات ثور فقه في اضع وعشرين سنة فكانت السورة تنزل الامر بحديث والامه جوابا للسخير وروث جبريل النبي صلى الله عليه وسلم على موضع الآية والسورة فائس ان الشوكا تسكن الآيات والحروف حكمة عن النبي صلى الله عليه وسلم لما فسر في سورة او اخرها فقد انشد نظم القرآن يعني جبريل رسول كريم کو آیت و سورہ کے سرائق بتا دیتے تھے۔ سورہوں کا ایسا ہی اتصال ایسا ہی ہے جیسے آیت اور حروف کا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ (مفتاح)

ترتیب السورہ کذا عندنا للفق اللوح المحفوظ لا سورہوں کی ترتیب وہی ہے جو لوح محفوظ پر خدا کے نزدیک ہے۔ (ہذا کرانی)

فرض اس پر اہل علم ہے کہ سورہوں کی ترتیب فرضی ہے اور جبریل حضور کو بتاتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے۔

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلقن اصحابه ويعلمهم ما ينزل عليه من القرآن على الترتيب الذي هو الآن فمن صاغنا بترتيب جبريل عليه السلام يعني رسول كريم في قرآن صحابہ کی اسی طرح اور اسی ترتیب سے تعلیم کیا تھا جو ترتیب حضرت جبریل نے بتائی تھی۔ خازن جزمنا قلنا تو ترتیب کی دو قسمیں ہیں ایک ترتیب نزولی۔ دوسری ترتیب دلی۔

تو ترتیب نزولی۔ یعنی جس ترتیب سے قرآن نازل ہوا اس ترتیب پر بعض صحابہ نے قرآن لکھا تھا جب کوئی سورت نازل ہوتی وہ لکھ لیتے۔ لیکن چونکہ شان نزول میں صہب میں اختلاف ہے اسلئے سبکی یہ ترتیب ایک ہی نہ تھی مختلف تھیں۔ انہوں نے اسلئے جمع نہیں کیا تھا کہ قرآن اسی ترتیب پر ہے گا بلکہ وقت کے وقت کہتے تھے۔ قرآن کی آیات و سورہیں باہم ربط و مناسبت ہے۔ دوسری ترتیب ربط گر مہیا ہے۔ ایسے ناما انت اور کم علم شیعہ کہ کلام کو ربط کے خلاف ترتیب کہنے۔ چونکہ سلسلہ وحی جاری تھا کسی کو معلوم نہ تھا کہ اور کیا ہونے والا ہے اس لئے کسی نے اس ترتیب سے قرآن رتب نہیں کیا۔ جب سلسلہ منقطع ہو گیا تو اس ترتیب پر سب نے بالاتفاق ترتیب کیا۔ اس ترتیب پر سب کیونکر متفق ہوتے یہ حضور کی فرمودہ تھی اور قصداً تمام صحابہ اسی ترتیب پر پڑھتے تھے۔

علامہ ابن حصار روتائے علیہ نے فرمایا ہے کہ سورہوں اور آیاتوں کی ترتیب کا بھی آنحضرت کو وحی ہوتی تھی حضور اسی کے موافق آیتوں اور سورہوں کا مرتبہ بیان فرمادیتے تھے۔ اسی وجہ سے تمام صحابہ کا اس ترتیب پر

اجماع ہے (اتقان) چونکہ آیات کی اور سورتوں میں باہم ربط ہے اور شان نزول پر سب کا اتفاق نہیں اسی وجہ سے حضرت عکرمہؓ نے امام ابن جریر نے کیا کہ اساتذہ اور جنوں کی مجموعی طاعت سے باہر ہے کہ قرآن کو شان نزول کے موافق ترتیب کر سکیں (اتقان برزواً قائل ص ۹۵)

محققین جو پ نے کوشش کی کہ قرآن کی سورتوں کو ایک قسم کی تاریخی ترتیب دیں لیکن یہ نابلہ کام تھا اور انہوں نے اپنی ناکامی کا اعتراف کیا۔

مؤاکثر فیروزہ ذیل مذکور مسئلہ ۱۹۶۱ء میں تاریخی قرآن شائع کی۔ یہ سرب پر ایسی مقبول ہوئی کہ گزشتہ نے اس کو انعام دیا اس نے لکھا ہے کہ ترتیب نزول کا معلوم کرنا ناممکن ہے۔

میر نے تفصیل طور پر ترتیب معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کالیبا انصیب نہیں ہوئی وہ کہتا ہے کہ یہ بھی ناممکن ہے کہ محمدؐ کے کسی مہجر نے اس فہرست تیار کی ہو (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

فاکٹر ایچ گرہ نے بھی اس کی کوشش کی لیکن وہ بھی ناکامیاب ہوا۔

فاکٹر ہارٹ وک ہرٹ ناڈ نے بھی یہ کام شروع کیا تھا لیکن وہ لکھتا ہے کہ اب تک میں نے تین سورتوں کی تاریخی جگہ دینے کی کوشش کی ہے وہ ایک ایک جگہ می ابتدا ہے جس کے ذریعے میں نے قرآن کی سورتوں کی تنزلی ترتیب کی چاہا میں شروع کی ہے، اس پہلے ہی سے یا قرار کیوں نہ کروں کہ اس سلسلہ میں قابل امتنا نتائج حاصل کرنے کی بہت ہی کم امید ہے (نئی تحقیقاتیں متعلق قرآن)

قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں میں باہم ربط ہے جس کلام میں ربط نہ ہو وہ فصیح و بلیغ نہیں ہو سکتا موجودہ ترتیب سے سورتوں کا ربط قائم ہے۔ ترتیب نزول سے ربط قائم نہیں رہتا۔

سورتوں کی بے ربطی ترتیب نزول سے

علق۔ اس سورت میں انسان پر انضام یاد کریم اور یہی توفیات کا ذکر ہے  
مذکور میں انداز گفتار مفصّل ہے۔

مزمحل سنئے رسول ہے۔

ن۔ منکر بن نبوت کی طرف روئے سخن ہے اور گفتار کے لئے عقوبت میں پیروی و اخروی کا ذکر ہے

فاتحہ۔ درخواست ہدایت

لہب۔ شرکین کے خلاف میں ہونے کا ذکر ہے

موجودہ ترتیب میں ربط

فاتحہ۔ درخواست ہدایت۔

بقدرہ - درخواست ہدایت کی منظوری، ہدایت ناس کا عطا ہونا۔

آل عمران - ہدایات کا ذکر، مبادی و معاد و آخرت جس پر اہل ہدایت کو یقین لانا ضروری ہے) کا بیان۔ نیکی و بدی کی جزائز کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر۔

نساء - سابقہ سورتوں میں عقاید و عبادات کا دستور العمل تھا۔ اس میں معاملات کا دستور العمل ہے مآئمہ - سورہ نساء کا خاتمہ اس وعدے پر ہے کہ ہم تم سے شرائع کو بیان کرتے ہیں۔ اس سورہ کو

اس بیان سے شروع کیا گیا ہے۔

انعام - سورہ مائدہ کا خاتمہ ربطی لشکر اور بیان توحید پر ہوا۔ اس میں اثبات توحید و رسالت اور دیگر شرائع کا بیان ہے۔

آیات و سورہ کا ربط و ربط کے بیان میں ملاحظہ فرمائیے۔

### آیات کی بے ربطی ترتیب نزولی سے

مُحَمَّدًا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ الَّذِي خَلَقْنَاكَ مِنْ عَلَقٍ، وَنَزَّلْنَاكَ مِنَ الْمَكَرَّمِ الَّذِي  
خَلَقْنَا بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو ہونک ہونک  
اور تیرا رب کریم ہے جس نے علم سکھایا تم کو۔ سکھایا آدمی کو جو وہ شے جانتا تھا)

يَا أَيُّهَا الْمَدِينُ، قُضِيَ لَكَ نَذْرٌ وَمَسَّكَ فَكَلْبٌ، وَبَيَّأَكَ فَطَهَّرَ وَارْجُزْ نَا فَخُجِّرْ حَوْلَ كَلْبٍ  
لے ہوئے کھڑا ہوا اور ڈرنا اور اپنے رب کی بڑائی قبول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہو  
کیا تمھارا انڈیا میل قریب اللیل آلا قلیل نصصہ آریا شص منہ ولیلہ آریو علیہ ودریل  
انقرآن تخریلا (کے کپڑے میں پیٹنے والے کھڑا رہ رات کو، مگر کسی رات آدمی رات یا اس سے کم کر دے  
تمھارا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو)

موجودہ ترتیب میں آیات کا ربط و ربط کے بیان میں ملاحظہ فرمائیے۔

### ترتیب رسولی

ترتیب رسول وہ ہے جس کو رسول کریم نے جبریل کی تسلیم سے قائم کیا اور صحابہ کو تعلیم کی اور یہ ترتیب  
بھی قرآن کی موجودہ ترتیب ہے۔

### ترتیب آیات

عن جابر بن عبد الله عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله ختم سورة البقرة يا ايها  
اعطيها من الكذب الذي تحت العرش يعني رسول كريم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے سورہ بقرہ کو ایسی آیتوں





کسی سورت میں نہ آخر قرآن نہیں۔ اسی ترتیب آیات کے متعلق حضرت تید بن ثابت نے فرمایا ہے قال  
 کما عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت القرآن فالر قاع (پہم رسول کریم کے سلسلے پر نزول کے  
 قرآن تالیف کر رہے تھے) لقان (نوع ۱۰) تالیف کہتے ہیں ترتیب و مناسبت سے جمع کرنے کو۔

## ترتیب سور

رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ سورہ بنی اسرائیل۔ کہت۔ مریم۔ فتح۔ انبیاء میرا خزانہ ہیں (بخاری)  
 چنانچہ یہ سورتیں اسی ترتیب سے ہیں۔ رسول کریمؐ بستر پر تشریف لائے تو اخلاص اور معوذتیں پڑھتے۔  
 وکسر العاقل (بعینہ) ہی ترتیب ہے۔

عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أعطیت مکان التوراة السبع الطوال  
 واعطیت مکان الزبور السبع المثین واعطیت مکان الانجیل السبع المثانی وفصلت بالمتصل  
 رسول کریمؐ نے فرمایا کہ مجھے قرآن میں تورت کے بڑے سات بڑی بڑی سورتیں دی گئیں اور زبور کے عوض  
 سین ہور انجیل کی جگہ سبع مثانی اور فصل ان سے زیادہ۔ متار اہدی۔ یہی روایت مائکہ بن الاستغ صلیان  
 سے مستند احمد بن حنبل میں ہے۔ قرآن کی بھی یہی ترتیب ہے۔

اوس ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ کے عہد میں صحابہ سے دریافت کیا کہ آپ لوگ قرآن کس سہل  
 پڑھتے ہیں انہوں نے کہا کہ پہلے دن تین سورتیں، دوسرے دن پانچ، تیسرے دن سات، چوتھے دن نو  
 پانچویں دن گیارہ۔ چھٹے دن تیرہ، ساتویں دن تات سے آخر تک (آفاق)  
 یہی قرآن کی سہرود و ترتیب ہے۔

اول دن کی تین سورتیں۔ بقرہ فاعہ۔ آل عمران۔ نسا  
 دوسرے دن کی پانچ۔ مائکہ۔ انعام۔ اعراف۔ انفال۔ براءۃ  
 تیسرے دن کی سات۔ یونس۔ ہود۔ یوسف۔ زکاء۔ ابراہیم۔ حجر۔ غلہ  
 چوتھے دن کی نو۔ بنی اسرائیل۔ کہت۔ مریم۔ فتح۔ انبیاء۔ حج۔ مؤمنون۔ نور۔ فرقان  
 پانچویں دن کی گیارہ۔ شعرا۔ غلہ۔ قصص۔ عنکبوت۔ زمر۔ لقمان۔ زمر۔ لقمان  
 شجرہ۔ احزاب۔ سبا۔ ذلک۔ یسین۔

چھٹے دن کی تیرہ۔ طہ۔ ص۔ زمر۔ مؤمنون۔ شمع مجید۔ شوری۔ زخرف۔ دھان  
 جائید۔ احقاف۔ محمد۔ فتح۔ حجرات

ساتھیں ملے۔ تات سے آخر تک۔

عن عمرو بن العاص قال ان رأی رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس عشرة حجة في القرآن منها ثلاث في المفضل في سورة الحج سجدتين - یعنی عمرو بن العاص نے کہا کہ جبکہ رسول کریم نے قرآن میں پندرہ سجدے پڑائے ان میں سے تین مفضل میں اور دوسرے حج میں ہیں۔ (ابو داؤد - مشکوٰۃ - ابن ماجہ) اس حدیث سے ترتیب آیات و سورت ثابت ہوتی ہے۔ قرآن میں پندرہ سجدے ہیں۔ تین مفضل میں ہیں۔ دوسرے حج میں ہیں۔

ابو جعفر رازی نے لکھا ہے کہ وہ احادیث جن سے ترتیب سور کا پتہ چلتا ہے اس قدر ہیں کہ ان سے تمام قرآن کی سورتوں کی ترتیب ثابت ہوتی ہے۔ قرآن کی اندرونی شہادت سے بھی سوجھ بوجھ ترتیب کا ترتیب معلوم ہوتا ثابت ہوتا ہے **فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى** (ایسی ایک ہی سورت بنا لاؤ) یہ آیت سورہ بقرہ میں ہے جو دوسری سورہ ہے۔ اس سے پہلے ایک ہی سورت ہے یعنی فاتحہ۔ **قُلْ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى** (تم ایسی دس ہی سورتیں گھر لاؤ) یہ آیت سورہ ہود میں ہے جو گیارہویں سورت ہے اس سے پہلے دس ہی سورتیں ہیں۔

عن ابن وهب قال سمعت مالک يقول انما الف الف القرآن على ما كانوا يسمعون من النبي صلى الله عليه وسلم۔ ابن وهب کہتے ہیں کہ میں نے مالک سے سنا وہ کہتے تھے کہ قرآن جس ترتیب پر نازل ہوا کرتا تھا اسی ترتیب پر ہے (الف الف)

زید بن ثابت کان اخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم القرآن على حصفه وهو اوزب المصاحف من مصحفنا وقد كتب زيد لعمر بن الخطاب یعنی زید نے آخر میں قرآن رسول کریم کو سنایا جس طرح اس کے مصحف میں تھا۔ اور وہ قریب قریب ایسا ہی تھا جیسا ہمارا مصحف (مسافرین میں تشریف) "قریب قریب ایسا ہی تھا" اس سے یہ مطلب ہے کہ ہمارا قرآن انت قریش پہ ہے۔ زید بن ثابت قریشی نہ تھے، اُن کا قرآن اُن کی کلفت پر تھا۔

قال ابو جعفر الخصال المختار ان تاليف الشرح على هذا الترتيب من رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی یہ ترتیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہے (الف الف)

قال البغوي في شرح السنة الصحابة جمعوا بين الذين ينزل القرآن الذي انزل الله على رسوله فكتبوه كما سمعوه من رسول الله صلى الله عليه وسلم من غير ان تدواشوا او اخروا او ضاعوا شيئا من اخذوه من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلقن اصحابه

ويعلمهم ما أنزل عليه من القرآن على الترتيب الذي هو الآن في مصاحفنا۔ امام نبوی نے کہا کہ اللہ نے جو قرآن حضور پر نازل فرمایا تھا صحابہ نے اس کو جین الدستیں جمع کیا۔ اور جیسے رسول کریم نے تعلیم کیا ویسے ہی لکھا۔ اسی ترتیب پر رکھا۔ نہ کچھ کم کیا۔ نہ کچھ زیادہ کیا۔ نہ کچھ مقدم مؤخر کیا۔ وہی ترتیب آج تک ہے (انفال)

امام ابن عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی نے فرمایا ہے وکان یوتف جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی موضع السورۃ والایات، فانسان السور والایات کانتان الایات فی الحروف تکلفہ فی عمل صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جبریل رسول کریم کو آیات اور سورہ کا موقع بتاتے تھے اور آیاتوں اور سورہوں کی ترتیب ایسی ہی ہے جیسے آیتوں اور حرفوں کی۔ اور رب رسول کریم کی طرف سے ہے (اللہ کا رافضی افضل الکلام) عن ابن عباس قال ابن بن کعب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قرأ قل اعوذ برب الناس انفتح من الجحید ثم قرأ من البقرة الی اولیات ہم المفلحون ثم یس علی الخنثیۃ الی اکرب نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ ناس پڑھتے تھے قرآن ختم کرتے تو پھر الحمد سے شروع کرتے، اور سورہ بقرہ کا پہلا رکوع پڑھ کر دعا خاتمہ فرماتے (داری) اس حدیث سے ثابت ہے کہ قرآن الحمد سے شروع ہوا الحمد کے بعد بقرہ ہے، اور قرآن سورہ ناس پر ختم ہے

اسی کتاب میں ایک اور حدیث ہے۔ عن زیدارۃ بن ابی ادنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعی العمل افضل قال الحال والمرحّل قال فالحال والمرحّل قال صاحب القرآن یقرأ عن اذل القرآن الی اخرہ ومن اخرہ الی اولہ کے لہا حل اور حل حصہ دے دریافت کیا گیا کہ کون ساعل افضل ہے فرمایا الحال اور مرحل دیانت کیا گیا حال اور مرحل کیا ہے فرمایا کہ قرآن پڑھنے والا کا اول سعا قرآنک پڑھے اور پھر آخر سے اول کی طرف حمد کرے (مسند)

تکرات قرآن کا قاعدہ یہ ہے کہ جب قرآن ختم کرنے ہیں تو آخر میں سورہ ناس ہے اس کو پڑھ کر الحمد سے شروع کر کے سورہ بقرہ کے پہلے رکوع کو نفلوں تک پڑھنے ہیں پھر دعا خاتمہ پڑھتے ہیں۔ ان حدیثوں میں اسی کا بیان ہے

ایک اور حدیث ہے جس کو جلیل نقیہ محدثین ترمذی، ابوداؤد، نسائی، احمد بن حنبل، ابو حاتم، روایت کیا ہے اُس سے ترتیب کے متعلق ایک شبہ قانع ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر اسکو بیان کر کے مشہد صاف کر دیا جائے۔

عن ابن عباس قال قلت لثمان ما حکم علی ان عدم الی الا انقال وهو من المثانی ویرد

وہم من المثنین فقرتم بینہما ولو تکتبوا بینہما سطریم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتوہا فی السبع الطوال فقال عثمان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزل علیہ السور ذوات الفہم فكان اذا نزل علیہ الشئ دعی بعض من کان یکتب فیقول ضمرہ اھولاء الایات فی السورۃ الہی بذکر فیہا کذا وکذا وکان الانتقال من اوائل ما نزل بالمدنیۃ وکان ہرماۃ من اواخر القرآن نزولاً وکان قصتها شیعۃ لقصتها فظنت انھا منھا فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولین لنا انھا منھا لاجل خلک قرت بینہما ولو اکتب بینہما سطریم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتوہا فی السبع الطوال۔ یعنی ابن عباس نے عثمان سے ہدایت کیا کہ تم نے سورہ انفال کو جوشانی پر رکھے اور سورہ براءت کو جوشین میں سے ہے کیوں ملا دیا اور دونوں کے درمیان بسم اللہ کیوں نہ لکھی اور قرآن کا بڑی سورتوں میں رکھا۔ حضرت عثمان نے جواب دیا کہ آنحضرت پر مشدہ سورتیں نازل ہو رہی تھیں جبکہ نازل ہوتا تو آپ کاتب کو بلا کر فرماتے کہ ان آیتوں کو فلاں سورت میں لکھو۔ انفال باری سورتوں میں سے ہے جو مدینہ میں اول نازل ہوئی اور براءۃ آخر زمانہ میں چونکہ ان دونوں کا مضبوطی ملتا ہوا ہے اسلئے میں سمجھا کہ دونوں ایک ہیں۔ مگر آنحضرت نے نہیں فرمایا کہ براءۃ انفال کا حصہ ہے۔ میں نے دونوں کو ملا دیا اور درمیان میں بسم اللہ نہیں لکھی اور قرآن کی سات بڑی سورتوں میں اسکو بھی لکھ دیا۔ رسول کریم نے وفات کی وقت تک اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان نے رسول کریم کے عہد میں بڑی سورتیں لکھی تھیں اور سوال سے ظاہر ہے کہ سوال نانہ ترتیب قرآن سے متعلق ہے۔ عہد خلافت عثمان سے متعلق نہیں پڑھے ہیں ترتیب حضور نے ارشاد فرمائی تھی تحریریں ترتیب ابوبکر کے زمانہ میں ہوئی۔ اور اسی طرح پہلی جس طرح کہ رسول کریم نے فرمائی تھی اسلئے تعلیم میں ترتیب حضور کے عہد میں رہی تھی۔ ابوبکر کے زمانہ میں جو قرآن جمع کیا گیا اس کے کاتبوں اور جمع کرنے والوں میں حضرت عثمان نہ تھے بلکہ حضرت عمر اور ابن عباس ثابت تھے۔ حضرت عثمان نے اپنے زمانہ میں جب قرآن جمع کرایا تو جمع کرنے والوں اور کاتبوں میں یہ خود شان زید اور عبداللہ بن زبیر وغیرہ تھے۔ اسلئے یہ سوال نہ خلافت ابوبکر کے زمانہ سے متعلق ہے۔ نہ خلافت عثمان کے زمانہ سے اور ترتیب کا سوال ہے۔ ترتیب حضور نے فرمائی تھی اسلئے یہ سوال اسی عہد سے متعلق ہے۔

اس نام صالحہ پر غور کرنے کے بعد اس حدیث پر نظر کرنی چاہیے۔ اخراج النسخ فی ناسخہ اندھکال کانت الانفال دبراءۃ یذہیان فومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القرینین فلذلک جعلہما فی السبع الطوال یعنی عہد رسالت میں انفال اور براءۃ کو قریشین کہتے تھے۔ (روح المعانی جلد نہم ص ۱۱۱)



۱۵۔ لغز ترتیب کے ممکن نہیں۔

اس موقع پر مناسب سلام ہر تک کہ سورتوں کو ترتیب نزول لکھ دیا جائے۔ اور اختلاف بھی

ظاہر کر دیا جائے۔

نام سورت	نمبر نزول	بابین مباحک ٹنیک	مکرہ	حسین بن العیس	جابر بن زید	نمبر ترتیب
علق	۱	۱	۱	۱	۱	۹۶
ن	۲	۲	۲	۲	۲	۹۸
مزمل	۳	۳	۳	۳	۳	۷۳
مدثر	۴	۴	۴	۴	۴	۷۴
فاتحہ	۵	۵	۵	۵	۵	۱
لہب	۵	۵	۵	۵	۵	۱۱۱
کوثر	۶	۶	۶	۶	۶	۸۱
اعلیٰ	۷	۷	۷	۷	۷	۸۷
لیل	۸	۸	۸	۸	۸	۹۲
حجر	۹	۹	۹	۹	۹	۸۹
ضحیٰ	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۹۳
الانشراح	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۹۴
حصہ	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۰۳
مادیات	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۰۰
کوثر	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۰۸
مکاشر	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۰۳
ماعون	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۰۷
کافرون	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۰۹
فیل	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۰۵
فلق	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۱۳
ناس	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۱۱۴

نامِ سورت	ابن عباس	عکرمہ	حسین	عابد	نمبر آیت
اخلاص	۲۱	۲۱	۲۱	۲۲	۱۱۲
نجم	۲۲	۲۲	۲۲	۲۳	۵۳
عبس	۲۳	۲۳	۲۳	۲۴	۸۱
قدر	۲۴	۲۴	۲۴	۲۵	۹۷
والش	۲۵	۲۵	۲۵	۲۶	۹۱
برج	۲۶	۲۶	۲۶	۲۷	۸۵
تین	۲۷	۲۷	۲۷	۲۸	۹۵
قریش	۲۸	۲۸	۲۸	۲۹	۱۰۲
فارعہ	۲۹	۲۹	۲۹	۳۰	۱۰۱
قیامہ	۳۰	۳۰	۳۰	۳۱	۷۵
ویل لکل	۳۱	۳۱	۳۱	۳۲	۱۰۴
مرسلات	۳۲	۳۲	۳۲	۳۳	۷۷
قی	۳۳	۳۳	۳۳	۳۴	۵۰
طارق	۳۴	۳۴	۳۴	۳۵	۹۰
اقرب السآۃ	۳۵	۳۵	۳۵	۳۶	۸۶
ص	۳۶	۳۶	۳۶	۳۷	۵۴
اعراف	۳۷	۳۷	۳۷	۳۸	۳۸
جن	۳۸	۳۸	۳۸	۳۹	۷
یسا	۳۹	۳۹	۳۹	۴۰	۷۲
فرقان	۴۰	۴۰	۴۰	۴۱	۲۵
ناظر	۴۱	۴۱	۴۱	۴۲	۳۵
مزیم	۴۲	۴۲	۴۲	۴۳	۱۹
طہ	۴۳	۴۳	۴۳	۴۴	۲۰

(ان دسے اسکے شوق کی تسکین نہیں کی) ۲۹



نام سُورت	ابن عباس	عکرم	حیث	جابر	نمبر ترتیب
واقعہ	۴۵	۴۳	۴۳	۴۶	۵۱
شعراء	۴۶	۴۴	۴۴	۴۷	۵۲
نمل	۴۷	۴۵	۴۵	۴۸	۵۳
قصص	۴۸	۴۶	۴۶	۴۹	۵۴
بنی اسرائیل	۴۹	۴۷	۴۷	۵۰	۵۵
یونس	۵۰	۴۸	۴۸	۵۱	۵۶
ہود	۵۱	۴۹	۴۹	۵۲	۵۷
یوسف	۵۲	۵۰	۵۰	۵۳	۵۸
زمر	۵۳	۵۱	۵۱	۵۴	۵۹
انعام	۵۴	۵۲	۵۲	۵۵	۶۰
صافات	۵۵	۵۳	۵۳	۵۶	۶۱
لقمان	۵۶	۵۴	۵۴	۵۷	۶۲
سبا	۵۷	۵۵	۵۵	-	۶۳
زمر	۵۸	۵۶	۵۶	۵۸	۶۴
مؤمن	۵۹	۵۷	۵۷	۵۹	۶۵
فصلت	۶۰	۵۸	۵۸	۶۰	۶۶
شوری	۶۱	۶۰	۶۰	۶۱	۶۷
زخوم	۶۲	۶۱	۶۱	۶۲	۶۸
دخان	۶۳	۶۲	۶۲	۶۳	۶۹
جاثیہ	۶۴	۶۳	۶۳	۶۴	۷۰
احقاف	۶۵	۶۴	۶۴	۶۵	۷۱
ذاریات	۶۶	۶۵	۶۵	۶۶	۷۲
جاثیہ	۶۷	۶۶	۶۶	۶۷	۷۳
کہف	۶۸	۶۷	۶۷	۶۸	۷۴

نام سورت	ابن عباس	عکرم	حیثم	جابر	نمبر ترتیب
نحل	۶۹	۶۷	۶۷	۷۱	۱۶
نوح	۷۰	۶۸	۶۸	۷۲	۷۱
ابراہیم	۷۱	۶۹	۶۹	۰	۱۴
انبیاء	۷۲	۷۰	۷۰	۷۱	۲۱
مؤمنون	۷۳	۷۱	۷۱	۷۴	۲۳
تنزل الجلال	۷۴	۷۲	۷۲	۶۹	۳۲
طور	۷۵	۷۳	۷۳	۷۳	۵۲
ملک	۷۶	۷۴	۷۴	۷۵	۶۷
حاقه	۷۷	۷۵	۷۵	۷۶	۶۹
معاارج	۷۸	۷۶	۷۶	۷۷	۷۰
نبأ	۷۹	۷۷	۷۷	۷۸	۷۸
نازعات	۸۰	۷۸	۷۸	۷۹	۷۹
اذا السماء انفطر	۸۱	۸۰	۸۰	۸۰	۸۲
اذا السماء انشقت	۸۲	۷۹	۷۹	۸۱	۸۳
رؤم	۸۳	۸۱	۸۱	۸۲	۳۰
عنکبوت	۸۴	۸۲	۸۲	۸۳	۲۹
تطه	۸۵	۸۳	۸۳	۸۴	۸۳

## صلاتی سورتین

بقہ	۸۶	۸۴	۸۴	۸۵	۲
انفال	۸۷	۸۶	۸۶	۸۷	۸
ال عمران	۸۸	۸۵	۸۵	۸۶	۳
احزاب	۸۹	۸۷	۸۷	۸۸	۳۳
متحنہ	۹۰	۸۹	۸۹	۹۰	۶۰
نساء	۹۱	۹۰	۹۰	۰	۴

نام سورت	ابن عباس	عکرم	حسین	جابر	نمبر ترتیب
اذا زلزلت	۹۲	۹۱	۹۱	.	۹۹
حدید	۹۳	۹۲	۹۲	.	۵۷
محمد	۹۴	۹۳	۹۳	.	۳۷
رعد	۹۵	۹۴	۹۴	.	۱۳
رحمن	۹۶	۹۵	۹۵	.	۵۵
دھر	۹۷	۹۶	۹۶	.	۷۶
طلاق	۹۸	۹۷	۹۷	.	۶۵
بینہ	۹۹	۹۸	۹۸	.	۹۸
جبر	۱۰۰	۹۹	۹۹	.	۵۹
نصر	۱۰۱	۱۰۰	۱۰۰	۹۱	۱۱۰
نور	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۱	۹۲	۲۴
حج	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۲	۹۳	۲۲
منافقون	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۳	۹۴	۶۳
مجادلہ	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۴	۹۵	۵۸
حجرات	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۵	۹۶	۴۹
تھور	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۶	۹۷	۶۶
جمعہ	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۷	۹۸	۶۲
تغابن	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۸	۹۹	۶۳
صف	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۹	۱۰۰	۶
فتح	۱۱۱	۱۱۰	۱۱۰	۱۰۱	۴۸
مائدہ	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۱	.	۵
توبہ	۱۱۳	.	.	.	۹

## رابط

قرآن مجید کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلام بہت جلد ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہوتا ہے، اگرچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مضمون کو بالابتداء قلیل وضاحت کیساتھ بیان کرنے کے بعد دوسرے مضمون کو شروع کیا جاتا ہے۔

ان حضرات نے اس طرف خیال نہیں فرمایا ہے کہ قرآن ایک ذہنی، ادنیٰ، و فوری، ظاہری و باطنی قوانین کا مجموعہ ہے۔ اس میں ٹکلی، مالی، دیوانی، فوجداری، ہر قسم کے ضوابط ہیں۔ عبادات، معاملات کا مکمل دستور العمل، اخلاق کا ذخیرہ ہے، علوم و فنون کا مخزن ہے۔ ایسی کتاب میں اگر تفصیل و تشریح سے کلمہ لیا جاتا تو کلام کی حد نہ رہتی اور نقل و پلے سے باہر چل جاتا۔ اس میں ہر قسم کے ضوابط و علوم کے اصول بیان ہوئے ہیں اس لئے ایک امر سے دوسرے امر کی طرف جلد کلام منتقل ہوتا ہے۔ کمال یہ ہے کہ جو کسی بشر سے ممکن نہیں کہ یہ انتقال محسوس نہیں ہوتا۔ کلام کی دل آویزی میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا۔ ہر ملک میں قوانین، ہر فرد فوجداری الگ الگ، دیوانی الگ، مستغرات الگ، وہ استغرات عبادات میں ہیں کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک انبار لگ جائے مگر اس پر بھی ناکافی۔ قابل داد یہ امر ہے کہ علم دنیا کے قوانین و اصلاحات اور علوم کثرو کا ذخیرہ ایک معمولی جلد کی کتاب میں مخصوص ہے۔ اس کے علاوہ جو اعتراض کیا جاتا ہے اور جس صورت کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہ کسی عالم صلاحی کتاب اور کسی قانون میں ممکن نہیں ہے۔ قانون ایک جگہ چند صورت میں چوری کو جابجائی کرتا ہے۔ اُس کے بعد ہی دوسرے سطر میں شراب خوردی اور اس کے بعد ہی قمار بازی کو تنگ، اگر وہ چوری کی تشریح کرنے لگے اور آپس ایک پتھر رسالہ لکھ دے تو قانون کی اپہتا نہ ہے۔ اور ایسی کتاب قانون کی فہرست سے خارج کر دی جائے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کی آیات دوسروں میں ربط نہیں ہے۔ یہ خیال سزا پا غلط ہے کیونکہ قرآن کا نام قرآن ہے ہی اس لئے کہ اسکی آیات و سوراہم مربوط ہیں۔ یہ کسی قدر کمال کی بات ہے کہ مختلف مضامین کا بیان، مختلف مسائل کا ذکر لیکن سب مناسبت، رابطہ کے ساتھ، ربط و مناسبت کو معلوم کر کے لے کر حسین نظم اور عقل پریم کی ضرورت ہے۔

رابط کی بہت سی قسمیں ہیں۔ رابطہ کبھی عام ہوتا ہے کبھی خاص، کبھی جتنی کبھی عقلی، کبھی خیالی، کبھی لازم و بہنی ہوتا ہے جیسا کہ سبب و سبب، علت و معلول، نظیرین و ضدین وغیرہ علاقیت میں ہوا کرتا ہے جب اس ماعدہ کو ملحوظ رکھا جائے گا تو مناسبت کا اصول معلوم ہو جائے گا۔

ابن ایک آیت کے بعد دوسری آیت کو دیکھئے۔ اگر وہ پہلی آیت کا کلمہ یا جملہ ہے خواہ احکام میں خواہ قصص میں، خواہ استدلال میں تو ارتباط ظاہر ہے اور اگر ایک دوسرے کی تفسیر و شرح یا تاکید یا بریل یا کسی سوال یا تنقید کا جواب یا کسی سابقہ بیان کا متمم ہے تو بھی مناسبت ظاہر ہے اور اگر دونوں جملے بطور خود مستقل ہیں اگر ایک دوسرے پر حروف مشترکہ عطف کے ساتھ معطوف ہے تو ضرورتاً ان دونوں میں علامات مذکورہ میں سے کوئی نہ کوئی علاقہ ہو گا۔ جیسے آیت **اَللّٰهُ يَفْقِهُ قُلُوبَكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَفْقَهُوا**۔ قبضہ لفظ میں علاقہ تعلق ہے، غذا کی بعد ثواب کا، رحمت کے بعد غضب کا، تزیین کے بعد تہیہ کا بیان جن آیات میں ہے وہاں یہ علاقہ تضاد ہی ہے۔ اور اگر ان دونوں جملوں میں عطف نہیں تو ضرورتاً ان میں کوئی نہ کوئی رابطہ دوا بطور ذیل میں سے ہو گا۔

(۱) تنظیر یعنی ایک نظیر کو دوسری سے ملنے کرنا (۲) مضادات یعنی ایک چیز بیان کرنے کے بعد دوسری ضد کو بیان کرنے (۳) استطراد یعنی ایک بات کا ذکر کرتے ہوئے اُس کے مناسب دوسری بات کو بیان کر کے جلد اصل مضمر کی طرف آجاء (۴) حسن التخلّص یعنی ایک بات بیان کرنے کے بعد اس کے مناسب دوسرے مضمر کی طرف اس خبری سے متصل ہو جانا کہ صاحب کو خیال میں نہ آنے پائے کہ کلام کا طرز بدل گیا، فرض مناسبت و رابطہ آیات و سورت کو سمجھنے کیلئے فصاحت و بلاغت کے اصول و فروع پر کافی عبور ہونا چاہیے اگر قرآن مجید کی تمام آیات کا رابطہ بیان کیا جائے تو قرآن کی براہِ ترجمہ کی تیس جلدیں بچھل کافی ہوں گی۔ میں یہاں بطور نمونہ کے چند آیات کا رابطہ اجمال کے ساتھ لکھتا ہوں۔

سورة آل عمران پیرہ سوم **اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْتَارُوْنَ لَيَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَ اَسْمَاءُ بَوَّحُوْا**۔ **عَلَّامٌ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ** یعنی جو لوگ خیر ماحولہ لیتے ہیں اس عہد کے مقابلہ میں جو انہیں نے ان کے کیا ہے (اخلاصاً حتیٰ یا اختیاراً باطل سے کوئی دنیوی فائدہ حاصل کرتے ہیں) اور ان خیروں کے مقابلہ میں حقیقاً عباد و مسلمات کے لئے جو بھولتی قسم لیا، ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہیں ملے گا۔ اور خدا اُن سے کلام کرے گا نہ اُن کی طرف دیکھے گا نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کے لئے عذاب ہے۔

اس آیت سے پہلی آیتوں میں اہل کتاب کی خیانت فی الدین کا ذکر تھا۔ یہاں خیانت فی الدین کے ساتھ اُن کی صلوات میں خیانت کا ذکر اور اُن پر وعید ہے۔

اس سے آگے ہے۔ **وَ تَحَرَّوْا فِرْعٰنًا يُّكْرَهُ**۔ **لَعَنَّا فِرْعٰنًا** یعنی بے شک ان لوگوں میں بعض ایسے ہیں کہ کچھ کرتے ہیں اپنی زبان کو کتاب میں تاکہ لوگ اس کو کتاب کا جزو سمجھیں حالانکہ یہ کتاب کا جزو نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے ہے حالانکہ یہ خدا کے پاس سے نہیں آیا وہ اثر پر جبرٹ جو کہیں



فرزا اور مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے۔ یہ اہل کتاب اپنے علماء اور درویشوں کے فتوؤں پر عمل کرتے ہیں جو دشمنوں کے لئے کئے گئے نئے احکامات جاری کرنے ہیں اور توحید و تائیل کے احکام کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور یہ اہل کتاب اندھے ہو کر ان کی تقلید کرتے ہیں۔ خواہی عقل سے کلم نہیں لیتے۔ یہی حال ان کفار کا ہے کہ دشمنوں، غلام، بھاریوں اور غلام، رئیسوں کے کہنے سے پڑانے، مستودین، ابراہیمی کے قانون کو بدل دیتے ہیں اور عقل و فکر سے کام نہیں لیتے۔ دین ابراہیمی کا سلسلہ تھا اور عرب میں دستور تھا کہ ذی قعدہ ذی الحجہ محرم و رجب یہ چار مہینے ادب احترام کے تھے۔ انیس جنگ و جدل، فیر و ترقوت رہتی تھی۔ لیکن دانش اور ضد امیروں اور بھاریوں نے یہ دستور مقرر کر دیا ہے کہ کبھی بوشمار بچا چیکے لئے کہہ دیتے ہیں کہ کچھ سال محرم نہیں آیا۔ اب کی بار محرم سے پہلے صفر آگیا۔ یا اس سال محرم حرام اور صفر حلال ہے گا۔ اور یہ جاہل ان لوگوں کے کہنے کے موافق عمل کرتے ہیں ان کو اتنی عقل نہیں کہ ابتدائے عالم سے بارہ مہینے مقرر ہیں اور کوئی مہینہ مقدم و مؤخر نہیں ہو سکتا۔ اب رابطہ ظاہر ہو گیا۔

قرآن مجید انسان کی غامری و باطنی ترقی و اصلاح کیلئے ایک قانون ہے۔ یہی ہر صورت ہر وقت میں عبادات، اعتقادات، معاملات، اخلاق کے متعلق احکام و مسائل ہیں۔ میں سب کی تفصیل نہیں کر سکتا۔ اجمالاً سورتوں کا رابطہ بیان کرتا ہوں۔

صورۃ فاتحہ۔ یہ قرآن کی پہلی سورت ہے۔ اس میں خداوند کریم نے اپنے بندوں کو یہ سکھایا ہے کہ طلبِ ہدایت و اصلاح کیلئے ہم سب اس طرح مدد فرما کر دو۔ بقدر۔ یہ فاتحہ کے بعد ہے اس میں اس درخواست کی منظوری ہے اور ہدایت کی کتاب کا عطا ہونا اور ہدایت کے اصول و مسائل کا بیان ہے۔

آل عمران۔ اس سورۃ میں مبادی و معاد و آخرت کا بیان ہے۔ نیکی و بدی کی جزا و سزا کا تذکرہ ہے جس کا اہل ہدایت کو جاننا ضروری ہے۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کا بیان ہے۔ تقویٰ اور اختیار کرنے کی توفیق ہم فساد و۔ سورۃ سابقہ کا خاتمہ مضمون تقویٰ پر ہوا ہے۔ اس سورت کو اسی مضمون سے شروع کیا ہے۔ اس میں مکمل تقویٰ میں ایک نو بد معاملات ہیں جو مخالفین کے ساتھ واقع ہوتے ہیں، دوسرے معاملات باہمی۔ تیسرے معاملات امین اللہ والعبید۔

مائیدہ۔ سورۃ نماز کا خاتمہ اس سورۃ میں ہے کہ تم سب سے شرائع کو بیان کرتے ہیں۔ اس سورت اس امر سے شروع کیا ہے کہ ہمارے بیان کے دشمنان کی پوری طرح بجائ آوری کر۔ یہ مناسب تودہ و نون سورتوں کے آغاز و خاتمہ میں ہے باقی پوری سورتوں میں بھی اشتغال علی الشرائع سے رابطہ ظاہر ہے۔

انعام۔ سورت سابقہ کا خاتمہ ابطالِ شرک اور بیانِ توحید پر جو اس میں اثباتِ توحید و راستہ  
و اصولِ شرائع مذکور ہیں۔ اثباتِ توحید و رسالت کیلئے قصص ہیں۔ اثباتِ قرآن، اثباتِ نبوت کا بھی بیان ہے  
اسی سلسلہ میں ان مضامین کی تائید و اثبات کیلئے منکرین کے عناد اور کفر کی وعید و مکرہات کے حالات و حکمت  
مخالفین کے رسوم و عہدہ کا ذکر ہے۔ دینِ حق کی تمجید ہے۔

اعراف۔ سورہ سابقہ کا خاتمہ دینِ حق کی تمجید و ترغیب و ترہیب پر ہوا تھا۔ اس سورہ میں توحید  
کی تبلیغ کا حکم ہے اور مساند و نبوت اور مشرکین کے عناد و فساد کا ذکر ہے۔

انفال۔ سورہ سابقہ میں مشرکین کے جہل و فساد و عناد کا ذکر تھا۔ اس میں اُس و ابال کا بیان ہے  
جو اس جہل و عناد کا وجہ ہے اُن پر آیا۔ اور اس کے متعلق احکام ہیں۔ منکرین و مومنین دونوں کو تذکرہ و ترغیب و تنقید  
سے مجاہد ہے۔

توبہ۔ انفال میں مشرکین کے عناد و ابال کا ذکر ہے اس میں اعلانِ نفاق ہے اور مجاہد کفار  
بالتحسان کا بیان ہے۔

یوسف۔ سورہ سابقہ میں مجاہد کفار بالتحسان کا ذکر تھا۔ اس میں ہی جہ کفار باللسان کا بیان ہے  
اور ابطالِ شرک و بیانِ توحید و رسالت ہے اور دینِ حق کی طرف اشارہ ہے۔

ہود۔ اس میں دینِ حق کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور اُس کے انکار کا موجبِ تمامِ حجت ہونا  
ذکر ہے آخر میں تسلیمِ رسول کا وعدہ ہے۔

یوسف۔ سورہ ہود میں جہل و فساد کا وعدہ تھا۔ یہ سورت اس کا ایذا ہے جزو کفار کے اقوال و  
انفال سے حضور کو نصرت ہوتی تھی اور کفارِ اسلام کی راہ میں روڑے اٹھاتے تھے۔ اس پر حضور کو فتن و  
لال ہوتا تھا۔ اس سورت میں حضرت یوسف کا قصہ بیان کر کے آپ کو تسلی دی گئی ہے اور دکھا یا گیا ہے کہ  
مخالفین کی مخالفت سے اہل حق کو ضرر نہیں ہوتا۔ آخر میں توحید و رسالت و وعدہ و وعید حقیقتِ قرآن کا  
بالاجمال تذکرہ ہے۔

زمر۔ اس میں سورہ یوسف کے آخری مضامین کی تکمیل کی گئی ہے۔ لیکن رسالت کا بیان اس میں بھی  
بالاجمال ہے۔ حقیقتِ قرآن اور وعدہ و وعید کا ذکر ہے۔

ابراہیم۔ اس میں مضامین رسالت کی تکمیل اور توحید و مساند کا ذکر ہے۔

حجر۔ مساند کے بعد مساند و فساد کے بیان کی ضرورت تھی۔ وہ اس سورت میں ہے اور توحید  
اور حقیقتِ قرآن و تسلیمِ رسول ہے۔



نحل۔ سورۃ سابلہ کا خاتمہ توحید اور عدم توحید کی وعید کے مضمون پر ہوا تھا۔ اس میں مضامین توحید پر پائے امتحان ہیں۔

بنی اسرائیل۔ سورۃ سابلہ کے مضامین توحید کی تائید تکمیل کی گئی ہے اور بعض واقعات ترفیع و ترہیب کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

کہف۔ سورۃ سابلہ کا خاتمہ مضمون توحید پر ہوا تھا۔ اس میں مضامین توحید کے ساتھ ابطال شرک و بایں بات و عبادت دنیا، جزا و سزا، ذمہ نگار اور حیلان وغیرہ ہیں۔

مرید۔ سورۃ کہف کا خاتمہ بیان توحید و رسالت پر ہے۔ اس میں ان کا اثبات اور معاویہ کا بیان ہے

طہ۔ سورۃ مریم کے مضامین کی تکمیل اور ان کا بیان و دلیل بطور جدید ہے۔

انبیاء۔ اس میں توحید و نبوت اور معاویہ کی تحقیق ہے۔

حج۔ سورۃ سابلہ کا خاتمہ مضمون اخبار پر ہوا تھا۔ اس سورت کو اسی مضمون سے شروع کیا ہے نبوت کے متعلق شہادت کا جواب ہے۔ بدھ و حساب جنت و دوزخ و قیامت کا ذکر ہے۔

مؤمنون۔ سورۃ حج کا خاتمہ صلوٰۃ و زکوٰۃ کے بیان پر ہے۔ اس میں ان کی تاکید و تفصیل ہے اور بیان آثار قدرت الہیہ، مکام اخلاق وغیرہ کے مضامین ہیں۔

نور۔ سورۃ سابلہ کے آخر میں بیان تھا کہ خلق انسان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس کو احکام کا مکلف کیا جائے۔ اور آخرت میں جزا و سزا دی جائے۔ اس سورۃ میں احکام علیہ اور توحید و رسالت پر ایمان لانے کا بیان ہے اور مناقب مطہرین اور مثالب عاصیاں ہیں۔

فردقان۔ سورۃ سابلہ میں مثالب عاصیاں تھے۔ اس میں ذمہ شرک و مشرکین ہے اور رسالت کا بیان، اعمال فاضلہ و معاویہ کا ذکر و جواب مشہدات متعلق رسالت ہے۔

شعرا۔ رسالت و قرآن کی حقانیت، و کمال توحید، توحید و مشرکین۔

نحل۔ سورۃ سابلہ کا خاتمہ اثبات وحی و رسالت پر تھا۔ اس میں ان مضامین کی تکمیل ہے

اور اثبات توحید و معاویہ۔

عنکبوت۔ سابلہ سورت کا خاتمہ اس امر پر ہوا تھا کہ مشرکین سہی کہتے ہیں کہ دین حق سے منحرف ہو جائیں۔ اس سورت میں استقامت علی الدین کے متعلق احکام ہیں۔

روم۔ سورۃ سابلہ میں استقامت علی الدین کے متعلق احکام تھے۔ اس میں

بعض واقعات ایسے بیان ہوئے ہیں جو اہل ایمان کی تقویت و فرحت کا باعث ہوں اور کفار کے

تنت و غناؤ کی تکذیب، اثبات توحید اور بعض اعمال و دوح قرآن ہے  
 لُغْمَان - سابقہ سورت کا خاتمہ درج قرآن پر ہوا اسکو اسی مضمون سے شروع کیا ہے۔  
 اور ذمہ مشرک و ذکر مساد اور لغمان کو حکمت عطا ہونے کا ذکر ہے وہ حکمت کیا تھی معرفت حق۔  
 مسجد ۵ - کتاب حکمت کی حقیقت کا اثبات، تسلیم رسول و توحید منکرین و جواب مطاع منکرین  
 احزاب - سورہ سابقہ کا اختتام کفار کے اس طعن کے جواب پر تھا کہ وہ رسول کریم سے  
 کہتے تھے کہ آپ جس فیصلے کو کہتے ہیں یعنی فیصلہ آخرت وہ کب ہوگا اور یہ اعتراض حقارت و تکذیل سے  
 کرتے تھے اس صورت میں ان کے جواب میں حضور کی مصورت و مجاہدیت کا ذکر ہے۔

صبا سورہ سابقہ کا خاتمہ ہر آگے پر تھا اسکی ابتدا حمد سے ہے اور بیان توحید و رسالت  
 و حقیقت قرآن و تسلیم رسول و ترہیب کفار و اثبات توحید۔

فاطیہ - سابقہ مضمون اثبات توحید کی تکمیل و ابطال شرک تسلیم رسول۔

یلس - سورہ سابقہ کا خاتمہ کفار کے ہتھیار و انکار نبوت پر ہوا تھا۔ اس میں اثبات رسالت  
 تسلیم رسول اثبات توحید ہے۔

صغٹ - دلائل توحید و بعث و رسالت۔

ص - منکرین رسالت کی مذمت، اثبات رسالت، تسلیم رسول، توحید و مجاہدۃ۔

ذمر - اثبات توحید، ابطال شرک، مذمت کفرین۔

مؤمن - توحید پر استدلال، تہدید مجاہدین فی الحق۔ تسلیم رسول

حم مسجد ۵ - توحید و رسالت و تسلیم رسول ترغیب مبر و غیرہ۔ حقیقت قرآن تو غیر منکرین

شوری - توحید و ابطال شرک۔ بعث و جہا۔ مذمت انہماک فی الدنیا۔ ترغیب طلب آخرت

زخومت - تحذیر دنیا۔ تہدید منکرین۔ ابطال شرک، اثبات رسالت

دُخان - اثبات توحید و وعید منکرین

جاثیہ توحید و نبوت و مساد۔

احقاف - توحید و مساد

محمد - سورہ سابقہ کا اختتام ذمہ منکرین پر تھا اس سورت کی ابتدا اسی مضمون سے

فتح - سورہ سابقہ کے ختم میں بذل انص و ارسال فی سبیل اللہ کی ترغیب تھی۔ اس سورت

میں اس بذل کے چند مواقع ذکر ہیں۔ و اصلاح آفاق بالحداد۔

حجرات - پہلی سورۃ میں اصلاح آفاق بالجماع ہے اس میں اصلاح بنفس بالاشخاص ہے۔  
 ق - سورۃ سابقہ کا خاتمہ اشارۃ توجہ بجازۃ پر تھا۔ اس میں بحث وجہ کا مضمون ہے۔  
 اس کا امکان، اس کا وقوع، اس کے واقعات وغیرہ۔

الذاریات - تحقیق معاد - ذمہ نگرینہ - و جزاء فریقین وعید یوم موعود۔  
 طور - پہلی سورت وعید یوم موعود پر ختم ہوئی تھی۔ اس کی ابتدا اسی مضمون پر ہے۔ اس کے بعد  
 مومنین کیلئے وعدہ ہے اور بحث بجازۃ وتوحید ورسالت۔  
 نجم - مضامین توحید ورسالت و بجازۃ۔

قمر - پہلی سورت کا خاتمہ قرب ساعت کے مضمون پر تھا۔ اس کی ابتدا اسی سے ہے و مضامین نعم ہیں  
 رحمن پہلی سورۃ میں مضامین نعم زیادہ تھے۔ اس میں مضامین نعم ہیں۔  
 واقعہ - سورۃ سابقہ میں نعم ونبیہ کے بعد قیامت ووزخ و جنت کا بیان تھا۔ اس میں نمودنا  
 سے پہلے ان کا ذکر ہے۔

حللہ - سورۃ سابقہ کا خاتمہ تسبیح پر تھا۔ اس کی ابتدا تسبیح سے ہے وہاں امر تھا۔ یہاں خبر ہے  
 مجادلہ - سورۃ سابقہ کا خاتمہ بیان صفت باری تعالیٰ پر تھا۔ اس کا افتتاح اس سے ہے۔  
 حشر - سورۃ سابقہ کا خاتمہ ذمت منافقین پر تھا۔ اور ان کا یہود سے محبت لکھنا ذکر تھا  
 یہاں یہود کے بغض وحقوت وغیرہ کا ذکر ہے۔

ممتحنہ - سورۃ سابقہ میں منافقین کی یہود سے دوستی رکھنے کی ذمت تھی۔ اس میں مسلمانوں کو کفار  
 تعلقات دوستی اورشرکات سے نکال کرنے کی ممانعت ہے۔

صف - سورۃ سابقہ میں کفار سے دوستی رکھنے کی ممانعت تھی۔ اس میں کفار سے مفاد کا بیان ہے  
 جمعہ - سورۃ سابقہ میں کفار کا سختی وحقوت و قتل ہونا ذکر تھا۔ اس میں یہود کا سختی و ذمت اور  
 وعید ہونا ذکر ہے۔

منافقون - سورۃ سابقہ میں یہود کا ذکر تھا۔ اس میں ان کے دوستوں منافقین کا ذکر ہے۔  
 تغابن - پہلی سورت کا خاتمہ تحصیل آخرت کی ترغیب اور تعطیل آخرت پر ترہیب پر ہے۔ اس میں  
 اہل تحصیل و تعطیل کے بجازۃ کی تفصیل اور مضمون ترغیب و ترہیب کی تکمیل ہے اور انفاق و اولاد کا وعدہ  
 ہونا ذکر ہے۔

طلاق - سورۃ سابقہ میں ازواج و اولاد کا وعدہ ہونا ذکر تھا۔ اس میں ان کے بعض حقوق کا ذکر ہے۔

محرّم۔ سورۃ سابقہ کے مضامین کی تکمیل اور حقوق رسالت

ملاک۔ سورۃ سابقہ میں حقوق رسالت کا ذکر تھا۔ اس میں حقوق توحید اور اس کے ایقانہ اغلال پر خراج گزار کا بیان ہے۔ اور مسکون توحید کی طرف روئے سخن ہے۔

قلعو۔ پہلی سورت میں مسکون توحید کی طرف روئے سخن تھا۔ اس میں منکرین نبوت کی طرف ہے اور کفار کیلئے عقوبت و نوب۔ و آفرید کا ذکر ہے اور اثبات مجازۃ کفار۔

حاقہ۔ مجازۃ کی تحقیق اور اس کا وقت اور واقعات مذکور ہیں۔ اور حقانیت قرآن۔ معارج۔ مجازۃ اور بعض اعمال موجب مجازۃ کا بیان ہے۔

نوح۔ سورۃ سابقہ میں مروجبات عقوبت کا بیان ہے۔ اس میں حضرت نوح کی تکذیب پر عقوبت کا ذکر ہے کفر پر استحقاق عقوبت و نوب۔ اور تسلیم و قبول و عقوبت انکار رسالت ہے۔ جن۔ توحید و رسالت و مجازۃ سے ترغیب۔

منزل۔ سورۃ سابقہ میں کلمہ کو توحید رسالت و مجازۃ پر ایمان لانے کی ترغیب تھی۔ اس میں ایمان لانے پر تسلیم و قبول ہے۔

مد بشر۔ سورۃ سابقہ میں تسلیم و قبول مقصود اور آثار کفار متبہ تھا۔ اس میں انذار مقصود اور تسلیم متبہ مذکور ہے۔

قیامہ۔ سورۃ سابقہ کا خاتمہ بیان آخرت پر ہوا۔ اس میں احوال آخرت کی تفصیل ہے۔ اور اثبات مجازۃ کفار ہے۔

دھر۔ تفصیل مجازۃ و ترغیب و ذکر قیامت۔

موسلات۔ وقوع و تفصیل کے اسباب کیفیات مجازات

نبا۔ قیامت کا بیان اور واقعات جزا و سزا۔

نازعات۔ واقعات سورۃ سابقہ کے کلمہ میں کی توفیق و تکذیب و تسلیم و قبول۔

علیں۔ سورۃ سابقہ میں قیامت کے متعلق مضامین تھے۔ اس میں بھی وہی مقصود ہے۔

تکویر۔ اس میں سوابق و لواحق واقعات قیامت کا بیان ہے۔

افطار۔ اس میں سورۃ سابقہ کے بیان کی تفصیل اور مجازۃ۔

تطفیف۔ مجازۃ اعمال کا بیان ہے۔ اور ان میں سے اہتمام کیلئے بعض اعمال متعلق حقوق العباد

کا ذکر ہے۔

## انشقاق تفصیل مجازات

مروج۔ پہلی سورہ میں فریقین کے مجازات تھے۔ اس میں اہل ایمان کا تسلیم اور کفار کیلئے وعید ہے طاریق۔ تحقیق وعید کیلئے اعمال کا محفوظ رہنا۔ اور امکان بھٹ و وقوع بھٹ۔

اعلیٰ۔ علّٰی تذکرہ القرآن۔ فلاح آخرت۔ تہیہ للآخرۃ۔

غاشیہ۔ تہیہ للآخرۃ کرنے اور ذکر کرنے والوں کی سزا و جزا و اثبات قدرت و بعث مجازات۔

فجر۔ سورہ سابقہ میں مجازہ فریقین کا ذکر ہے۔ اس میں عظیم مقصد فریقین کے اعمال موجب مجازات کا بیان ہے۔

بلد۔ سورہ سابقہ میں اعمال موجب مجازہ کا بیان تھا۔ اس سورت میں بھی یہی بیان ہے مگر وہاں کثرت اعمال شریقی۔ یہاں کثرت اعمال خبریہ۔

مٹس۔ سورت سابقہ میں اعمال ایمانیہ و کفریہ کے مجازہ آخریہ کا بیان تھا۔ اس میں مجازہ کفریہ پر مجازہ و جنویہ کے احتمال کا بیان ہے۔

لیل۔ اس میں بھی سورہ سابقہ کے مضمون کی تکمیل ہے اور تمہات اصول و فروع کا عنوان کلی ہے بیان ہے اور ان کی تصدیق و تکریب پر وعدہ و وعید ہے۔

ضحیٰ۔ سورہ سابقہ کا خاتمہ اُن افضال پر ہے جو مومنین پر ہوں گے جس میں رسول اور نبی رسول دونوں شامل ہیں اس میں حیرت اُن افضال کا ذکر ہے جو رسول پر ہونے ہیں اور بعض اعمال خیر کا ذکر ہے الہ نشرح۔ اس میں سورہ سابقہ کے مضامین کی تکمیل ہے آنحضرت پر جو فضائل آجی ہیں انکی طرہ اشادہ ہے۔ اُس کے بعد دو حکم مذکور ہیں جو تکمیل و ترقی کے کرکے ہیں۔

قیام۔ سورہ سابقہ میں رسول پر افضال آجی کا ذکر تھا۔ اس میں عام انسانوں اور اعلیٰ صلہ کرکے ترقی کرنے والوں کے انعام کا ذکر ہے۔

اقوا۔ اس میں انسان پر افضال کا ذکر اور انکی ترغبات اور سرکشی کا ذکر ہے۔

قلد۔ اس میں انسان پر اس فضل کا ذکر ہے جو سورت سابقہ میں علماء کا انسان ماکوہ علیہم عنوان سے مذکور ہے یعنی کتب ہدایت اس کو دی گئی۔

بیقہ۔ سورہ قدر میں کتب ہدایت کے نزول کا ذکر ہے جس کے اہل کتاب غفلت تھے۔ اس سورہ میں اُن سے مطالبہ ہے کہ اب باطل کو چھوڑ کر اس پر ایمان لائے۔ اور اہل ایمان کی جزا کا ذکر ہے۔

زلزال۔ پہلی سورت کا خاتمہ اہل ایمان کی جزا کے ذکر ہے اس میں اُس جزا کے لئے کا وقت

بتایا گیا ہے۔ اور نیکی اور بری کے انجام کا ذکر ہے۔

عادیات۔ سورۃ سابقہ میں نیکی کا انجام اس طرح بتایا گیا ہے کہ جس کو قبول کرنے میں کسی سقیم الطبع کو تامل نہیں ہو سکتا۔ اس میں نہ قبول کرنے والوں کی ہت دہری اور سرکش اعداں پر اہل بیان غازیوں کی تاخت کا ذکر ہے پھر قروں سے اُٹھنے اور خدا کے حضور میں حاضر ہونے کا ذکر ہے۔

قارعہ۔ سورۃ سابقہ میں خدا کے حضور میں حاضر ہونے کا ذکر تھا۔ اس میں اس وقت کا بیان ہے یعنی قیامت اور اس کے ہولناک حوادث کی خبر دی گئی ہے۔

شکاثر۔ سورۃ سابقہ میں انسان کو ہولناک دقت سے خبردار کیا گیا تھا۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ حرم دنیاوی نے تجھ کو غافل کر دیا ہے۔ تم سے خدا کی نعمتوں کے متعلق سوال ہو گا۔

عصرہ۔ سورۃ سابقہ میں حرم سال و غیرہ سے انسان کی غفلت کا ذکر اور ہونے والے سوال کا ذکر تھا۔ کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ حصول اس مال و جاہ ہی ہے جو کچھ ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ ان کا حاصل کرنا کاسیلانی نہیں بلکہ ان پر حرم موجب خسارہ ہے۔

ہمزہ۔ سورۃ عصر میں کہا گیا تھا کہ انسان خسارہ میں ہے۔ یہاں خسارہ میں پڑنے کے اسباب کا بیان ہے۔

فیل۔ سورۃ ہنزویں جو اخلاق و ذمہ بیان ہوئے ہیں وہ قریش میں بہت مانجھے تھے۔ اس کے بیان کے بعد اس ہولناک واقعہ کا ذکر ہے جس سے قریش کو بچا گیا۔ ورنہ وہ بالکل برباد ہو جاتے۔

قریش۔ اس میں قریش سے مطالبہ ہے کہ جیسا سورۃ سابقہ میں مذکور ہے کہ چنے تم کو اوصیٰ نبی سے بچایا جو تمہارے معبود کو ہانے آئے۔ اب تم بت پرستی کو چھوڑ کر اس مگر کے رب پر ایمان لاؤ۔

معاہدہ۔ پہلی سورۃ میں قریش کو اپنا انعام یاد دلایا ہے۔ اس میں ان امراض روحانیہ کا ذکر ہے جو انسان کی ظاہری و باطنی خرابی کا باعث ہوتے ہیں اور یہ امراض قریش میں پھیلے ہوئے تھے۔ بعض نصیب ایسے امراض میں مبتلا تھے کہ جو دنیا میں اپنا ذکر فرج چھڑ جانے کا کوئی سامان نہیں کرتے تھے۔

کوثر۔ پہلی سورۃ میں ایسے بے نصیبوں کا ذکر تھا جو اپنا ذکر فرج چھڑنے کا کوئی سامان نہیں کہتے اس میں یہ مذکور ہے کہ ایسے بھی خوش نصیب ہیں کہ جن کے سینوں میں محنت کی خبریں جاری ہیں اور وہ اپنے ذکر فرج کی وجہ سے ہمیشہ رہیں گے، ان بے نصیبوں کی طرف بے نشان نہ ہوں گے اور رسول کی طرف شاہد ہوں گے۔ یہاں تک کہ یہاں کا فروع۔ سورۃ سابقہ میں بتایا گیا ہے کہ رسول تمہارے لئے ہر قسم کی کامیابی ہے اور تمہارے غفلت و شوکت قرار پانچ ہے۔ اس میں کہا جاتا ہے کہ تم علی الاعلان ان کافروں کے ہمدرد ہیں نہ کہ مستہزیان



یہ تفسیر یا کنوینس صدی تک موجود تھی۔ (رسالہ سابقہ التفسیر شیخ محمد خضریٰ ہوسا علی)

حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تراویح میں بی قرأت تیس آیتیں پڑھی جائیں تاکہ رمضان میں تین قرآن

ختم ہوں (۲۰۰ = ۲۰۰۰) (۶۰۰ = ۱۰۰۰) (شرح احیاء العلوم)

اگر کل تعداد آیات پر حسب احوال ماضی ۲۱ ۲۱ ہے (۱۶۱۱) ۱۶۱۱ آیتیں ہیں لیکن کئی جاتی تھیں اس طرح تیس دن میں تین ختم ہوتے تھے۔ اس عمل سے خیال ہوتا ہے کہ آیات کا شمار ان کے عہد میں چار اسٹے ضرورت ہوئی کہ آیات کی تخمینہ و توشیح کی جائے۔ یعنی پانچ پانچ دس دس آیتوں پر نشان لگنا دس جائیں لیکن بعض اصحاب اس عمل کو مکروہ جانتے تھے۔ عن مسروق کان عبد اللہ بن مسعود مکرہ التعشیر فی القرآن یعنی عبد اللہ توشیح کو قرآن میں مکروہ جانتے تھے۔ (کتاب البیان ص ۱۱۱)

امام حاکم نے کتاب البیان میں لکھا ہے کہ فرج السہل۔ دس لکایات تھیں و توشیح کو بعض اصحاب مکروہ جانتے تھے اور شادی تھے۔ صحابہ کی تقلید پر بعض تابعی اور تابع تابعی بھی اسکو ناپسند کرتے تھے۔ آئندہ سے کہ امام الکتاب قرآن مجید میں جو شریعت یا دوسری روشنائی سے عشرات کے نشانات بنائے جاتے تھے ناپسند کرتے تھے۔ (کتاب البیان)

تخمین و توشیح کے متعلق بعض نے لکھا ہے کہ یہ کام مجاہد بن یوسف نے کرایا۔ بعض نے لکھا ہے کہ خلیفہ اوروں رشید نے کرایا۔ اگر روایات پر غور کرنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ شمار آیات رکوع، اجزاء تھیں و توشیح، فرائض الشوریہ سب کام صحابہ کو چکے تھے۔ چونکہ اس میں اختلاف تھا کہ ان نشانات لگائے جائیں یا نہیں اور بعض جلیل القدر اصحاب اس کے مخالف تھے۔ اسلئے تابعین و تبع تابعین میں بھی اختلاف رہا۔ اور یہ عام طور پر مانجی ہو سکے۔ مجاہد اور خلیفہ اوروں رشید نے اس کو مانج کر لیا۔

امام حاکم نے بیان کیا ہے کہ تخمین و توشیح فرائض اور صحابہ نے کر دئے تھے (جانب الاحکام القرآن) حضرت عثمان کے عہد کا لکھا ہوا قرآن جو کتب خانہ لکھنؤ یا آفس لکھنؤ میں ہے اس میں ہر حصہ پر سورۃ کا نام اور دس آیتوں کے بعد حاشیہ پر نشان ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ تمام کام صحابہ کے عہد میں ہوئے۔

## قرآن عہد خلافت سوم میں

حضرت عثمان خلیفہ ثالث کے عہد میں اسلامی فتوحات کی تکمیل ہوئی۔ اور بیت سے نئے ممالک فتح ہوئے۔ اسلئے قرآن نام ہی ممالک و اقلام میں پہنچایا تھا۔ رسول کریم کے مہاجرین قریب قریب سب ہی جگہ پہنچ گئے تھے۔ اہل بیت میں کی کثرت ہو گئی تھی۔ حفظ قرآن کرنے والے، ناظر و پڑھنے والے، لکھنے والے۔



کندوں ہو گئے تھے۔ اس عہد کے لکھے ہوئے قرآنوں کا شمار نہیں بتایا جاسکتا۔

ملک عرب کے حصص اور قبائل کی زبان میں مثل دیگر ممالک السنہ کی بعض الفاظ و کلمات میں اختلاف تھا۔ یہ اختلاف یہ تھا کہ سنی و شیعہ میں فرق نہیں آتا تھا۔ جیسے دہلی لکھنؤ کی آند میں (نہ تہا) بولتے ہیں۔ حیدرآباد کی آند میں اسکی جگہ (نکس) دہلی میں (کیل) کہتے ہیں۔ حیدرآباد والے کیلا بولتے ہیں۔ اسی طرح قبائل عرب کے لب لہجہ میں اب بھی اختلاف ہے۔ جو قسیم بنو ابدال کا (ع) بولتے تھے اسلام کی جگہ عسلم بولتے تھے۔ بعض قبائل مضارع کو مفتوح پڑھتے تھے، بعض مکسور

قریش اور بنو سد مضارع کی جی کو منۃ یا فتح کے ساتھ غنظ کہتے تھے۔ جیسے یَفْعَل یَفْعَل دوسرے قبیلے والے کسر کے ساتھ یَفْعَل کہتے تھے۔ بنو سد عرب کو ن کر دیتے تھے جیسے اعلیٰ کو اعلیٰ کہتے تھے۔ (ان افراد مطبوعہ بیروت ص ۵۶)۔ اس سے اختلاف سنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ہمارے پنجابی بھائی ق کی جگہ ک بولتے ہیں۔ قلم کو کلم کہتے ہیں مگر لکھتے قلم ہی ہیں۔

اہل وکن ق کو خ اور خ کو ق بولتے ہیں۔ یعنی قلم کو خلم۔ خزانہ کو قزانہ بولتے ہیں مگر لکھتے قلم اور خزانہ ہی ہیں۔ لیکن بعض وفود ہوا جو حرورت زبان سے نکلتے ہیں وہ قلم میں بھی آجاتے ہیں۔ مگر خیاب مولوی فیض الدین صاحب ایڈورٹ حیدرآباد وکن نے مغلہ جوہی ہل حیدرآباد میں ایک کوٹھی خرید کی۔ کہیں وہاں رہتے، کہیں مغلہ عابد شاہ کی کوٹھی میں۔ جب جوہی ہل میں رہتے ہیں تو وہاں سے فزوری ایشیا کی فہرست آجاتی ہے۔ یہاں سے منشی صاحب ایشیا فرید کو بھیجتے ہیں۔ ایک فہرست آئی اس میں پان، سپاروی، مصالہ، سنری، فروٹ وغیرہ ایشیا لکھی ہوئی تھیں انہی میں ضخیم بھی لکھا ہوا تھا۔ ہمارے دوست سٹر راض الحق صاحب علیگ سہارنپوری (مولوی صاحب کے سکریٹری) پرچہ دیکھ کر تخریر ہوئے کہ شیخ کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اور کس قسم کا ضخیم دکھا رہے۔ آخر فزوری کیا توجوڑا دوسرے جیب سے آیا کہ یہ (قیمہ) کی خرابی ہے۔

عربی اختلاف کا نمونہ خود حدیث میں مذکور ہے، اہل قریش (و تابوت) کہتے تھے۔ یہودی نہایت (و تابوہ) یعنی مطلب دونوں کا ایک، لیکن یہ خیال منور ہوتا تھا کہ یہ اختلاف غیر مالک اقول میں پہونیکر جو رنگ لائے گا وہ کتاب اور معنی مطلب دونوں میں غریب کا باعث ہوگا۔ اس قسم کا اختلاف شام و یمن میں زیادہ پھیلتا جاتا تھا۔ حضرت محمد یوسف بن الیمان جب ۲۰ھ میں غزوہ آرنا و اور ہجیان سے لوٹے تو انہوں نے حضرت عثمان سے اس اختلاف کا تذکرہ کیا۔ یہ حدیث ترمذی میں ہے۔

عن انس ان حذیفۃ قدّم علی عثمان وکان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینۃ فآذربھیان

مع اہل العراق فرأى حذيفة اختلافاً في القرآن فقال لعثمان بن عفان يا امير المؤمنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في الكتاب كما اختلف اليهود والنصارى فارسل الحنفية ان ارسلوا الكتاب بالصحف ننسخها في المصاحف ثم ردا اليك فارسلت حفصا الي عثمان بالصحف فارسل عثمان الي زيد بن ثابت وسيد بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام وعبد الله بن الزبير ان انسخوا الصحف في المصاحف قال للرهط القرشي الثلاثة ما اختلفتم انتم وزيد بن ثابت فالكثير بلسان قريش فانما نزل بلسانهم حتى ننسخها في الصحف في المصاحف وبعث عثمان الي كل ائمة في مصحف من تلك المصاحف التي ننسخها قال الزهري وحدثني خارجة بن زيد اني نقلت آية من سورة الاحزاب كنت اسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأها من المصحفين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر فالتفتا فوجدتا مع خزيمة بن ثابت وابي خزيمة فالتفتا في سورةها هذا حديث حسن صحيح وهو حديث الزهري ولا نعرفه الا من حديثه يعني انس كيتي ہر يكہ حدیث آفر بیان کے فرزند سے واپس ہو کر حذیفہ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگوں میں قرآن کی قرأت میں بہت اختلاف ہے۔ قبل اس کے کہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح گمراہ ہوں، آپ اس کا انتظام کرو لیجئے۔ حذیفہ نے اسم المؤمنین حضرت سے وہ مجھے طلب کئے (جو حضرت ابو بکر نے جمع کرائے تھے) اور کہا کہ وہ مجھ پر ہیں ان کی نقلیں کر کر تم کو واپس بھیج دوں گا اور حضرت عثمان نے زید و سعید و عبد الرحمن و عبد اللہ کو نقل کرنے پر مامور کیا۔ اور فرمایا کہ اگر اہم اختلاف ہو تو لغت تشریش پر لکھو۔ ان لوگوں نے نقلیں کیں جن کو حضرت عثمان نے اطراف میں بھیجا یہ نہری کہتے ہیں کہ مجھ سے زید کے بیٹے خارجہ نے بیان کیا کہ سورہ احزاب کی اس آیت کو جسے میں نے آنحضرت کو پڑھتے سنا نہیں پایا۔ تلاش کی تو خرپکے پاس سے ملی۔ میں نے اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

اختلاف کے متعلق پہلے کہا جا چکا ہے کہ کس قسم کا اختلاف تھا۔ جمع عثمانی کی کیفیت اس طرح ذکر کیے تھا عثمان فقال من كان عند الله شيء فليأتنا به وكان لا يقبل من ذلك شيء حتى يشهد عليه شاهدين يعني حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت میں اعلان کیا کہ جس کسی کے پاس کچھ قرآن لکھا ہو وہ ہمارے پاس لائے اور وہ نہیں قبول کرتے تھے بغیر دو گواہوں کے (کنز العمال کتاب القرآن) اب جمع القرآن

مولانا عبدالحق حقانی دہلوی نے اس کو ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ عثمان نے پھر

زید بن ثابت کو اس (نسخہ ابوبکر) سے نقل کرانے پر مامور فرمایا۔ زید بن ثابت نے پھر وہی اہم کام کیا جیسا  
عبدالابوبکر میں کیا تھا، پھر وہ اجراء جمع کئے اور حفاظ کو بھی مشرک کیا۔ اسیرہ نسخہ (ابوبکر والا) بھی سامنے  
رکھا اور مسجد کے صحن پر دو شخص بٹھا رکھے ان میں ابی بن کعب بھی تھے (تاریخ الحدیث) کہ آتے جاتے  
غازیوں سے کہیں کہ جس کے پاس جس قدر قرآن ہو دو گواہوں کی شہادت سے پیش کرے (ایک کتابت  
اور دوسرا حفظ) اور اپنے ساتھ اہتمام میں عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الملث  
ابن شام و عبداللہ بن عمرو بن العاص و عبداللہ بن عباس کو بھی شامل کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا حال  
اس کام پر مامور کئے تھے اس طرح قرآن کہا۔ ابوبکر والا نسخہ حضرت عکرمہ بن عبدی اللہ بن  
پھر از سر نیا اہتمام کیا گیا تھا۔ اسے جامع القرآن مشہور ہوئے (البيان فی علوم القرآن)

علاء بن الدین عینی نے اس روایت کا دوسرا طریق بیان کیا ہے جو ابراہیم بن اہبل بن مجہ عن  
ابن شہاب سے ہے اس میں اس آیت کے نہ ملنے کے واقعہ کو حضرت ابوبکر کے عہد خلافت کا واقعہ بنا لیا ہے  
جس کا ذکر بیان جمع قرآن عہد خلافت اول میں آچکا ہے (معدنہ القاری باب جمع القرآن)  
ایسا ہی علاء بن کثیر نے فضائل القرآن میں لکھا ہے۔ اس جمع سے اس فقرے کا تعلق نہیں۔

غرض انت قریش کی موافق زید بن ثابت وغیرہ نے ایک نسخہ طیار کیا۔ اس زمانہ تک قرآن اسی قراءتوں  
پر تھے جن پر سب اہل امت کا اطلاق ہوتا تھا (اتقان دعو ۱۸) اب ب ایک الفت پر متفق ہو گئے، اس نسخہ  
کا ہم مصنف امام جوہر میں کہ حضرت عثمان نے اپنے لئے مکمل (نسخہ جلد اول)۔ اس پر لکھا گیا ہذا ما جمع  
علیہ جماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ زید بن ثابت و عبداللہ بن الزبیر  
وسعید بن العاص اگے اور اصحاب کے نام میں (فتح مصری جلد اول ص ۲۸)

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ قرآن ۳۰ عربوں پر لکھا گیا لیکن امام ابن جریر نے لکھا ہے کہ ۴۰ عربوں پر لکھا گیا  
(فتح الباری) یہی صحیح ہے کیونکہ فرقہ آفہ بیان جس کا ذکر حدیث میں ۳۰ عربوں میں ہوا۔

اس عہد میں بھی قرآن خط جری میں لکھا گیا۔ اس عہد کے مرفوعہ قرآن اب تک موجود ہیں۔  
جو مکہ عبداللہ بن عمر صحابی سے رسول کریم نے فرمایا تھا کہ قرآن ایک پیسے میں ختم کیا کر۔ گویا یہ زیادہ  
زیادہ دیت ختم قرآن کی آپ نے فرمائی تھی اس وقت رمضان میں بھی مکہ سے مکہ ایک قرآن کا ختم ہوتا ضروری ہے۔  
اسنے حضرت عثمان نے جو قرآن لکھائے وہ تیس جزو پر تھے اس زمانہ میں جزو دس ورق کا مانا جاتا تھا  
اعراب و نقاط کا بجا لکھنے میں اس عہد تک نہیں ہوا تھا۔ اسامہ و اسامہ بن زید و ثقیف کے نشانات لکھے  
جاتے تھے۔ رکوع کی تقسیم بھی حضرت عثمان نے کی۔ قرآن لکھانے میں اس دور کا احتیاج کی گئی کہ ایک حرف

بھی ادا ہے اور ہر نو سکا۔ اور وہی دم الخط راہ جو جبریل نے حضور کو تسلیم کیا تھا۔

قال ابن الزبير قلت لعثمان بن عفان ولا كذا في يوتون ولا يوتون قال قد نسخها الآية  
الآن في فلان شكها او تمحى قال ابن اخي لا اغير شيئا منه من مكانه يعني عبد الله بن مسعود  
قرآن کھڑے تھے حضرت عثمان سے کہا کہ یہ آیت غور ہے اس کو نہ لکھو حضرت عثمان نے کہا کہ میں  
اسی کچھ بھی تیر نہیں کر سکتا (بخاری کتاب المغازی)

چونکہ رمضان میں ایک قرآن کا سننا مسنون ہے اور ہر کوئی نے ختم قرآن کی مدت زیادہ سے زیادہ  
ایک ماہ فرمائی ہے۔ اس لئے حضرت عثمان نے تراویح میں دس آیت فی رکعت پڑھے تاکہ حکم دیا تاکہ ایک مہینے  
میں قرآن ختم ہو سکے (شرح احیاء السلام)

(۲۰ × ۲۰ = ۴۰۰) (۳۰ × ۳۰ = ۹۰۰) اور کل آیات کی تعداد (۶۶۶) ہے باقی آیات کو انہیں ہر ماہ  
میں پڑھا کیا جاتا تھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اختلاف قرات تو آج تک موجود ہے حضرت عثمان نے کون اختلاف  
مثابہ۔ ان کو معلوم نہیں کہ صحابہ کرام میں کتنا بڑی اور کثرت قراتیں جاری ہیں۔ یہ اختلاف قرات  
مقصود نہیں بلکہ اختلاف لفظ کے جو اختلاف قرات واقع ہوتا تھا وہ سوائے جکی نظیرین پیش کیا گیا ہے  
بھیے جو سعدی کو ن پڑھتے تھے اور اعلیٰ کو انہی کہتے تھے۔ یہ اختلاف مثابہ گیا ہے۔

حضرت عثمان سے جب لوگوں نے بغاوت کی تو ان پر بعض معاملات میں الزامات تراشے گئے  
بعض فقہی مسائل کے اختلاف کو بناء فساد بنا دیا گیا اور طعن کے تحتے لیکن قرآن کے مسائل میں ان کو کوئی کچھ  
کہہ سکا۔ اس کا باعث صرف یہ ہے کہ انہوں نے خاص میں کوئی تصرف نہیں کیا اور نہ ہیبت احتیاط سے کام کر لیا۔

فرض جب ایک نسخہ قرآن کا مرتب ہو گیا۔ پھر سبکی سات غلیں کر لیں گئیں۔ ایک دینہ میں لکھی گئی اور چھ  
مکہ البصرہ، کوفہ، یمن، شام اور بحرین کو بھیجی گئیں۔ عبد اللہ بن مسعود کے کہ منیرہ بن شہاب شام کو،  
ابو عبد الرحمن سہمی کوفہ کو، عامر بن نفیس البصرہ کو بھیجے۔ یمن و بحرین کے متعلق مجھ کو پتہ نہیں چلا کہ کن بزرگ  
لے گئے۔ جب یہ قرآن مکمل ہو گئے مصل نسخہ حضرت حفصہ کو واپس کر دیا گیا۔ متفرق خرابات تلف کر دی گئیں  
تاکہ آئندہ کسی کو جعل سازی اور فتنہ پروری کا موقع نہ ملے۔

یہ قرآن کی تیسری تدوین تھی۔ حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ قرآن تین مرتبہ تدوین ہوا۔ ایک فقہ  
عبدالرحمن بن، دوسری خاتمہ عبد خلافت ابوبکر میں، تیسری دفعہ عبد عثمان میں۔ حضرت عثمان کے عہد کے  
جو نسخے مروج ہیں ان میں سورتوں کے نام اور دس آیتوں کے بعد حاشیہ پر نشانہ ہے۔



## مصحفِ یٰدینِ ثابتؓ

زید بن ثابت کے قبیلہ کا لغت قبیلہ قریش سے ملتا جلتا تھا۔ اس نے اُن کے مصحف کے متعلق کہا گیا ہے۔ اقرب المصاحف من مصحفنا یعنی زید کا قرآن ہمارے قرآن سے قریب تھا۔

## مصحفِ ابی بن کعبؓ

یہ بھی قریشی تھے۔ ان کا قرآن بھی ان کے قبیلے کی قوت پر تھا۔ (قرآن کی دوسری صورتیں فی النہد ناہود نہیں چھٹیں تھیں۔ خصوصیت سے ہیں ابی کے نسخے کے متعلق کچھ اطلاعات ملتی ہیں جو نہرت اسکی سورتوں کی دی گئی ہے اگرچہ صحیح ہے تو یہ ماننا پڑتا ہے کہ ابی کے نسخے میں وہی کچھ تھا جو سورتہ قرآن میں ہے۔ اس سورت میں ماننا پڑے گا کہ ابی کے مصحف کی بناء پر ابی اصل مصحف پر ہوگی جو زید نے جمع کیا تھا۔ یہی بات ابن مسعود کے مصحف پر بھی صادق آتی ہے اور اسکی نہرت مضامین سے بھی جو ہم تک پہنچی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی سورتوں یعنی طوال کو پہلے رکھنے میں ابن مسعود نے زید سے بھی اثر کو عمل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے) (بڑا نیک)

## مصحفِ علیؓ

پڑے کئے تھم صحابہ رسول کریمؐ نے حضور کے عہد میں قرآن لکھا۔ مگر اسکی وہی چند سورتیں تھیں جو ہم نے بیان کتابت میں لکھی ہیں۔ حضرت علیؓ نے بھی حضورؐ کی حیات میں اپنی مسودات کے موافق ترتیب نزول لکھا جب حضورؐ کی وفات ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ اب کلامِ حتم ہو گیا۔ اب اس میں تاسخ و نسخہ بھی نہیں ہو گا۔ اب اس اور بھی نہیں آئے گا۔ اس وقت صحابہ نے اس ترتیب پر قرآن لکھا جس ترتیب پر حضورؐ پڑھتے تھے اور یہی ترتیب اب تک جاری ہے۔ اس کے متعلق کسی صحابی کا اختلاف کرنا صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ اختلافِ قراءۃ تھا حضرت عثمانؓ نے سب کے ارجاع سے سب کو لغت قریش پر جمع کر دیا۔ اختلافِ مصاحف کے متعلق جو روایات ہیں وہ عہدِ رسولؐ کے لکھے ہوئے نسخوں اور ترتیبِ قبل کی قریات سے متعلق ہیں۔ ترتیب کے بعد کوئی قرآنِ خلافت ترتیب نہیں لکھا گیا۔ ترتیب کے قبل جس جس قسم کے لکھے و لکھے تھے اُن کی تفصیل ہم نے کہیں لکھی ہے۔

## جامع قرآن

حضرت عثمانؓ کو پیش سے جامع قرآن کہتے چلے آئے ہیں۔ سنیوں نے یہ کہا ہے کہ یہ خطابِ غلط مشہور ہو گیا۔ مسیح نزدیک ان کا یہ خطاب صحیح ہے۔  
جمع سے ایک تو یہ مطلب ہے کہ بعد وجہ رسول کریمؐ سے چل گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ قدیم الاسلام صحابی تھے

مغفل تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس سے مقدم ہے ہوں گے۔ جمع سے مراد کتابت بھی ہے اس میں بھی وہ سب سے مقدم ہے ہوں گے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں

ماہن ابی داؤد و کتاب الصحاح و دیگر محدثان معتبر روایت کر رہے اندک چون مصریان و فناء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ برائے کشتن و آئندہ مصحف بنید پیش روئے ایشان بود و پورا خد اقول آن اشتیاء بہرہ و دست ایشان غیر نفد خون ایشان جاری شد و برہیں آیت افتاد۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ ایشان بیک دست خود خون را از مصحف و دیگر کدہ سوی فرس وند کہ قسم بخدا کر این دست اول دستے است کہ نوشتہ منقول قرآن را مفتح الغفری

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اول کتابت و جمع قرآن سے حضرت عثمان فارغ ہوئے و فارغیاض حضرت ابوبکر و انور الفجہی عن عثمان و لقد جعلت القرآن علی حمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ازانہ الفاہ میں جو حدیث جمع قرآن کے متعلق بیان جمع قرآن میں نقل کیا چکی ہے اس میں قرآن جمع کرنے والوں میں پہلے حضرت عثمان کا نام ہے۔ قرآن کی سورتوں میں انفال و براءہ کی ترتیب ان کی ٹائے کے موافق ہوئی ہے آخر میں یہ کہا انہوں نے ایک نکتہ پر سب کو جمع کر دیا اھ قرآن مرتب کر دیا۔

ان تمام ائمہ پر نظر کرنے سے یہ خیال صحیح طور پر قائم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کا یہ قدیم خطاب صحیح اور ان کے لئے سورتوں ہے۔

## قرآن عہد خلافت چہارم میں

حضرت علی کا عہد خلافت خانہ جنگی اور اضطراب میں گذرا۔ آپ کے عہد میں مونس مستقر ہوا کہ کثرت سے قرآن لکھے گئے تعلیم عام رہی۔ صاحبزادگان و اکاشان نے بھی قرآن لکھے۔ خلیفہ نے اپنے شاگرد ابوالاسود کو چند ہدایات لکھ کر دیں کہ ان کے موافق قواعد و ترتیب کر کے حاشیہ جاری کر دے تاکہ قرآن میں بہت ہموار حفاظت قرآن کو تقویت ہو۔ آئندہ عالم قرآنی کا سنگ بنیاد یہی اصول ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس متوفی ۳۷ھ نے تفسیر لکھی اس تفسیر کے متفرق نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ حضرت علی اور صاحبزادگان کے لکھے ہوئے قرآن اور سپیلے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں اور بھی اس عہد کے قرآن ہیں۔ اس عہد تک بھی نقاط و حرکات کا تحریر نہیں رواج نہیں ہوا تھا۔

## قرآن اور خاندان رسالت

حضرت علی اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم شہسوار کاتبین قرآن و حفاظ و قراء میں سے تھے ان

حضرات کے لکھے ہوئے قرآن موجود ہیں۔

مفسرین قرآن میں حضرت علی اور حضرت عباسؓ بن عباسؓ (رسول کریمؐ کے چاچا) جہاں سے بڑے مفسر بن گئے ہیں۔ ابن عباسؓ کا لقب جبرائیلؑ قرطبان القرآن تھا۔ اندراج مطبوعات میں مہاتما المومنین حضرت عائشہؓ حضرت انسؓ حضرت خضہؓ حافظہ قنادی و مفسرین۔ حضرت ام سلمہؓ قرآن بالکل رسول کریمؐ کے طرز پر پڑھتی تھیں۔

ابوبکر ماسم بن ابی البختر (جو قرآن سب سے پہلے اس سلسلہ فتح حضرت علیؓ سے بھی لیا ہے کیونکہ یہ شاگرد تھے ابو عبد الرحمن بن حبیب السبلی کے اور ابو عبد الرحمن نے حضرت علیؓ سے قرأت سیکھی۔

امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ قنادی بھی تھے اور قرآن بھی لکھتے تھے۔

امام باقرینؓ امام زین العابدینؓ مشہور قنادیں تھے۔

امام جعفر صادقؓ بن امام باقرؓ مشہور قناد تھے۔ ابو عامر بن حبیب الزبایہ معروف حسنہ (جو قرآن سب سے پہلے امام جعفرؓ کے شاگرد تھے۔ امام جعفرؓ کا سلسلہ سند ان کے جد امجد حضرت علیؓ سے حضرت ابی بن کعبؓ تک ملتا ہے۔

عباد بن عباسؓ صاحب تفسیر ہیں، امام باقرؓ ہی صاحب تفسیر ہیں۔ ان کے لکھے ہوئے قرآن موجود ہیں۔ مشہور قنادی نافع بن عبد الرحمنؓ شاگرد تھے شیبہ بن فضلؓ کے اور شیبہؓ شاگرد تھے ابن عباسؓ کے۔

مشہور مفسرین امام اکت سفیان ثوریؓ امام جعفرؓ کے شاگرد تھے۔

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظمؓ بن امام جعفرؓ قنادی تھے اور قرآن لکھتے تھے۔

مشہور امام و مفسر و محدث و مجتہد و فقیہ امام حسن بصریؓ نے ام المومنین ام سلمہؓ کا دورہ کیا تھا۔ موصوفہ ان کو حضرت علیؓ کا شاگرد کہتے ہیں۔ محدثین کو ایسے کلام ہے۔ مگر امام حسنؓ کے فیضانہ ہونے میں شک نہیں

حدیث قرآن ہی کی تفسیر ہے اصطلاح محدثین میں اجماع الاسلام اس روایت کو کہتے ہیں جس کو

امام زین العابدینؓ نے اپنے والد ماجد امام حسینؓ اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علیؓ سے روایت کیا ہو۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ نے قرآن کی آیاتوں کا شمار کیا۔ امام جعفرؓ نے آیات کی تفسیر بتائی کہ قرآن آیات جہاد ہیں، استفادہ معاملات وغیرہ کی۔ اسکی تفصیل دوسرے موقع پر ہوگی۔

غرض ہر ایک اور ہر خانہ میں خانانہ رسالت قرآن کی خدمت ہوتی رہی ہے۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ قرآن کے اُن مشہور روات قناد ہیں جو صحابہ میں مستند تھے۔ قرآن صحابہ میں ابی بن کعبؓ کو اکثر کلام قرآن کا

خطاب تھا۔ خانانہ رسالت میں انہی کی قرأت ملتی تھی۔



شیخ ذہب کی مستند کتاب اصول کافی کی کتاب فضل القرآن باب الثمان میں امام جعفر صادق کی حدیث ہے (امام حسن غفیر علی قرآنہ اثنی عشر) یعنی ہر ای بن کعب کی قرات پر قرآن پڑھتے ہیں۔  
 مولیٰ سید محمد لدن خان جتہد پانی کتاب علوم القرآن مطبوعہ یونیورسٹی دہلی ۱۹۷۱ء میں لکھتے ہیں۔  
 "تایان قرآن جن کی قرات پر اعتماد ہو سکتا ہے ان میں سے

ایک ابو جعفر زید بن حرقان ہے جو عبداللہ بن عباس کا شاگرد ہے اور وہ ابی بن کعب اور رسول اللہ کا دوسرا نافع بن عبدالرحمن ہے اس نے ابو جعفر سے پڑھا ہے۔ اخیر شیبہ بن نفل سے اور یہ شاگرد ہیں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے۔

تیسرا ماسم ہے جسکی دو روایتیں ہیں ایک روایت حفص بن سلیمان بزار سے، دوسری ابو بکر بن عیاض سے جو تھا حفص ہے اسکی چار روایتیں ہیں۔

پانچواں حمزہ بن حبیب (ابنات ہے) جسکی سات روایتیں ہیں  
 چھٹا ابو الحسن علی بن حمزہ کہنی ہے جسکی چھ روایتیں ہیں۔

ساتواں خلعت بن شام بزار ہے۔

آٹھواں ابو عمرو بن علا ہے جسکی تین روایتیں ہیں۔

نواں یعقوب ہے جس کی تین روایتیں ہیں۔

دسواں عبداللہ بن عمار ہے ۱۰

جنہیں سے سات زیادہ مشہور ہیں۔ ماسم جن کا ذکر انہوں نے نمبر تین پر کیا ہے۔ ان کا سلسلہ تہذیب  
 حضرت علی سے بھی ہے کیونکہ ماسم نے ابو عبدالرحمن بن حبیب البلی کی کی بھی شاگردی کی ہے اور ابو جعفر  
 حضرت علی کے شاگرد تھے۔ اور امام القزازی حمزہ (جو قرآن سے ہیں) امام جعفر صادق کے شاگرد تھے۔

### قرآن صحابہؓ

عہد رسالت و زمانہ خلافت میں جو کوئی بھی قرآن سیکھتا تھا وہ باقاعدہ پڑھتا تھا۔ اس طرح یہی  
 قاری تھے اس جماعت میں جنہوں نے مکمل قرآن بانا وہ حفظ کیا زیادہ مشہور اصحاب قبل تھے۔

ابو بکر بن صدیق - عمر بن الخطاب - عثمان بن عفان - علی ابن ابی طالب - ابی بن کعب - ابن مسعود  
 زید بن ثابت - ابوسریٰ اشجری - ابوالدود - سلم - حکمہ - زبیر - سعد - عذیر - ابو ہریرہ - عبداللہ بن عمر  
 عبداللہ بن عباس - عبداللہ بن الزبیر - عمر بن العاص - عبداللہ بن عمر بن العاص - عبدالرحمان بن عوف -  
 ابومعبود بن الجراح - خالد بن الولید - عبادہ بن الصامت - مسعود بن ابی امیہ - عبداللہ بن اسباب

ابوزید۔ مجتبیٰ بن جابر۔ سلمہ بن ملکہ۔ قیس الداری۔ عقبہ بن عامر۔ انس بن مالک۔ عیاش۔ ابوالخدریف  
عبد اللہ بن عباس ترشہ۔ فضالہ بن عبید الصاری۔ ثمالہ بن الاسقع۔ امام حسن۔ امام حسین۔

صحابیات میں

حضرت عائشہ۔ حضرت حفصہ۔ حضرت ام سلمہ۔ ام و قریبہ نوفل۔ (کتاب القراءۃ ابو یوسف ابو داؤد)  
ان شاہرہ صحابیات اصحاب ایسے ہیں جنکی سند سے زیادہ مسلم ہے۔ من جملہ تہم سبعۃ اعلام  
داؤد علیہم السلام اند القرآن و ذکر وافی صدور الکتب والا جادات عثمان بن عفان و علی  
ابن ابی طالب و ابی بن کعب و عبد اللہ بن مسعود و زید بن ثابت و ابو موسیٰ الاشعری و ابوالدرداء  
یعنی ان میں سات امام یہ ہیں۔ عثمان، علی، آبی، ابن مسعود۔ زید، ابو موسیٰ۔ ابوالدرداء (طبقات القراء)  
انہیں ابی بن کعب کا خطاب اقراء القوم تھا۔ خاندان رسالت میں انہی کی قرأت رائج تھی۔  
امام جعفر صادق کا قول ہے اما نحن فنقرأ علی قراءۃ ابی۔ ہم ابی بن کعب کی قرأت پر قرآن پڑھتے ہیں  
(اصول کافی کتاب فضل القرآن باب الثاوی)

ام المؤمنین ام سلمہ قرآن مجید رسول کریم کے طرز پر پڑھتی تھیں۔

## قرآن خلافت راشدہ کے بعد قرن اول میں شہ تک

امام حسن امام حسین نے قرآن لکھے جو اب تک موجود ہیں۔ چونکہ حضرت عمر نے ابوالاسود کو  
وضع نحو کا حکم دیا تھا اور حضرت علی نے قواعد نو لکھ کر دئے تھے۔ زائد خلافت امیر معاویہ تک ابوالاسود  
اس کام کو نہ کر سکے کیونکہ وہ جنگ و جہاد اور کاروبار حکومت میں مشغول رہے۔ حکومت سبکو بخش ہوئے  
کے بعد انہوں نے ایک رسالہ قواعد نو میں ابوالاسود کے متعلق لکھا۔ اکثر مصنفین نے لکھا ہے  
کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو لکھا اور اس نے ابوالاسود کو حکم دیا کہ قرآن پر اعراب  
لگائے بعض نے لکھا ہے کہ زیاد بن سمیہ (ابن ایہ یا ابن ابی سفیان بھی مشہور ہے) نے ابوالاسود کو  
یہ حکم دیا تھا لیکن ہوئے واقعات یہ وہ نوز قول صحیح نہیں معلوم ہوتے۔ ابوالاسود بنی امیہ کے سخت  
تھے۔ اس لئے نہ حجاج ان کو حکم دے سکتا تھا نہ وہ تعمیل کرتے۔ زیاد ابوالاسود کو کیا حکم دیا وہ توجہ  
خلافت حضرت علی ابوالاسود کا ماتحت تھا۔ اور ان دونوں میں ہمیشہ ان بن رہی۔ ابوالاسود نے  
دنیا کی ہجو لکھی تھی۔ جو آج تک مشہور ہے۔

ابوالاسود نے جو کچھ کیا وہ حضرت عمر اور حضرت علی کے ارشادات کی تعمیل میں کیا اور بطور خود کیا

اور عہد خلافت راشدہ کے بعد کیا۔ میرے خیال میں انہوں نے یہ کام سلسلے کے بعد کیا ہے کیونکہ سلسلہ تک وہ کام بادشاہت میں مشغول رہے۔ سلسلے میں ان کو امیر ریاحیہ نے موقوف کیا۔ اس کے بعد ۲۶-۲۷ برس فرصت میں رہے۔ سلسلہ ۱۱۰۰ء میں وفات پائی۔ اس مدت میں انہوں نے یہ کام کیا۔ ابو الاسود نے نقاط نہیں لگائے بلکہ ادب بفتح نقاط قائم کئے۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان متوفی ۱۶۰ء نے حضرت عید بن حمیر الہاشمیؒ سے تعبیر لکھائی جو خزانہ شاہی میں محفوظ رکھی گئی۔ کچھ حصہ کے بعد یہ تعبیر مطاہ بن دینار تاجی کے ہاتھ آگئی اہل اہلی کے نام سے مشہور ہوئی (میزان الاعتدال) اسی خلیفہ نے قرآن میں لفظ لگانے کا حکم دیا لیکن یہ کام اس کے بیٹے ولید کے عہد میں ہوا۔

خلیل بن احمد بصری سلسلہ نے خط جبری میں اصلاح کے مشہور خط کوئی ایجاد کیا۔ یہ اصلاح غالباً سلسلہ میں ہوئی۔ اس زمانہ سے قرآن خط کوئی میں لکھے جانے لگے۔

اس عہد کے مشہور کاتب اور معلم قرآن المہزیب الساجدین سلسلہ، المہزیب الساجدین سلسلہ، المہزیب الساجدین سلسلہ تھے، المہزیب نے تعبیر لکھی، المہزیب نے غلیات کا تفسیر قرار دی کہ اس قدر غلیات جہاد کے متعلق ہیں، اس قدر محاللات وغیرہ کے متعلق۔

قطب (عبد عبدالملک بن مروان) مشہور کاتب قرآن تھا۔ اس کا تفسیر ولید بن عبدالملک نے قرآن سونے سے کہا، خالد بن ابی الہیاج نے ایک طلا کا قرآن لکھا۔ خلیفہ عمرو بن عبدالعزیز سلسلہ کے حضور میں پیش کیا۔

ابو یحییٰ مالک بن دینار نے بھی کئی قرآن لکھے۔ غلام سلسلہ بن لوی بن غالب اجرت پر قرآن کہتے تھے۔ خدا جانے کس میں کہتے قرآن لکھے ہوں گے۔ صفاک بن عجلان سلسلہ ۱۵۰ء میں مشہور قرآن نویس تھے۔ سعید بن جبیر سلسلہ۔ ابی العالیہ سلسلہ۔ ابراہیم ثنی سلسلہ۔ المہزیب سلسلہ جس بصری سلسلہ خبر بن ابی العالیہ سلسلہ۔ سفیان ثوری سلسلہ۔ اس عہد کے مشہور تفسیر جوئے۔ اور ابی بکر بن عیسیٰ تھے اور بہت سی تفسیریں لکھی گئی۔ اس قرن کے قرآن پڑھنے والوں میں زیادہ مشہور امام اعظم ابو حنیفہ تھے کہ ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

اس عہد میں ہر شہر و قریہ میں قادی تھے۔ کہ۔ مدینہ، بصرہ، دمشق، خاص مرکز تھے۔ ان شہروں میں سنیکر فل قادی تھے۔ زیادہ مشہور

ملا بنیہ میں المہزیب الساجدین سلسلہ، سعید بن مسیب سلسلہ۔ امام باقر سلسلہ، امام جعفر سلسلہ

نافع بن عبد الرحمن ۳۹۹ھ۔

مکہ میں طاؤس ۳۷۱ھ۔ عطاء بن ابی راجح ۳۷۲ھ۔ عبد اللہ بن کثیر ۳۷۳ھ۔ جہاد بن کثیر ۳۷۴ھ۔  
کوفہ میں علقمہ بن قیس ۳۷۵ھ۔ اسود بن یزید ۳۷۶ھ۔ سعید بن جبیر ۳۷۷ھ۔ جہاد بن جبیر ۳۷۸ھ۔  
عاصم بن ابی انجم ۳۷۹ھ۔ سلیمان بن ہیران الاعشى ۳۸۰ھ۔ ابو قتادہ خزاعی بن حبیب الزبیدی ۳۸۱ھ۔  
بصرہ میں ابو الاسود دؤلی ۳۸۲ھ۔ یحییٰ بن یزید ۳۸۳ھ۔ نصر بن ماضی ۳۸۴ھ۔ امام حسن مجتبیٰ ۳۸۵ھ۔  
امام محمد بن سیرین ۳۸۶ھ۔ قتادہ ۳۸۷ھ۔ ابو عمرو بن العلاء بن عمار بن العیران الدانقہ ۳۸۸ھ۔  
دمشق میں عبد اللہ بن عامر ۳۸۹ھ۔

۱۲۳  
اسی عہد سے علوم قرآن پر تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ حکمران ۳۸۹ھ۔ علی بن ابی اسلمہ  
مقاتل بن سلیمان ۳۹۰ھ نے علم دجہ و نظائر پر مسائل لکھے۔  
خطبہ نے بیان کیا کہ میں طاؤس کے ہمراہ اس قوم پر گئے جو قرآن فروخت کرتے تھے اس پر  
طاؤس نے اناضیر رما (خطبات ابن سعد جلد پنجم ۱۲۳)

## قرآن تدریس ثانی میں ۳۹۰ھ سے ۴۲۲ھ تک

جس قدر اسلام اور سلطنت اسلام کو ترقی ہوتی گئی۔ قرآن پڑھنے والوں، قاریوں، کاتبوں،  
مفسرین، مفسرین کی کثرت ہوتی گئی۔ ہر ایک قوم میں بڑے بڑے ائمہ مثل ذی النضر و شایر و امراء نے  
تواتر قرآن کا مشرف حاصل کیا۔ ابن النعمان نے اس عہد کے کاتبوں کی ایک طویل فہرست دی ہے  
یہ مختصر اس کا نقل نہیں ہو سکتا۔

آام کسائی شہر قاری بھی تھے۔ خوارزم علم خط کے بہت ماہر بھی تھے۔ انہوں نے خیال کے ایسا کردہ  
خط کوئی میں اسلمہ کی اور علم متشابہات پر تصنیف کی ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔

ابو محمد یحییٰ بن مینو مرقی المعروف زیدی ۴۰۰ھ نے کتاب التفسیر الحمد و دلعلمی۔

ائمہ تفسیری ۴۰۱ھ نے علم احکام القرآن و علم فضائل قرآن پر تصانیف کیں۔

شیخ ابو فید صرح ۴۰۲ھ نے علم غریب القرآن پر تصنیف کی۔

شیخ ابی الحسن سعید بن مسعد الانخس الاموطی ۴۰۳ھ نے قرآن کے علم افراد و جمع پر تصنیف کی۔

نعمان سیریت سی تصنیف ہوئی۔ اس عہد کے شہسوف غفر امام فلک ۴۰۴ھ۔ وکیع بن الجراح ۴۰۵ھ۔

سفیان بن عیینہ ۱۹۰ھ - یزید بن ابیہن ۱۹۵ھ - زبیری ۱۹۸ھ - ہوتے ہیں۔

امام شافعی محدث فقہ مفتی قاری تھے۔ ایسے ہی سفید بن داؤد ۲۰۲ھ بھی۔ اس عہد میں بچے زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والے امام ابو بکر ۲۱۱ھ ہوئے ہیں۔ عمر عمر میں چوبیس ہزار قرآن ختم کئے۔

خلیفہ ابیہن رشید کے عہد میں خشم نامی بصری۔ تہمدی کوئی۔ اور خلیفہ ہامون رشید کے عہد میں احمد بن ہانی خالد۔ احمد الکلبی۔ عبداللہ بن شداد عثمان بن زیاد۔ محمد بن عبداللہ دہلی۔ ابوالفضل صالح ابن عبدالملک مشہور کاتب تھے۔ خلیفہ ابیہن رشید کے کاتب نے خلیفہ کے حضور میں ایک قرآن تہنی ورق پر لکھ کر غزہ کیا۔ خلیفہ اسی میں تلاوت کیا کرتا تھا۔

## قرآن قرن ثالث میں

۲۲۱ھ سے ۲۶۰ھ تک

دفعہ بروز قرآن خواندہ، حافظوں، قاریوں، مفسروں، مصنفوں، کاتبوں کی ہر یک و قوم میں کثرت ہوتی گئی۔

اس عہد کے مشہور کاتبوں میں ابو جہری کوئی امیر خلیفہ معتمد باللہ ۲۲۴ھ۔ المسعودی ابو عمرو۔ ابن ابی العزیز تھے۔ یہ سب کوفہ کے رہنے والے تھے۔ ۲۳۳ھ تک ان کا زمانہ ہے۔

امیر مشہور قاریوں میں شیخ ابو حاتم سہل بن محمد ۲۴۱ھ۔ اور امام بخاری تھے اور مشہور مفسرین میں شیخ ابن ابی شیبہ ۲۴۵ھ۔ شیخ ابن ہاشم ۲۴۶ھ۔ امام بخاری ۲۵۵ھ تھے علم تاریخ و فروع پر شیخ ابو عبیدہ بن قاسم بن مسلم ۲۴۳ھ نے اور علم سبب نزول پر شیخ علی بن یحییٰ ۲۴۴ھ نے اور علم اعراب قرآن پر شیخ ابو مرزبان عبدالملک بن حبیب بن سلیمان الکلی قرطبی ۲۴۶ھ نے تصانیف کیں۔ ۲۴۸ھ میں خلیفہ عباسی کا یہ عقیدہ قائم ہوا کہ قرآن مجید مخروق ہے۔ اس نے اس عقیدہ کو تسلیم کرانے کیلئے محدثین و ائمہ علماء پر مظالم کئے۔ امام احمد بن حنبل پر بہت نیاہ سختی کی لیکن کسی نے اس عقیدہ کو تسلیم نہ کیا۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد یہ غوغا فرو ہو گیا۔

## قرآن عہد اختلافی میں

۲۶۱ھ سے ۳۱۰ھ تک

کاتبوں، مصنفوں اور مفسروں کی تذکرے مفصل کتب تاریخ و ذہر بن النیوم و کشف الظنون وغیرہ

ہیں ہیں۔ اس عہد کے کاتبوں میں ابوالحسن بن ابی اسحق بن ابراہیم حمیری۔ ابوالقاسم اسماعیل۔ ابن خلیفہ زبیدی نے خاص بہت حاصل کی۔ اقل الذکر خلیفہ المقتدر بالله عباسی مصلح ماکاتاب تھا۔ یہ اس رسم الخط پر ایک کتاب تحتہ الموائق نام لکھی تھی۔

اس عہد کے نامور مفسرین میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ اور امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اور شیخ ابوبکر ابن محمد رحمہ اللہ بھی تھے۔ طبری نے تیس ہزار ورق پر تفسیر لکھی تھی۔ اس کا خلاصہ تین ہزار ورق پر کیا۔ اس زمانہ کے مشہور اقرار میں قاضی ابوالقاسم اسماعیل رحمہ اللہ اور شیخ ابوالقاسم احمد رحمہ اللہ تھے۔ شیخ ابومحمد عبداللہ بن مسلمہ بن قتیبہ زبیدی رحمہ اللہ نے قریب القرآن پر شیخ ابی علی محمد بن جعفر زبیدی رحمہ اللہ نے علم ضائر پر۔ شیخ ابی القاسم احمد بن عیسیٰ مروزی نے علم شواذ فی التقرات پر۔ شیخ محمد بن زید دہلوی رحمہ اللہ نے علم العبد قرآن پر۔ شیخ ابوالحسن بن ابراہیم بن سری نوری رحمہ اللہ نے علم وابتدا پر تصانیف کیں۔

## قرآن قرون ثلاثہ کے بعد ۳۱۱ھ سے ۱۳۵۹ھ تک

کوئی قصبہ، کوئی قریہ، ایک اگر جس میں مسلمانوں کی آبادی ہو دنیا میں نہ تھا کہ جہاں قرآن کا کوئی کلمہ نہ تھا۔ واللہ۔ چونکہ قرآن پنجگانہ نمازیں پڑھنا ضروری تھا اس کے علاوہ تلاوت بھی کیمائی تھی۔ پڑھنا مطلبی نہ تھے۔ اس لئے ہر جگہ لکھنے والے لکھتے تھے۔ اسی طرح علوم قرآن، تفسیر قرآن پر تصانیف کی کثرت ہوئی۔ میری معلومات اس سلسلہ میں ہندوستان کے متعلق بھی کافی نہیں۔ غیر مالک کے اہل فن احادیث کے کازاسوں کا کیا ذکر کروں۔ میں نے مختصر معلومات حاصل کرنے کیلئے جو کتب سیر قریب وغیرہ کی دستاویز کی تو معلوم ہوا کہ اگر صرف ہندوستان ہی کے متعلق سواد فراہم کیا جائے تو ایک ضخیم جلد طیار ہو جائے میری اس کتاب میں استفادہ گنجائش نہیں۔

علی بن حسن رحمہ اللہ قرآن کا مشہور کاتب تھے۔ وزیر ابن منذر رحمہ اللہ نے خط کوفی میں اصولی کر کے خط نسخ ویجا کیا۔ یہ خط ایسا مقبول ہوا کہ قرآن کی کتب اسی خط میں ہونے لگی۔ اور اس پر اجماع ہو گیا۔ ابو عبد الرحمن حسن رحمہ اللہ وزیر ابن منذر کا بھائی اور ابن منذر کے دو شاگردوں محمد بن ابی الہی و محمد بن اسد اور ابوالحسن علی بن ہلال مروزی جو باب رحمہ اللہ۔ اور ابن ابی اسد کے شاگردوں شیخ زبید احمد بہرہ و ابو یونس یوسف ہندی اور مولانا مبارک شاہ زبیدی قلم۔ آرمین کالی۔ میر یحییٰ۔ سیر حید۔ محمد بن عبدالملک یہ سب

ساتویں صدی ہجری کے آخر تک گزرے ہیں۔

محمد بن عبدالملک کی شاگرد ایک خاتون زینب نام معروف تھیں، ان کے کتابت قرآن کا شرف حاصل کیا تھا۔ زینب کے شاگرد ابی الدین یاقوت۔ قلی بھی تلمیذ یاقوت۔ عقیق شاگرد بھی۔ عماد بن عقیق شمس الدین ابی رقیہ بنجب شاگرد عماد شمس الدین محمد بن علی زرقاوی شاگرد ابن ابی رقیہ۔ شیخ زین الدین شعبان بن محمد بن داؤد الأمازی بنجب۔ ان سب اہل ان میں سے بھی کتابت قرآن میں نام پیدا کیا۔ یاقوت بن یاقوت بن عبد اللہ دوی المستصحب معروف ابو الجہد خراجہ عماد الدین دوی شمس کا لکھا ہوا قرآن مجید ثواب زادہ سعید الظفر خان بہار آت بھر پال کے کتب خانہ میں ہے۔ آسداۃ کرائی۔ حمید اسد بن شیخ اٹھایسی۔ دودہ پٹھی۔ ملا جلال۔ عبد اللہ قریبی بھی قرآن کے مشہور کاتب تھے۔

مرزا ابی سختر خان بن شاہ رخ مرزا انیسویں صدی ہجری میں خود بھی قرآن لکھتے تھے اور قرآن لکھانے کے استعداد شائق تھے کہ چالیس خطاط اس خدمت پر نامور تھے۔ خدا جلنے کتنے قرآن لکھے گئے ہوں گے۔ عبد الباقی عداد المعروف عبد اللہ اورنگ زیب غازی کے استاد تھے۔ انہوں نے دو قرآن ایک میں دو قوں پر، دوسرا جب قلم لکھ کر شاہجہاں کے حوض میں پیش کیا۔ انعام کیا اور یاقوت رقم خطاب پایا۔ شہنشاہ اورنگ زیب غازی نے بہت سے قرآن لکھے۔ ان کے لکھے ہوئے قرآن کے نسخے ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

حدا کے شاگرد یاقوت رقم خان ثانی اور عداد کے بھتیجے ابو غنیمہ مولانا عصمت اللہ شمس نے کتابت قرآن میں خاص شہرت حاصل کی۔

راقم صفحہ کے قبلا علی (درواہ) قاضی علی احمد کو بھی کتابت قرآن سے خاص ذوق تھا۔ جس پر اس کی عمر سے یوم وفات تک چالیس برس برابر اسی کار خیر میں مشغول رہے۔ خدا جلنے کتنے قرآن لکھے غرض ہزاران میں ہر ملک میں تصبات و دیات تک میں قرآن کے کاتب تھے اور قرآن لکھے جاتے تھے۔

قرآن اور علوم قرآنی پر بھی ہر ملک اور ہزاران میں مصنفین نے تصانیف کیں، ان کی تعداد کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ میری قلیل معلومات میں یہ ہے کہ تیرہویں صدی کے وسط تک (۱۱۶۱) مکمل تفسیریں لکھی گئی ہیں ان میں سوسو اور ہزار ہزار جلد کی تفسیریں بھی ہیں۔ اور غیر مکمل تفسیریں کا شمار نہیں۔

اس عہد میں کثرت سے صاحب کمال قادی گذرے ہیں۔ میں کہاں تک فہرست طیار کرنا۔ دو چار نام تکمیل جان کیلئے لکھتا ہوں۔ امام عطاوی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام سعد زکحانی رحمۃ اللہ علیہ۔ نور الدین علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔

اور قرآن کا ذکر دوسرے موقع پر ہو گا۔

مشہور مفسرین بھی سیکڑوں گندے ہیں۔ سلام ابو بکر محمد بن ابوالخیر شاہی ۱۰۲۱ھ - امام غلامی ۱۲۱۱ھ  
شیخ محمد بن علی بن احمد ۱۲۰۰ھ - امام غلامی ۱۲۰۰ھ - علامہ زعفرانی ۱۲۵۲ھ - امام ملائی ۱۲۵۲ھ - شیخ  
قاضی بیضاوی ۱۲۵۵ھ - شیخ برہان الدین بقای ۱۲۵۵ھ - مفتی ابوالسعود ۱۲۵۲ھ - تمیم کاسمی ۱۲۵۲ھ  
حضرت استاد الامام السلام - غلطی جمہوری ۱۲۵۲ھ۔

## قرآن اور ہندوستان

ہندوستان میں اسلام صلی کریم کے عہد میں داخل ہو گیا تھا اس لئے نانا قدیم ہے ہندوستان  
میں بڑے محدث اور تفسیر ہوئے ہیں۔ بیچ الودیت اور تاریخ التفسیر میں تفصیل کے ساتھ ان بزرگوں کا ذکر  
کیا ہے۔ بڑے بڑے کامل الفہم قراء گندے ہیں۔ ہندوستان میں قرآن کے متعلق بہت سی تصانیف  
ہوئی ہیں۔ عربی - فارسی - اردو - ہندی میں تفسیریں لکھی گئی ہیں۔ تخمیناً کتاہوں کے ہندوستان میں  
کم و بیش سو کھنڈ تفسیریں تصنیف ہوئی ہیں غیر کمال کا شمار نہیں۔ زیادہ مشہور تفسیریں یہ ہیں۔

تفسیر محمدی شیخ حسن محمد گجراتی ۱۲۰۰ھ - سوانح الامام ملا فیضی مستنم - بیچ القرآن عربی و  
قاضی علی الشہید بیرونی (یکے ناما مبداء رقم بطور) تفسیر نظامی شیخ نظام الدین تھامیری مستنم - عربی  
تفسیر احمدی ملا جیون مستنم - تفسیر فتح البیہ شمس الدین دہلوی ۱۲۵۲ھ - تفسیر منظر قاضی شمس الدین  
پانی پتی ۱۲۵۲ھ - تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر دہلوی ۱۲۵۲ھ - تفسیر فتح النور شاہ عبدالغفر دہلوی ۱۲۵۲ھ  
جامع التفسیر نواب قطب الدین خان ۱۲۵۲ھ - فتح البیان نواب صدیق حسن خان ۱۲۵۲ھ - فتح العنان  
مولانا عبدالحق خانی دہلوی زبانت ۱۲۵۲ھ - تجلیم التشریل امام فرن سائر مولانا سید ابوالنور دہلوی ۱۲۵۲ھ  
اردو میں حیران مجید کے میں سے زیادہ ترجمے ہوئے ہیں۔ پشتو - ہندی - انگریزی میں بھی علماء ہند  
ترجمے کئے ہیں۔

مصلطی افغان بن سعید (استاذ منہاد) اعظم بن سلطان اورنگ زیب غازی نے قرآن کا ایسا لغت  
تہہ کیا جس میں الفاظ مع حوالہ سیدارہ و ذکر ہیں۔ اس کتاب کا نام نجوم القرآن ہے ۱۲۵۲ھ میں مکمل ہوئی۔  
مفتاح القرآن خزائن علی گئے تصنیف کی۔ تشریح جان فی رسم نظم القرآن مولانا محمد غوث اراکانی نے  
مقید القاری آغا محمد علی عروت قاری عبداللہ دہلوی نے۔ البیان البزلی مفتی عابدیت احمد کاکوروی نے  
خلافت النور مولوی سداش نے۔ شرح جزوی قاری جوہری نے۔ نواد کی قاری عبدالرحمن آبادی نے



نوحاحد رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیان دیویندی ہے۔ ہر ایک الٰہی قاری عبد الوحید الہ آبادی نے۔ مسرتہ الوقت قاری  
 محب الدین احمد الہ آبادی نے۔ مقصود القاری قاری نور الدین نے۔ محفۃ تزیہ قاری عبدالرحمن محمد علی قاری  
 نے تفصیل البیان فی مقاصد القرآن مولوی مستاد علی دیوبندی نے۔ آلاء اللہ فی الفناء مولانا رحیم اللہ علی نے  
 اقتباس الانوار من کلام اسفار مولوی عبد اللہ لاہوری نے۔ تنکلات القرآن مولانا سید نور شاہ محدث کشمیری  
 دیوبندی نے۔ تجرید القرآن قاری غلام احمد بکھراؤنی نے تصنیف کیں۔ نیز کاظم بک ترک نے الفاظ قرآن مجید  
 کا فہمیت مرتب کی جس کو کلیہ قرائن قرآنی کے نام سے مستطاع میں مالک انبار وطن لاہور نے شائع کیا۔  
 اس کتاب کے آخر میں ایک مضمون مولانا الحاج مولیٰ بن ابن مولانا عبدالہادی مرحوم شیر کوٹلی نے شامل کیا ہے  
 جو نہایت ہی مفید ہے۔

میری معلومات اس باب سے میں نہایت محدود ہیں اس لئے میں ان تصانیف کچھ معلوم قرآن کے مستحق  
 ہندوستان میں تصنیف و شائع ہوئی ہیں۔ کوئی بھی فہرست مرتب کر سکا۔

تراویح میں قرآن ہر ملک میں پڑھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں وہیات میں بھی تراویح کا انتظام ہوتا  
 اکثر مقامات پر رمضان میں شبینہ ہوتا ہے یعنی ایک رات میں تمام قرآن ختم کیا جاتا ہے۔  
 حضرت مولانا سید شاہ احمد حسن محدث امروہویؒ۔ حضرت حافظ عبدالرحمن توکل علیؒ الہ آبادیؒ تیسویں  
 صیغے میں دس قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

## ایک غلطی کا اظہار

ماقم سطر غنائی کتاب تاریخ التفسیر میں ص ۱۰۷ پر علماء ہند کے حمد کا شعر لکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ  
 شاگرد شاہ عبدالقادر شاہ عبدالرزاق سید مرتضیٰ بگڑھیؒ۔ قاضی شاہ دائرہ پانی تھی۔ قاضی غلام علی بیہارویؒ دیکھے اور  
 اجداد و ائمہ سلمیٰ شاہ علی بنی، شاہ رنج الدین نے (شاہ ولی اللہ کے اجداد بھی شاعر تھے۔ مگر میں نے ان رات حضرات  
 ہی کو لکھا ہے) شاہ عبدالعزیز کے شاگرد قاضی ابن الدین بیہارویؒ (دیکھے انا جلد و ائمہ سلمیٰ) آرماس علی شاہ بنی  
 لہا شاہ عبدالعزیز تھے۔ (شاہ عبدالعزیز دیکھے بہت شاعر ہیں مگر میں نے ان میں حضرات ہی کو لکھا ہے)  
 شجرہ مذکور میں ان تینوں حضرات کے حمد کا نشان کتاب صاحب کی غلطی سے شاہ عبدالعزیز کی جگہ پر لکھا  
 بگڑھی کے نام کے نیچے بن گیا ہے۔

## ہندوستان کا دورِ حاضر

دورِ حاضر کے علماء و مفسرین کے حالات معلوم کرنے کیلئے میں نے دہلی، بھوپال، سہارنپور، دہلی، مراد آباد، بریلی، بدایوں، لکھنؤ، آگرہ، پانی پت کے بعض شاہرہ کو خطوط لکھے۔ مگر کسی بزرگ نے توجہ نہ فرمائی۔ البتہ مولوی حافظ غلام احمد خاں صاحب نے لوگ سے چند قراء کے نام لکھ کر بھیجے تھے۔ اب ناظرین خود اندازہ فرمائیں کہ میں فہرست مرتب تو کیا پیش کر سکتا ہوں غیر مرتب بھی نہیں پیش کر سکتا ہندوستان کے ہر بڑے چھوٹے شہر اور بڑے بڑے حضرات میں اسلامی مدارس قائم ہیں۔ ان مدارس میں حدیث، تفسیر اور قرآن کا درس ہوتا ہے۔ قرات پکارتی جاتی ہے، ٹوٹک، پانی پت، کانپور، ضلع مظفر نگر۔ گلیہ ضلع بجنور میں حفاظ کثرت سے ہیں۔

نہرائس صاحب سادات علی خاں بہادر خلدائے ملکہ و سلطنتہ والی ٹیک عالم و پھل حافظ و تارویا بہرائس کے چچا صاحب خزانہ محمد رفیع خاں بہادر کتابت قرآن کے مقدس ثمن میں مشغول ہیں۔ بھوپال علماء و قراء کا مادی، ہلکا رہا ہے۔ موجودہ قراء مولائے بھوپال نہرائس صاحب علی محمد خاں بہادر خلدائے ملکہ و سلطنتہ کو علوم اسلامیہ سے خاص شغف ہے۔ قرآن و حدیث و قرات کی تعلیم کے لئے حضور موصوت کے ممالک محروسین مدارس قائم ہیں۔ نہرائس کے بھائی خیر علی صاحب علی محمد خاں مرحوم مشہور قاری تھے۔

رازم سطور کے وطن قصبہ سیوہارہ میں چالیس سال سے ایک مدرسہ قائم ہے جس میں تمام علوم اسلامیہ اور قرات و تہجد کی تعلیم ہوتی ہے۔

دو توبہ بہادر شیخ مراد آباد، اتر پردیش کی درگاہ ہیں تو مشہور عالم ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے تفسیر لکھی ہے جس کا نام بیان القرآن ہے غالباً دس جلدیں آئے اور قراء عبد تجوید کے متعلق مولانا کا ایک نظم رسالہ ہے۔ ایک رسالہ اجمال القرآن بھی مولانا موصوت کا من تجوید میں ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن دہلوی کے توبہ قرآن پر ان کے کثرت گو خاص حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمان دہلوی نے فرائض لکھے ہیں۔

قاری محمدی الاسلام پانی پتی نے شروع سے قرات تصنیف کی ہے۔

علامہ عبد اللہ الہادی جو پوری نے کتاب مکملات تصنیف کی ہے۔

مولانا شمس الدین تفسیر کی دو تفسیریں ہیں۔ ایک اردو میں۔ ایک عربی میں۔

مولانا احمد علی لاہوری نے چند مختصر تفسیریں تصنیف کر کے شائع کی ہیں  
 قاری محمد نظر امروہوی نے ایک رسالہ تہلیل البیان فی رسم نظم القرآن تصنیف کیا ہے۔  
 قاری ضیاء الدین علم قرارت مسلم یونیورسٹی نے ایک رسالہ ضیاء القرات تصنیف کیا ہے۔  
 ہندوستان کے مشہور عالم اور لیدر مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر ترجمان القرآن مشہور ہے  
 مسٹر محمد علی لاہوری نے جمع قرآن اور مولوی اشفاق الرحمن کا مدہوی و مولوی نذیر الحق نے  
 تاریخ القرآن شائع کی ہیں یہ دونوں رسالے قریب قریب ایک ہیں۔ آخر الذکر کی کتاب میں ضامین زیادہ ہیں  
 انجمن اہل حدیث امرت سر نے ایک رسالہ جمع قرآن و احادیث شائع کیا ہے  
 پروفیسر محمد اسلم جعفری نے تاریخ القرآن لکھی۔ مولوی بشیر الدین نے بیانات نام نہر میں  
 قرآن لکھی۔ حکیم عبدالشکور صاحب تاریخ الناصح، مولوی عنایت علی نے مصلح القرآن، ڈاکٹر  
 مرزا ابوالفضل نے مشکلات القرآن۔ حکیم آباہیم بہاری نے حیات التفسیر۔ مولوی حاجی سعید احمد صاحب  
 ایس کے فاضل دیوبند نے تہم قرآن۔ خان محمد یوسف بی اے آنرز نے خصوصیات قرآن تصنیف کی ہیں  
 ڈاکٹر مرزا ابوالفضل و مسٹر عبدالرشید یوسف علی اور مولانا عبد المجید صاحب دہلوی نے انگریزی قرآن کا  
 ترجمہ کیا ہے۔

شیخ السنہ ثانی مولانا سید شاہ حسین صاحب رمضان میں علاوہ تراویح کے نوافل میں روزانہ دس  
 سیپا پڑھتے ہیں۔ معمولی دنوں میں سات دن میں قرآن ختم کرتے ہیں۔

## البيان المستند في اسانيد عبد الصمد

میں نے یہ دیکھا ہے کہ حدیث و تفسیر و قرآن کے متعلق جن بزرگوں نے تصانیف کی ہیں انہوں نے  
 اپنے سلاسل منقولہ لکھے ہیں۔ اپنی بزرگوں کی تقلید میں نئے تاریخ التفسیر و تاریخ الحدیث میں اپنی اسناد نقل  
 کی ہیں چونکہ اسلام میں سلسلہ روایت کا خصوصیت سے اترام ہے اور اس سلسلہ پر علوم کا بہت گنج دہار ہے  
 اسلئے یہ امر بھی ضروری ہے کہ ہر لکھنے والا اپنے سلسلہ کو ظاہر کرے تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ کیسے سلسلہ  
 سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اور کس درجہ پر لایق اعتماد ہے۔ اپنی خیالات نے مجھ کو رغبت و لائق کر میں اپنے  
 سلاسل میں بھی نقل کر دوں۔

### اسناد تجوید و قرارت

(۱) عبد الصمد عن قاری المفضل ہنسپوری مدرس تجوید و ارا العلوم دیوبند عن قاری عبد اللہ

عزت اشریفہ مراد آبادی عن قادی عبدالرحمن کی آبادی عن قادی عبدالشاکل (قادی عبدالشاکل  
کمل سلسلہ دوسری جگہ مذکور ہے)

## اسناد و علوم حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ

(۱) عبدالصمد عن حضرت الامام علیہ السلام شیخ الہند ثانی مولانا سید حسین احمد مدنی عن شیخ الہند  
مولانا محمود حسن دیوبندی عن مولانا محمد قاسم نانوتوی۔

نیز حضرت استاد اکوند ہے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ و مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ و مولانا حبیب  
الرحمن الشاکل و مولانا عبدالجلیل برادر مدنی و شیخ عثمان عبدالکلام طاعستانی مفتی اخلاف مدینہ منورہ کے۔

(۲) عبدالصمد عن مولانا افراز علی امرہوی عن شیخ الہند

(۳) عبدالصمد عن مولانا سید محمد حسین عارف میان صاحب عن شیخ الہند۔

(۴) عبدالصمد عن مولانا عبدالمسیح دیوبندی عن شیخ الہند

(۵) عبدالصمد عن مولانا محمد امجد علی ہاشمی عن شیخ الہند

(۶) عبدالصمد عن مفتی محمد رفیع دیوبندی عن مولانا سید محمد امجد شاہ کشمیری عن شیخ الہند

(۷) عبدالصمد عن شیخ قطب الدین جہری مصری۔

## قرآن اور دکن

سلطان علاؤ الدین بہمنی کے زمانہ میں (۷۵۰ھ) علامہ فضل اللہ آنکھو دکن آئے۔ یہ علامہ نقض افغانی  
کے شاگرد تھے سادشاہ نے ان کو اپنے شاہزادوں محمد و داؤد محمود کی تعلیم پر مامور کیا۔ علامہ نے بادشاہ  
کیلئے ایک قرآن لکھا جو ہفت قرات میں تھا یعنی جس قدر اختلافات قرات ہیں وہ سب ایک جگہ معلوم  
ہو جاتے تھے۔ یہ قرآن سلطان شہو کے کتب خانہ میں محفوظ تھا۔ چہر معلوم نہیں کہاں گیا۔

خداست قرآن کی سعادت سب سے زیادہ سلطان محمود شاہ بہمنی استوفی فرماتے تھے کہ نصیب میں تھی  
اس نامور بادشاہ نے محدثین و مفسرین و قراء کے وظائف مقرر کئے۔ داری تالیف کئے۔ اس کی قدردانی سے  
ایسا ایسا علماء ہوئے جن کی تصانیف کو علماء عالم نے سزا لکھوں پر رکھا۔

شیخ محمد علی کو بلانے قرآن مجید کی تجویز پر ایک کتاب ہادی قطب شاہی تصنیف کر کے سلطان  
عبدالقطب شاہ دلی کو لکھنؤ کے نام پر مسمون کی۔ یہ بیان کہ اب تک اس ملک میں کتنے قراء و محدثین  
و مفسرین گزرے ہیں۔ سوجب حلوالت ہو گا۔ میں یہاں صرف ایسی چند بزرگ ہستیوں کے نام لکھوں گا

جسکا اہل عرب و عجم نے سلطان المحدثین و امام المفسرین تسلیم کیا ہے۔

سید عبداللہ اول حسینؑ ۹۷۶ھ - شیخ علی سقنیؑ ۹۷۸ھ - شیخ عبداللہ اب ستغیٰؑ ۹۸۰ھ - شیخ فضل  
۹۸۱ھ - شیخ طیبؑ ۹۸۲ھ۔

مذہبان سندھ ذیل کی تفسیر میں بہت مشہور ہیں۔

علامہ حسن بن محمد معروف نظام پشاورؑ ۹۸۲ھ - خواجہ گیسو دھارؑ ۹۸۳ھ - شیخ علی ہرانیؑ ۹۸۵ھ  
ملک العلماء تاجی شہاب الدین دولت آبادیؑ ۹۸۶ھ - طاغی اڈ شیرازیؑ ۹۸۷ھ - شیخ وبراہین  
علویؑ ۹۸۹ھ - مولوی عبدالصمد بن نواب شکر الملک نصیر الدولہ عبداللہ اب نفرت ہنگ ۹۹۱ھ  
قرآن مجید کی اردو میں سب سے پہلی تفسیر و کن ہی میں لکھی گئی۔ یہ تفسیر مولوی عزیزاڈ ہر گس نے  
لکھی اس کا نام چراغ ابدی ص ۱۲۳ ہے

شہو امام فن قرات جزری کے ایک شاگرد ابو عبد اللہ نے سلطان حسن گنگوہیؑ ۹۹۵ھ کے حضور  
میں ایک قرآن مطہر قرات میں لکھ کر پیش کیا تھا۔ سلطان نے ان کو شاہزادوں کی تفسیر پر حق کیا  
نہایت میر قمر الدین خان مرحوم قاضی خان آصفیہؑ ۹۹۷ھ کو تالیف قرآن مجید سے خاص فوقی تھا۔  
سلطان دکن میر قمر الدین علی خان آصفیہؑ ۹۹۸ھ نے تین سو چھٹا کو ختم قرآن پر اسور کیا  
خود بھی ختم میں شریک ہوئے تھے۔

سید عمر نے ۱۳۳۰ھ میں شاطبی کا نظم میں ترجمہ کیا۔

## قرآن اور سلطان العلوم

اعلیٰ حضرت علامہ الملک آصفیہ سلیح سلطان ابن سلطان میر عثمان علیخان بہادر سلطان العلوم  
شہنشاہ دکن قلد اڈ لکھ و سلطانہ کی ساری توازی نزدیک دور میں سکرم و شہسور ہے۔ دکن اور  
تمام ہندوستان اور بیرون ہند تمام ملک میں باہل علم اور علمی خدمت کرنے والوں کے حضور پڑھنے  
وظائف مقرر فرمائے ہیں تاکہ اعلیٰان کے ساتھ تصنیف و تالیف اور علمی تحقیقات میں مشغول رہیں۔  
یہ کتب قرآن مجید کے متعلق ہے، بیان اس بار کی تفصیل کا موقع نہیں۔ ہم نے تاریخ الحدیث، اہ  
تاریخ التفسیر و تفسیری کہا نیلا میں مفصل بیان کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کو قرآن مجید سے عشق ہے۔ حضور پڑھنے کے خاص کتب خانہ میں عمدہ عمدہ اور قیمے  
ہریم نسخے قرآن مجید کے موجود ہیں۔ ہر جمعہ کو نماز کے بعد حضور والا اپنے قاری سے قرات سماعت فرماتے ہیں



ایاب نسخے موجود ہیں۔

مولوی وحید ازمان المصطفیٰ نواب و فخر نواز جنگ مرہم کی تصانیف ترجمہ و تصحیح سے تفسیر و ترویج القرآن اسی جہد سعادت مہد میں مکمل ہوئیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے قرآن مترجمہ شیخ الہند پر فائدہ لکھے۔ صحیح مسلم شریف کی شرح لکھی۔ مولانا محمد امجدیس کا ترجمہ نبوی نے مشکات شریف کی شرح لکھی۔

مولانا عبد الماجد دیوبادی انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ یہ تینوں حضرات وظیفہ خواہ دوست آصفیہ ہیں۔ حافظ محمد محبوب خان نے کنز المنشاہات۔ تافہی المہر حسن اردو میں نے اشعۃ الضیاء مولانا مفتی عبداللطیف صدیقی پروفیسر جامعہ عثمانیہ۔ بیچ القرآن لکھی۔

ڈاکٹر وکیل شال نے انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ صوفی بہار علی نے افصح الکلام تصنیف کیا۔ مولوی ابو محمد مصلح نے بچوں کیلئے تفسیر لکھی۔ مولوی عبد الرحیم نے تعلیم القرآن کے نام سے چھوٹی چھوٹی تفسیریں لکھنی شروع کی ہیں۔

غرض اعلیٰ حضرت کی سعادت نوازی علماء پرہیز خفہ عبادت کی کسی طرح کم نہیں بلکہ اضافت علوم اسلامیہ میں آگے بڑھا رہے۔ بندگان عالی نے خود تفصیل علوم قرآنی ہے اہل شہزادگان والا شان کو بھی علوم و فنون سے بہرہ ور کیا ہے۔

دعا گوئے این دو لقمہ بندہ واد

خدا یا تو اس سایہ پائے بندہ واد

# الباب الثاني في المصنف

## مصاحف قرن اول

### مصاحف عهد رسالت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن لکھا یا تھا وہ متفرق اشیاء پر تھا۔ آپ نے ایک جلد میں ترتیبی ساتھ کوئی قرآن جمع نہیں کرایا۔ صحابہ نے جو قرآن لکھے تھے ان کی کئی صورتیں تھیں۔  
(۱) ایک وہ جو کبھی آئے اور کوئی آیت یا چند آیات یا کوئی سورت سُنی وہ لکھ لی جیسے حضرت عمر کے بیٹوں نے مختلف آیات لکھ لی تھیں۔

(۲) ایک وہ جو یاد کرنے کیلئے یا حدیث کیلئے متفرق سورتیں کہتے تھے۔

(۳) ایک وہ جنہوں نے تمام آیات دوسر لکھی تھیں مگر سورتوں کی ترتیب نہ تھی۔

غرض رسول کریم کے عہد میں کوئی قرآن بالترتیب بین الدفتین جمع نہیں ہوا تھا۔ اس عہد جاہلوں کی کوئی تحریر قرآن کے متعلق موجود نہیں۔

بعض حدیثیں ہیں ایسے کہ حضور نے قرآن لکھ کر دیکھے یا قرآن کو ارض و آسمان میں پھیلانے سے منع فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن بین الدفتین جمع تھا۔ بلکہ قرآن کا ہر جزو قرآن کہلاتا ہے۔ حضور کی وفات سے نو دن پہلے تک وہی آتی رہی۔ جب وہی ختم ہوئی نہیں ہوئی تھی تو ترتیب کیسی ہوگی کس کو معلوم تھا کہ کس قدر باقی ہے جو کوئی ترتیب سے تحریر کرتا۔ پڑھنے میں البتہ سورت کی ترتیب صحابہ کو معلوم تھی۔ جس ترتیب سے حضور پڑھتے تھے اور جس ترتیب سے آپؐ عرصہ اخیر میں پڑھا کرتے تھے۔

## مصاحف عہد خلافت اقل

بعد وفات رسول کریم حضرت ابوبکرؓ نے جو مصحف جمع کرایا تھا اسکو اقرہ کہتے تھے۔

مصحف اُم۔ یہ مصحف تاحیات حضرت ابوبکر کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمر بن الخطابؓ کے

پھر ام المومنین حضرت حفصہؓ کے۔ حضرت حفصہ کے وفات کے بعد مروان بن الحکم مدینہ کا حاکم تھا اُس نے یہ نسخہ لیا۔ مسند حمزہؓ میں ایک نسخہ اس کے پاس سے گم ہو گیا۔



امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ خلیفہ اول کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں لوگوں کے پاس  
بکثرت قرآن نہ ہو (کتاب الفصل الملل والنحل جلد دوم)

اس عہد کے حسب ذیل شہر مصاحف کا نگہ بردار تھے، نسائی، فتح الباری، مستدرک حاکم،  
کنز العمال، البحر الرائق، تہذیب الہندی، طبقات ابن خلدون و خلاصۃ البیان احمد محمد آفندی  
میں ہے۔

(۱) مصحف عثمان بن عفان	(۱۵) مصحف مبارکہ بن العاص
(۲) مصحف علی بن ابی طالب	(۱۶) مصحف شیم الداری
(۳) مصحف عبداللہ بن مسعود	(۱۷) مصحف یحییٰ بن مبارکہ
(۴) مصحف ابی بن کعب	(۱۸) مصحف عبداللہ بن عمرو بن العاص
(۵) مصحف ابو زید	(۱۹) مصحف ابنہ عبداللہ بن الحارث
(۶) مصحف ابوالوارث	(۲۰) مصحف لبید بن ربیعہ عامری
(۷) مصحف معاویہ بن جبل	(۲۱) مصحف عقبہ بن عامر حنفی
(۸) مصحف زید بن ثابت	(۲۲) مصحف قیس بن ابی مصنف
(۹) مصحف عبداللہ بن عمر	(۲۳) مصحف کنن بن قیس
(۱۰) مصحف ابی ہریرہ اشجری	(۲۴) مصحف عمر فاروق
(۱۱) مصحف عمر بن العاص	(۲۵) مصحف عائشہ
(۱۲) مصحف سعد بن عبادہ	(۲۶) مصحف حنفیہ
(۱۳) مصحف سالم	(۲۷) مصحف ام سلمہ
(۱۴) مصحف ابو ایوب انصاری	(۲۸) مصحف ام وددت نوفل

مصحف عثمان - یہ مصحف حضرت عثمان نے لکھا تھا۔ اس پر لکھا تھا کہ کتبہ عثمان  
ابن عفان۔ اسی مصحف میں آپ تلاوت فرماتے تھے کہ جب پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بائبل  
نے آپ کے ائمہ پر لوہار داری اور خون آیت فَبَشِّرْهُمْ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ عَذَابًا أَلِيمًا وَهُوَ السَّيِّئُ الْعَلِيمُ پر لکھا۔  
(فتح المیزان)۔ حضرت عثمان کے بعد یہ خلفاء نبی آپ کے پاس رہا۔ نافع بن انیسم سلام نے اس کی زیارت  
کی تھی۔ فتح المیزان حازم ابو عمر نے متفق میں لکھا ہے کہ عیدہ قاسم بن سلام سن ۲۳۳ھ نے اس کی زیارت  
کی تھی۔ شیخ ابن بطوطہ سیاح نے آٹھویں صدی ہجری میں بصرہ میں دیکھا تھا۔

ایر تہویر کے عہد میں (ایر تہویر کی وفات دوسری صدی ہجری کے ابتدا میں ہوئی ہے) ابو بکر اشعری نے حضرت عبداللہ کے رزاد پر رکھ دیا تھا۔ جنگ عظیم کے بعد (جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی) جب اس میں بالٹیک حکومت قائم ہوئی تو یہ نسخہ کہیں سے بالٹیک کے ہاتھ لگ گیا۔ اب اس کو میں ہے یہاں ترکستان نے اس کو طلب کیا، اعلیٰ وغیرہ کے (روزنامہ خلافت جلد ۲ نمبر ۱۳۱ بحوالہ سبیل الرشاد) مصحف علیؑ - (۱) ان کا ایک مصحف مشہد میں اب تک موجود ہے (تایخ القرآن پروفیسر اسلام آباد) (۲) دوسرا نسخہ جامع اباصوفیہ قسطنطنیہ کے کتب خانہ میں تھا۔ اس کو سلطان صلاح الدین نے نذرانہ شادی میں تحفہ کرادیا تھا۔ اب تک موجود ہے۔

(۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے عہد خلافت اولیٰ میں حضرت علیؑ نے ایک نسخہ اپنی یاد میں دن میں مرتب کیا تھا۔ اس کو سنہ ۴۰ھ میں ابن الندیم نے ابی یعلیٰ حمزہ الحنفی کے پاس دیکھا تھا۔ اُس نے لکھا ہے کہ چند حق تلف ہو چکے ہیں (انہرست)

(۴) ایک نسخہ مدینہ میں امامت مقدسہ میں تھا۔ بوقت جنگ عظیم (سنہ ۱۹۱۴ء) جب امامت مقدسہ مدینہ سے قسطنطنیہ کو منتقل ہوئیں اُن میں یہ مصحف بھی گیا۔ (روزنامہ خلافت جلد ۲ نمبر ۱۳۱ وکشاف الہدیٰ) (۵) ایک نسخہ جامع سیدنا حسین میں تاجرو (مصر) میں ہے

مصحف عبداللہ بن مسعود۔ اس اصل نسخہ کی نقل دوسری صدی ہجری میں کئی تھی۔ اس نقل کو ابن الندیم نے دیکھا تھا۔ اس طرح اس اصل مصحف کا سنہ ۲۰۰ھ ہجری تک اور نقل کا سنہ ۴۰۰ھ تک پتہ چلتا ہے۔

مصحف عقبہ بن عامر اس کو ابن یونس (متوفی سنہ ۳۰۰ھ) نے مصر میں دیکھا تھا مصحف ابو زید۔ ابو زید کا لاؤ لڈ انتقال ہوا۔ ان کا ترکہ ان کے بھتیجے حضرت انس کو پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس مصحف کا مالک میں ہوا۔ اعلیٰ یہ مصحف سنہ ۲۰۰ھ ہجری تک موجود تھا۔ مصحف ابی بن کعب۔ علامہ ابن الندیم نے لکھا ہے کہ یہ مصحف بصرہ میں محمد بن عبد الملک انصاری کے پاس موجود تھا۔ گویا یہ مصحف سنہ ۴۰۰ھ تک موجود تھا۔

## مصاحف عہد خلافت دوم

حضرت عمرؓ نے زید بن ثابتؓ سے اپنے لئے قرآن لکھایا۔ (ساریت ابن قتیبہ)  
ائمہ المؤمنین حضرت حفصہؓ کے پاس قرآن تھا۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابو الدرداء کے ساتھ ایک جماعت آئی کہ اپنے لکھے ہوئے قرآن زید بن ثابتؓ کی کتب  
و علی رضی اللہ عنہما کو دکھائیں (کنز العمال جلد اول)

علاء بن خرم نے لکھا ہے کہ خلافت فاطمی میں مسلمانوں کے پاس لکھے ہوئے قرآن ایک لاکھ  
کم نہ تھے (کتب الفضل جلد اول)

حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس باریک خط میں لکھا ہوا قرآن ہے۔ آپؓ اُسے ہدایت  
فرمائی کہ قرآن کی عظمت چاہیے یعنی واضح حروف لکھے جائیں۔

بعض لوگوں کے پاس پہلے سے قرآن کی بعض آیات و سورتیں لکھی ہوئی تھیں جن کے رُف  
انہوں نے بطور یادداشت تفسیری جملے لکھ لئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس قسم کی تحریرات کو تلف کر دیا۔  
مصر میں ایک شخص کے پاس اس عہد کا لکھا ہوا ایک جزو موجود ہے۔

## مصاحف عہد خلافت سوم

۳۱۰ھ ہجری میں حضرت عثمان نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس سے مصحف صدیقی منگوا  
اسکی سات نقلیں کرائیں۔ ایک اپنے پاس رکھی بطور سرکاری جلد کے، اسی وجہ سے اسکو مصحف الامام کہتے ہیں  
اور چھ نقلیں مکہ، بصرہ، اکوثر، یمن، شام و بحرین کو بھیج دیں۔

**مصحف الامام** - اس مصحف پر لکھا ہوا ہے (ھذا ما اجمع علیہ جماعۃ من  
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مہر زید بن ثابت و عبد اللہ بن الزبیر و سعید  
ابن العاص - آگے اور صحابہ کرام ہیں) (فتح الطیب مصری جلد اول ص ۲۸۳)۔ تا حیات حضرت عثمان  
کے پاس رہا پھر حضرت علیؓ کے پاس رہا۔ پھر امام حسنؓ کے پاس رہا۔ اور خلافت کے ساتھ امیر معاویہؓ کے پاس  
ہوا وہاں سے اُس کیس چلا گیا۔ وہاں سے عراق کے دار السلطنت خاس میں پہنچا۔ تاریخ ادبیات ذکرۃ القضا  
پھر کسی طرح مدینہ آگیا۔ جنگ عظیم میں فخری پاشا ترکی کو نزدیک تیرکات کے ساتھ قسطنطنیہ لگیا۔ وہاں  
اب تک موجود ہے۔

**مصحف مکی** - حضرت عثمان نے جو نسخہ مکہ بھیجا تھا۔ ۶۵۷ھ تک تبارک میں تھا۔

محمود بن جبر اندلسی سیاح نے ۶۵۹ھ میں اسکی کد میں زیارت کی تھی۔

ابراہیم احمد قسبی (متوفی ۶۷۵ھ) نے بھی اسکی زیارت کی تھی شیخ عبدالملک نے ۶۷۵ھ  
اسکی زیارت کی تھی۔ مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ جس زمانہ میں انہوں نے سیاحت کی تھی یہ نسخہ جامع شتی

میں موجود تھا (تہذیب الاخلاق ماہ صفر ۱۳۲۹ھ) مولانا نے غالباً ۱۹۲۶ء میں سیاحت کی تھی۔ سلطان عبدالحمید خان کے عہد میں سلطان ۱۳۲۸ھ میں تخت نشین ہوئے کم و بیش پچیس تیس برس حکومت کی جب مسجد میں آگ لگی تو یہ مصحف بھی جل گیا۔ کثافات اٹھنڈی ۱۵۷۱ھ مصحف شاہی۔ سرتخ احمد مرقی نے ۱۳۵۲ھ میں اس کی زیارت کی تھی۔ یہ نسخہ کوئٹہ سے سلاطین اندلس پھر سلاطین موحیدین پھر امراء ہنجرین کے قبضے میں آیا۔ اور جامع قرطبہ میں رہا۔ اہل قرطبہ نے اس کو سلطان عبدالوس کے سپرد کر دیا۔ اس سلطان کے حکم سے ابن البکوال نے شب ۱۱ شوال ۵۵۲ھ میں قرطبہ سے دار السلطنت مراکش کو منتقل کیا۔ ۱۳۵۲ھ میں خلیفہ معتز علی بن مامون کے پاس تھا اسی سال خلیفہ مذکور نے تلمسان پر فوج کشی کی۔ اور لٹا گیا۔ اسی جگہ پر یہ مصحف گم ہو گیا۔ لیکن پھر تلمسان کے شاہی خزانے میں پہونچ گیا۔ وہاں سے ایک باجر خرید کر اس کے آٹا وہاں اب تک موجود ہے۔

مصحف بصری۔ یہ مصحف کتب خانہ خدیوہ مصر میں موجود ہے۔ اس کو سلطان صلاح الدین کے ذریعے ۵۵۷ھ میں تیس ہزار شرقی میں خرید کیا تھا (الخط النوری)  
 مصحف عینی۔ کتب خانہ جامعہ ازہر مصر میں ہے  
 مصحف بحرین۔ فرائض کے کتب خانہ میں ہے۔  
 مصحف کوفی۔ قسطنطنیہ کے کتب خانہ میں ہے۔  
 مصحف عثمانی (دوم) جامع ستینا حسین قاہرہ مصر میں ہے  
 مصحف عثمانی (سوم) کتب خانہ جامعہ مدینہ دہلی میں ہے۔  
 مصحف عثمانی (چہارم) انڈیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے (کتبہ عثمان بن عفان) یہ نسخہ تلمسان منلیک کے پاس تھا۔ اکبر بادشاہ کی اس پر ہتھ ہے۔  
 ۱۳۵۲ھ میں یہ نسخہ بھرانس کو ملا۔ اُس نے ایٹ انڈیا کمپنی کے کتب خانہ کو دیا۔ اب انڈیا آفس کے کتب خانہ میں ہے۔ آء ۵

غنی نصف سیامہ پیرنگان و اما تماش کن      کہ نور و وہ ہمیش روشن کند چشم ز بخت  
 اس کے ۱۱۱ صفحات ہیں فی صفحہ ۱۲ سطریں۔ سورتوں کے نام پڑھنے سے خطاطیں لکھے ہیں، اور  
 دس آیتوں کے بعد ایک نشان ایسے صورت کی صورت میں ہے جو ایک قدیم مغربی زبان کے حروف کی طرح  
 اور دو آیتوں کے بعد عاشرے پر ایک نشان ہے۔ طول و عرض ۱۹ + ۶ سم ہے۔

**مصنف ابن مسعود**۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے تین بار مصحف لکھا۔ چونکہ یہ قدیم الاسلام ہیں۔ اس لئے ابتدا میں انہوں نے جو آیتیں نازل ہوتیں وہ لکھیں اور طویل سورتیں لکھیں اس کے بعد ایک کمل قرآن لکھا۔ چونکہ یہ قریشی نہ تھے۔ اس لئے یہ نسخاں کائنات قریش کے خلاف تھا۔ اس مصحف کا ذکر آچکا ہے۔

حضرت عثمان کے عہد میں جب قرآن نکت قریش پر لکھا گیا تو اول انہوں نے اختلاف کیا۔ پھر اس اختلاف سے رجوع کیا اور ایک قرآن نکت قریش کی موافق لکھا۔ یہ نسخہ کتب خانہ شیخ الاسلام بن دینہ منورہ میں موجود ہے۔ ہر ہجری کی چھٹی پر لکھا ہوا ہے۔ شیخ ابوالحسن محمدی دیر کتب خانہ مذکورہ ۳۳۴ھ میں اس کو حید آباد وکن لا کے تھے۔ راقم سطور بھی اس کی قیادت سے مشرف ہوا ہے۔

## مصاحف عہد خلافت چہارم

حضرت علی نے کئی قرآن لکھے۔ حیات رسول میں بھی اور بعد وفات رسول بھی۔ ایک نسخہ حضرت کا لکھا ہوا جامع مؤید دہلی کے کتب خانہ میں ہے۔

چند اوراق حضرت کے رقم فرمودہ شاہی مسجد لاہور میں ہیں۔ چند سورتیں آپ کی مرقومہ امیر تیمور کے ہاتھ آگئیں۔ کسی طرح کسی نندہ میں لاہور کے کتب خانہ میں رہیں۔ پھر پیرس کے کتب خانہ میں ماباؤیا آفس لندن کے کتب خانہ میں ہیں۔ ان کے علاوہ چند سورتیں حضرت کی لکھی ہوئی اسی آفس کے کتب خانہ میں ہیں۔ ایک نسخہ حضرت کا لکھا ہوا تبرکات جامع مسجد دہلی میں ہے۔ یہ نسخہ فتح و شرف میں میر تیمور کے آٹے لگا تھا۔ چار ورق حضرت کے لکھے ہوئے صمدیہ جنگ مولوی حبیب الرحمن خان شرفاںی کے کتب خانہ حبیب گنج ضلع علی گڑھ میں ہیں۔

خالد بن یزید حضرت علی کے خادم مشہور خوشنویس تھے۔ ان کا لکھا ہوا ایک نسخہ علامہ ابن کثیر نے محمد بن حسین بغدادی کے کتب خانہ میں چوتھی صدی ہجری میں دیکھا تھا۔

**مصنف حسنی**۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کا مرقومہ نسخہ انڈیا آفس لاہور میں لندن میں ہے۔

**مصنف حسنی دوم**۔ تبرکات جامع مسجد دہلی میں ہے

**مصنف حسنی (سوم)**۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کا مرقومہ نسخہ کابل میں ہے۔ اس کے ایک صق کا نوٹ محمد کابل نے ۱۳۰۰ھ ہجری میں شائع کیا تھا۔

**مصنف حسینی**۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا نسخہ تبرکات جامع مسجد دہلی میں ہے۔



کہنے میں موجود ہیں۔

## مصاحف قرون ثلاثہ کے بعد

اسلام جس قدر ترقی کرتا گیا اور فترتات اسلامی اضافہ ہوتا رہا۔ مصاحف کی کتابت کا شوق بھی ترقی کرنا رہا۔ ہر ملک میں بڑے بڑے ائمہ و علماء و بزرگوں و امراء و اہل فن نے قرآن شریف لکھے، ہر ملک میں قیوم زمانے کے لکھے ہوئے نسخے کرشن سے موجود ہیں۔ ہندوستان کے ہشہر شہنشاہ اور مغرب عالمگیر غازی کو کتابت قرآن کا بہت شوق تھا۔ اُن کے لکھے ہوئے نسخے ہندوستان کے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔

ابوالخیر خواجہ عماد الدین رومی مشہور المعروف یا قوت بن یا قوت بن عبداللہ رومی کا ترجمہ مستعصم باذکار لکھا ہوا قرآن مجید کتب خانہ بھوپال میں ہے۔

والد ماجد کو ایک خوشنما مطلقاً حامل زمانہ قدیم کی لکھی ہوئی کتب خانہ ریاست ٹونک میں الحاج خباب زمانہ محمدیگ صاحب نے دکھائی تھی۔

جب سے مطالعہ قائم ہوئے ہیں۔ ہر ملک میں قسم قسم کے تخطیلات سے ہزاروں کی تعداد میں ہر سال قرآن شائع ہوتے رہتے ہیں۔

## الباب الثالث فی التثبات

### اصطلاحات

قرآن مجید اور علوم قرآن کے متعلق سینکڑوں اصطلاحیں ہیں۔ یہاں بعض اہم اصطلاحات اور علوم قرآن کے متعلق سینکڑوں اصطلاحیں ہیں۔ یہاں بعض اہم اصطلاحات اور علوم قرآن کے متعلق سینکڑوں اصطلاحیں ہیں۔

(۱) آیت - قرآن کے اُس جملہ کو کہتے ہیں جو اپنے ماقبل و مابعد سے منقطع ہو اس کا نشان یہ ہے یعنی یہاں جملہ قرآن ختم ہوا۔ آیات کا علم تو یہی ہے۔ (آفتاب نوع ۱۹)

(۲) سورہ - حد کو کہتے ہیں۔ اسنے قرآن کے ہر محدودہ جزء کا نام سورہ ہے۔ یعنی چند آیات کو مل کر

(۳) سیپارہ - یہ نام اس لغت ہے۔ عربی میں جزو کہتے ہیں۔ قرآن کے تیس حصے ہیں۔ اس کے

ہر حصہ کو سیپارہ کہتے ہیں۔ عرب الجزء الاول، الجزء الثاني وغیرہ کہتے ہیں۔

(۴) کُرلج - سیپارہ کا چوتھا حصہ۔

(۵) نصف - آداب سپارہ -

(۶) ثلث - ایک سپارہ کا تین چوتھائی حصہ -

(۷) حزب - مصر و مغرب میں یکے سپارہ کے نصف ثلث کے ہر جزو یعنی سپارہ کو چھوٹا پر منقسم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو حزب کہتے ہیں -

(۸) مقرر - قراء و حفاظ اپنے شاگردوں کو حفظ کرائیے کے حزب کے جو حصے مقرر کریں -

(۹) رکوع - قرآن کی ہر بڑی سورت منقسم ہے، اس کے ایک حصہ کو رکوع کہتے ہیں - یعنی چند

آیات کا مجموعہ -

(۱۰) منزل - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات دن میں قرآن ختم فرمایا کرتے تھے - روزانہ صد کیے

آپ نے سورتیں تقسیم کر لی تھیں - آپ کے روزانہ ورد کو ایک حزب یا منزل کہتے ہیں - اسلئے قرآن میں سات منزل ہیں

(۱۱) سبع طوال - قرآن کی سات بڑی سورتیں - بقرہ آل عمران - نساء - ائمہ - انفکاح

النفال مع توبہ -

(۱۲) سبع المثین - وہ سورتیں جن میں کم و بیش سواتیں ہیں سورہ یونس سے سورہ فاطر تک

(۱۳) سبع المثانی - سورہ یسین سے ق تک - شانائے اسلئے کہتے ہیں کہ ان میں قصص کا ذکر ملتا

گیا ہے - اور بار بار یسین کی گنتی میرے یہ سو کے کرامت والی سورتیں ہیں -

(۱۴) مفصل - سورہ ق سے آخر قرآن تک کو کہتے ہیں - سورہ ق چھ سو یا سپارہ میں ثلث

کے بعد ہے - اسلئے تقریباً سو یا سپارہ مفصل کے ہیں - مفصل اسلئے کہتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی سورتیں

عیسویہ علیحدہ ہیں مفصل کی تیر تھیں ہیں -

طوال مفصل - ق سے رسالت تک

اوساط مفصل - سورہ نبا سے ضحیٰ تک -

قصار مفصل - الم نشرع سے ہمس تک -

(۱۵) تجوید و استعاذہ - اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ -

(۱۶) تسمیہ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

(۱۷) صحابی - وہ لوگ جنہوں نے بحالت ہلکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ہلکم

میں پران کا خاتمہ ہوا -

(۱۸) تابعی - وہ لوگ جنہوں نے بحالت ہلکم کسی صحابی کو دیکھا اور ہلکم میں پران کا خاتمہ ہوا -



(۱۹) مجمع تالبعین۔ وہ لوگ جنہوں نے بحالت اسلام کسی تالیفی کو دیکھا اور اسلام ہی پاکستان خاتمہ ہوا۔

(۲۰) حدیث قول و فعل: تقریر رسول کریم۔ حدیث کو خبر بھی کہتے ہیں۔ اور وحی غیر متلوہ اور وحی خفی بھی کہتے ہیں۔ ان کا مطلب حضور کے قلب مبارک پر نازل ہوتا جس کو حضور اپنی عبارت میں بیان فرماتے تھے۔

(۲۱) تخریج۔ کسی حدیث کی تلاش کر کے صحیح سند ممکن کرنا اور کسی حدیث کو مستند ذکر کرنا۔

(۲۲) وحی مستند یا وحی جلی جس کے الفاظ و عبارت نہایت اللہ حضور پر نازل ہوتے تھے یہ قرآن ہے۔

(۲۳) تفسیر۔ قرآن کی شرح

(۲۴) سند۔ راویوں کا سلسلہ صاحب و اقرب تک

(۲۵) راوی روایت بیان کرنے والا۔

(۲۶) اصول الروایۃ وہ قواعد جن سے سند حدیث کی جانچ ہوتی ہے

(۲۷) اصول درایت وہ قواعد جن سے نفس حدیث کی جانچ ہوتی ہے۔

(۲۸) تعدیل۔ راوی کے اوصاف بیان کرنا۔

(۲۹) جرح۔ راوی کے نقائص بیان کرنا۔

(۳۰) حافظ۔ جس کو تمام قرآن زبانی یاد ہو۔

(۳۱) قاری جس نے قواعد تجوید کے موافق قرآن پڑھا ہو۔

(۳۲) تعامل۔ علماء آمد

(۳۳) قوارث۔ قدامت عمل

(۳۴) مقرر۔ پانچویں صدی ہجری تک علوم قرآن میں فن قرات۔ تفسیر۔ علم تاریخ و سنوفا

جو فن حدیث میں تھلا کتاب التاریخ و السنوفا للابی جعفر التامس) ان علوم کے احاطہ میں کہتے تھے مقرر کا علوم دینیہ میں صاحب دست نگاہ ہونا شرط تھا۔

(۳۵) حدیث متواتر۔ جس کو اسناد راویوں نے روایت کیا ہو کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا کال ہے

(۳۶) حدیث صحیح جس کی سند صحیح ہو اور اس میں کسی قسم کی عیبت نہ ہو۔

(۳۷) اخبار احاد۔ جو حدیث متواتر نہ ہو۔

- (۳۸) حدیث حسن - جس کے راوی حدیث صحیح کے راویوں سے صفت ضبط میں کم ہوں  
 (۳۹) مُدرج - جس حدیث کی سند یا متن میں صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہو۔  
 (۴۰) مضطرب - راوی سے اس طرح تبدیلی ہوئی ہو کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر  
 ترجیح دینا ممکن نہ ہو۔ یا راوی کو سلسلہ روایات یا عبارت میں حدیث مسلسل یاد نہ رہی ہو۔  
 (۴۱) موقوف - گھڑی ہوئی حدیث۔  
 (۴۲) ضعیف - وہ حدیث جس کے راویوں میں کوئی راوی کم فہم یا بد حفظ ہو۔  
 (۴۳) مرفوع - وہ حدیث جس کی سند رسول کریم پر پہنچی ہو اور سب راوی ثقہ ہوں  
 (۴۴) اثر - وہ حدیث جس میں راوی صحابی کے قول و فعل یا تقریر کو بیان کرے۔  
 (۴۵) مُرسل - وہ جس کا تابعی کا اوپر کا راوی سابق ہو۔  
 (۴۶) طُرُق - سلسلہ روایت۔

## مِلّی مدنی

بعثت کے بعد رسول کریم کا مستقل قیام دو جگہ رہا ہے۔ آؤں گے میں بارہ برس پانچ مہینے  
 اکس دن۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ اور وہاں برس چھ مہینے نو دن گزرنے پر ۱۲ ربیع الاول  
 ۱۱ ہجری کو وفات پائی۔ اس کل زمانہ میں جو سورتیں بحالت قیام مکہ نازل ہوئیں وہ کئی اور جگہات قیام  
 مدینہ نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔

حالات قیام مکہ و مدینہ میں حضور نے سفر بھی کئے ہیں اور بحالت سفرو میں بھی نازل ہوئی ہے۔ مثلاً  
 کی وہی اسی مقام سے متعلق ہے جہاں حضور کا مستقل قیام تھا۔

بعض سورتوں کے کئی مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ بعض سورتوں کا نازل  
 مکہ سے شروع ہوا۔ آخر تک مدینہ میں ہوئی اس لئے ایسی سورتوں کے متعلق جنہوں نے ابتدائے نزول کا اعتبار  
 کیا ہے ان کو کئی قرار دیا ہے اور جنہوں نے اختتام کا اعتبار کیا ہے انہوں نے ان کو مدنی ٹھہرایا ہے

## سَبْعَةُ أَحْرَفٍ

رسول کریم کا ارشاد ہے (ان هذا القرآن انزل علی سبعة احراف فانزوا ما تيسر منہ)  
 یہ قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے (بخاری و مسلم) یہ حدیث ثبوت کے اعتبار سے صحیح ہے مگر دلیل

کے اعتبار سے غلطی ہے۔ آخر حرف کے معنی میں علماء کو اختلاف ہے۔ فتح الباری میں چالیس قول نقل کئے گئے ہیں۔ بعض نے سب قرات ٹراولی ہے لیکن اُس نے لکھا ہے کہ یہ غلط ہے کیونکہ قرا سب (نافع۔ عبداللہ بن کثیر۔ ابو عمرو۔ عبداللہ بن عامر۔ عامر۔ حاتم۔ حمزہ۔ کسائی) یہ حضور کے عہد میں موجود نہ تھے ان کا زمانہ رابطہ رسالت سے کچھ کم ایک صدی بعد ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ صحابہ میں جو سات قاری شہرہ تھے وہ یہ ہیں (من جملہہم سبعة ائمة اعلام دارت علیہم اسانید القرآن و ذکر وفای صلہ لہم لکتاب والا جازۃ عثمان ابن عفان۔ علی بن ابی طالب۔ ابی بکر کعب۔ عبداللہ بن مسعود۔ زید بن ثابت، ابو بکر اشعری۔ ابوالدرداء (طبقات القراء للذہبی)

لیکن یہاں یہ شکل پیش آتی ہے کہ جب حضرت عثمان نے قرآن نقل کرانے تو ہدایت کی کہ لوند قریش پر لکھا جائے کیونکہ انہی کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہے اور ان قرا سب میں کوئی غیر قریشی ہیں۔ اگر کہ امر واقعی ہوتا تو صحابہ حضرت عثمان کے اس کو کبھی قبول نہ کرتے۔

بعض نے لکھا ہے کہ عرب کے سات فصیح قبائل مراد ہیں۔ قریش۔ بنو سعد۔ بنو تمیم۔ بنو ذیل۔ بنو اسد۔ بنو ربیعہ۔ بنو قضاہ (اتقان)

علامہ زانی نے لکھا ہے کہ سبہ معروف کا مقصد لغات مختلف ہیں۔ یہی قول اکثر محققین و مہربان لکھا کلابہ (المقتضی) علامہ زانی نے لغات مختلف کی تشریح بھی ہے کہ سبہ قبائل فصیح عرب اپنی غیر زبانوں کے الفاظ نہیں۔

سب قبائل کے لغات سے مطلب یہ ہے کہ جو محاورات ان قبائل میں رائج ہیں اور چونکہ یہ سب ایک ہی زبان کے فصیح قبائل ہیں۔ اسلئے ایک دوسرے کے فصیح محاورات کو بہتال کرتے رہتے ہیں جیسے اہل دہلی نے گھنٹو والوں کے اور گھنٹو والوں نے اہل دہلی کے بعض محاورات و الفاظ کو اختیار کر لیا ہے حضرت عثمان کے اس حکم سے کہ لوند قریش پر لکھا جائے صحت سمجھ میں آتا ہے کہ اگرچہ لغات دیگر قبائل کے بھی ہیں اور قریش میں مستعمل ہیں۔ قریش نے ان کو پسند کہ اپنے محاورات میں شامل کر لیا ہے مگر طرز تحریر ان کا اختیار نہیں کیا۔ اس لئے طرز تحریر اس قبیلہ کا رہنا چاہیے جس میں رسول کریم تھے۔

قرآن کو سات حرف پر قرات کرنا آست پر واجب نہیں تھا بلکہ فی نظر بہرہ ان کو اجازت دی گئی تھی۔ (اتقان نوع ۱۶)۔

## اسمائے سور

قرآن مجید کی اندرونی شہادت سے ثابت ہے کہ سورتوں کا تعین خداوند ذوالجلال کے حکم سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چنانچہ ارشاد ہے **فَأَوْفُوا بَوَعْدِ قَوْلِ رَبِّكُم بِهِ** (ایک سورت ایسی بنا لاؤں) جب سورتوں کا تبس فرمایا تو نام بھی ضرور تجویز فرمائے ہوں گے۔ اہل علم سے پہلے فرماتے ہیں وقد ثبت جمیع اسماء السور بالتوقيف من الأحادیث والأثر والاعمال یعنی تمام سورتوں کے نام احادیث و آثار سے ثابت ہیں کہ توفیقی ہیں (اتقان)

ایک شخص سے حضور نے دریافت فرمایا کہ تو قرآن پڑھ سکتا ہے اُس نے کہاں اُس فلاح صورت بخاری کتاب المکملح) اس حدیث سے بھی تعین ہو سکتا مائید ہوتی ہے۔

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل شيء قلبا وقلب القرآن يس۔

یعنی رسول کریم نے فرمایا کہ ہر شے کا قلب ہے اور قرآن کا قلب یس ہے (ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ واری)

عن علی قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لكل شيء حرم من وعده القرآن

الرحمن۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ ہر شے کی نیت ہے اور قرآن کی نیت حرم ہے۔

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان سورة النواحة في كل ليلة

لورقصہ فاقہ ابدۃ۱۔ رسول کریم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سورۃ النواح پڑھے گا اسکو فاقہ ہوگا (مشکوٰۃ)

واخرج الطبرانی في الأوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم

قال لقد انزل على آيات لوميزل مثلهن العودتين۔ رسول کریم نے فرمایا کہ مجھ پر چند آیات بھیجی

تازل ہوئی ہیں یعنی ستودہ تین (درمنثور جلد ششم)

واخرج الطبرانی في الأوسط عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

المنافق لا يحفظ سورة هود وبراءة ویش والدخان وعقربا لون۔ رسول کریم نے فرمایا کہ منافق

کو سورۃ ہود، براءۃ، یسین، دخان، عقریبا لون یاد نہیں ہو سکتی۔ (درمنثور)

عن عقیب بن عامر قال قلت یا رسول اللہ اتم سورة هود و سورة یوسف قال لن یغفر

شیء الا یغفره الله من قل العوذ رب الفلق۔ عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں

سورۃ ہود اور سورۃ یوسف پڑھا کروں، آپ نے فرمایا قل العوذ رب الفلق ان سے بلیغ ہے (نسائی

مشکوٰۃ۔ وایضہ مسند امام بن حنبل)۔

عن البراء قال ماخو سورة نزلت كاملة براءة واخو سورة نزلت خاتمة سورة النساء يستفتونك الام۔ یہ کہتے ہیں کہ آخر میں مکمل سورۃ براءت نازل ہوئی اور سورۃ نساء کا خاتمہ نازل ہوا۔ بخاری)

رسول کریم نے فرمایا سورۃ نبی ماسئل، کہتے، ارم، طہ، انبیاء یہ میرا خزانہ ہیں (بخاری)  
رسول کریم جب بستر تشریف لاتے تو اخلاص اور معوذتین پڑھتے۔ (بیہقی)

رسول کریم نے فرمایا اس کے افضل سورۃ الحمد ہے (بخاری)

رسول کریم نے فرمایا جبکہ نام سورتوں سے محبوب سورۃ فتح ہے (بخاری)

عن عقیبة بن عامر انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المعوذتين فاجابهما رسول الله صلى الله عليه وسلم في صلوة الفجر يعني رسول كريم نے صبح کی نمازیں معوذتین پڑھیں (مشکوٰۃ حاکم جلد اول)

دوی ابن عباس عن ابی بن کعب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتراقل اعوذ بربنا افتر من الحاصل ثور قرأ من البقر الى اول ثلثهم المعلقون ثوباً عاد الختمة یعنی رسول کریم جب تلاوت میں سورۃ ناس پڑھتے تو پھر الحمد سے شروع کرتے اور سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات معلقوں تک پڑھ کر دعائے خاتمہ پڑھتے (بخاری)

ان کے علاوہ اہدیت کی روایات ہیں جن سے سورتوں کے نظم حضور سے ثابت ہیں۔ ان نظم علیاً سے معلوم ہوتا ہے کہ سورتوں کے نظم بھی خداوند ذوالجلال کی طرف سے ہیں۔

## اسمائے اجزاء

قرآن مجید کے تیسرے سیپاہ ہیں۔ ہر سیپاہ پر جنابوں و جنود خانی وغیرہ کیا ہوتا ہے۔ سیپاہوں کی نظم نہیں ہیں۔ ابتدائی آیت والفاظ کو جلی نظم سے اسلئے کہتے ہیں کہ پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے، کہ یہاں سے سیپاہ شروع ہوا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ابتدائی حرفت سیپاہ کا نام ہے۔

## شمار

عہد خلافت اول میں جب قرآن جمع کیا گیا تو سورتوں کا شمار ہوا۔ زمین ثابت نے سورتیں شمار کیں جو کل (۱۱۴) ہیں۔ بعض سورتوں کی کلیات کی تعداد حضرت علیہ السلام سے مشغول ہے۔ مثلاً آپ نے فاتحہ کے متعلق فرمایا کہ صلیب ملک کے متعلق فرمایا کہ وہ تیس آیتیں ہیں (آفاق)

ترتیب کے بیان میں ایک یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ جبریل نے حضور سے کہا کہ اس آیت کو پڑھو (۲۰) آیات کے بعد کہو۔ ایک روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ حضور نے فرمایا جو کوئی سورہ کہت کی اول کی دس آیتیں پڑھے الخ۔ اور بھی اس قسم کی روایتیں ہیں لیکن مجھے باوجود تلاش کوئی حدیث روایت ایسی نہیں ملی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آیات کا شمار حضور کے عہد میں ہوا ہے۔ اور غالباً سورہ وکیات کا شمار حضور کے عہد میں نہیں ہوا کیونکہ وہی کا سلسلہ آپ کی وفات سے نو دن پہلے تک جاری رہا۔

اور کوئی روایت ایسی بھی نقل کرتے نہیں گذری جس میں عہد خلافتِ اولیٰ میں شہادتِ کافکہ ہو۔ آیت کا شمار غالباً حضرت عمر کے عہد میں ہوا کیونکہ انہوں نے حکم کیا تھا کہ تراویح میں نہ رکعت (۳۵) آیتیں پڑھی جائیں۔

حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو الدرداء، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے آیات کا شمار کیا ہے۔ یہ شمار یا تو مکہ کی شاگرد تاجین کی طرف منسوب یا مقام کی طرف۔ حضرت عثمان کا شمار شامی شیعہ اور عبداللہ بن عباس، حضرت علی کا شمار کوئی شیعہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا مکی اول اور حضرت عائشہ کا مدنی دوم شیعہ ہے (فتنۃ الافغان فی عجائب القرآن لابن الجوزی القفان وینار الہدیٰ)

آیات کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ حضور علیہ السلام بعض دفعہ آیتوں کے سر پر ضمیر لکھتے تھے اور بعض دفعہ اصل بھی فرمادیا کرتے تھے۔ لہذا بعض نے فصل کا اعتبار کیا ہے بعض نے اصل کا

### تعداد آیات

حضرت عائشہ کا شمار	۲۶۶۶	شامی	۲۲۵۰
ابن مسعود	۶۴۱۸	تبریزی	۲۴۱۲
اہل مکہ	۶۴۱۲	کوئی	۲۲۴۶
اسمعیل بن جعفر مدنی	۶۲۱۴	عراقی	۲۲۱۴

اقوال عامہ ۲۶۶۶

اعشار۔ تبریزی ۲۲۳ کوئی ۲۲۳

اخماس ۲۴۶

حضرت عبداللہ بن مسعود نے حروف بھی شمار کئے ہیں۔ باقی شمار تابعین کے نام سے مشہور ہے

ابن مسعود کا شمار (۳۲۲۷۷) صحابہ کا شمار (۳۲۲۷۷) اقوال عامہ (۳۲۰۲۶) صحابہ نے کلمات کا شمار بھی کیا ہوگا کیونکہ جب آیات و حروف گئے تو کلمات کیوں چھوڑے ہوں گے۔ لیکن کلمات کا شمار تابعین کے نام سے ہوتا ہے۔ کلمات پر میں نے حروف کو اسی وجہ سے مقدم کیا ہے کہ اس میں ایک حوالی کا بھی نام ہے۔

## کلمات

حسید اعراس کا شمار ۷۲۴۳۰	عبدالعزیز بن عبداللہ کا شمار ۷۰۴۳۹
صحابہ ۷۲۲۵۰	اقوال عامہ ۸۶۴۳۰

جماعت قرآن مجاہد بن یوسف نے بھی جنہیں امام حسن بصری، یحییٰ بن عمر، سفیر بن عاصم وغیرہ حروف کا شمار کیا۔ اور قرآن اور اخبار و انساب کا راجع، ثلث، نصف، تالیف کیا۔ اسی جماعت نے قسم حروف و حرکات کا شمار کیا۔ چونکہ شمار حروف میں اختلاف ہے۔ اسلئے کلمات و راجع و نصف و ثلث میں بھی اختلاف ہے۔ حروف میں اختلاف کا باعث اس قسم کے نمبر ہیں کہ کسی نے حرف مشدود کو ایک گنا ہے اور کسی نے دو۔

## حرکات

نقبات ۲۵۳۱۳۳	کسرات ۳۹۵۸۲	تشدید ۱۲۷۴
ضمانات ۸۸۰۴	نکات ۱۷۷	نقاط ۱۰۵۶۸۴

## حروف

ا - ۲۸۸۷۶	ب - ۵۲۰۲	ض - ۱۲۰۷	ز - ۹۵۰۰
پ - ۱۱۳۲۸	ت - ۴۲۷۷	ط - ۱۲۷۷	ل - ۳۰۴۳۲
ث - ۱۱۰۹۵	ص - ۱۱۷۹۳	ظ - ۸۴۲	م - ۳۶۵۶۰
ن - ۱۲۷۹	ز - ۱۵۹۰	ع - ۹۲۲۰	ن - ۲۵۱۹۰
ج - ۲۲۷۳	س - ۵۸۹۱	غ - ۲۳۰۸	و - ۲۵۵۳۶
ح - ۲۷۹۳	ش - ۲۲۵۳	ق - ۸۴۹۹	ہ - ۱۹۰۷۰
خ - ۲۲۱۶	ص - ۲۰۱۲	ق - ۶۸۱۳	ی - ۲۵۹۱۹

امام جعفر صادق نے شمار کے آیات کی تفسیر و تقسیم کی ہے۔

”منقولہ است از امام مطلق جعفر صادق علیہ السلام کہ جملہ آیت قرآن مجید کہ شش ہزار و شش صد

موشش انف چار صد آیت در تہذیب است و دیگر در دو صد و شترائع اسلام و دیگر در تہذیب سلطنت و  
موشش صد و در قصص و چار صد در معاملات است و دیگر در عقود جرایم و دیگر در ضمان رزق و مفت  
و رجا و واپا نصہ و حج و باقی در حکم طلاق و نکاح (مقصودہ القاری)  
بعض بزرگوں سے اس طرح تقسیم و تفصیل کی ہے۔

آیات وعدہ	آیات وصیہ	تہجی	آمر	سکال	قصص	عقالات
۲۵۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۲۵۰
۲۵۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۲۵۰

جن آیات میں صراحت سے احکام بیان ہوئے ہیں ان کی تعداد (۱۵۰) ہے۔ اور مستباحہ  
کا خط سے کل احکامی آیات کی تعداد (۵۰۰) ہے۔ وہ آیتیں جن میں علوم کا ذکر آیا ہے یا ان کی طرف اشارہ  
ہے (۵۰) سے زیادہ ہیں۔ چونکہ نوع انسان کو باعتبار رہ و جانیا کے احکامات سے زیادہ تعلق ہے  
اس لئے وہ آیتیں جو مادی علوم سے تعلق رکھتی ہیں۔ تعداد میں زیادہ ہیں۔

## تجزیہ قرآن

قرآن منزلوں میں پاروں، اثلث، نصف، رُلج، سُورہ، آیاتوں۔ ان سات چیزوں پر تقسیم  
منزل۔ سورہات۔ یہ تین توحید کے مفہوم پر مشتمل ہیں۔ سات منزلوں پر تقسیم حضور نے کی ہے۔  
(انکشاف الشارح شرح احیاء العلوم جلد سوم ص ۵۴)

ہر سورہ کے ابتداء میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی۔ حضرت عثمان کے عہد سے سورہوں کے نام بھی  
لکھے جانے لگے۔ آیت کا نشان (ۛ) یہ تھا جو آیت کے سرے پر ہوتا تھا۔ پھر قریش و قشیر کے نشان  
مقرر ہوئے (الفان) یہ سب حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوا۔ کیونکہ قشیر کے متعلق روایات کہیں جا چکی ہیں  
کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ان کو ناپسند کرتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ  
عہد خلافت میں وفات پائی۔ اُنہی افسانہ کے کتب خانہ میں جو قرآن حضرت عثمان کے عہد کا لکھا  
چھا ہے اس میں دس آیاتوں کے بعد نشان ہے اور دس سو آیاتوں کے بعد حاشیہ پر نشان ہے  
اَلْوَا لا سُوْرَہ نے آیت کا نشان گول دائرہ (O) مقرر کیا۔

سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ و مسند امیر بن حنبل و طبقات ابن سعد میں روایت ہے کہ جب  
وفد ثقیف نبی کریم کے حضور میں حاضر ہوا تھا تو ایک دن حضور مجروح سے دیر میں تشریف لائے اور فرمایا



بچے آج اسوجہ سے دیر ہو گئی کہ قرآن کا روزانہ کا ورد ہو گیا تھا اس کو پڑا کیا اس نے تعقی نے آپ کے معمول کے متعلق دریافت کیا تو جب ذیل جواب ملا۔

دن	تعداد سور	اسرار سور
۱	۳	بقرہ فاتحہ - آل عمران - نساء - فاتحہ چونکہ ابتدائی سورت بطور دعا ہے اس لئے اکثر دو میں علیحدہ شمار نہیں کرتے
۲	۵	مائدہ - انعام - اعراف - انفال - برات
۳	۷	یونس - ہود - یوسف - زمرہ - ابراہیم - حجر - فصل
۴	۹	بجی اسرائیل - صافات - طہ - انبیاء - حج - مؤمنون - نور - فرقان
۵	۱۱	شعرا - نمل - قصص - عنکبوت - روم - لقمان - سجدہ - اخراش - رباع
		فاطر - یونس -
۶	۱۳	والصافات - مر - زمر - مؤمن - حم سجدہ - شوری - زمر - دخان
		جاثیہ - احقاف - محمد - فتح - حجرات
۷		قی سے ہنس تک

یہ ورد حضرت عثمان اور حضرت علی سے منقول ہے۔ قراء نے اس کا نام (فہی بشوق) رکھا ہے اسی کو ختم الاخراب کہتے ہیں۔ فہی بشوق کا ہر حرف حزب روزانہ کی پہلی سورت کے نام کا پہلا حرف ہے روز اول ابتدا فاتحہ سے و روز دوم ابتداء مائدہ سے م روز سوم ابتداء یونس سے ی روز چہارم ابتداء بجی اسرائیل سے ب بعض نے فہی بشوق (کی جگہ فہی بشوق) لکھا ہے۔ اور دوسری منزل کو نساء سے شروع کیا ہے حضرت عثمان سے ایک ختم ہفت روزہ اور بھی منقول ہے

دن	اسرار سور
جمعہ کو	فاتحہ سے ختم مائدہ تک
شنبہ	انعام سے ختم توبہ تک
یک شنبہ	یونس سے ختم مہم تک
دوشنبہ	کو طے سے ختم قصص تک
شنبہ	عنکبوت سے ختم صافات تک
چہارشنبہ	نور سے ختم رومن تک
پنچشنبہ	واقعہ سے ناس تک

رسول کریم نے قیس بن مسعد سے فرمایا تھا کہ سات دن میں ختم کیا کرو (سفید جلد اٹکے)  
بعض اصحاب تین منزل کرتے تھے۔ اس دو کا نام (فیل) رکھا گیا۔

روز اول شروع فاتحہ سے۔ روز دوم شروع یونس سے۔ روز سوم شروع لقمان سے (سفید القاری)  
ایک ختم حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرف منسوب ہے اس کو (نایاب غزو) کہتے ہیں۔ یہ بھی ہفت روزہ کا  
فاتحہ تا انعام۔ انعام تا یونس۔ یونس تا طہ۔ طہ تا عبکوت۔ عبکوت تا زمر۔ زمر تا مائدہ۔ مائدہ تا اس  
حضرت عثمان نے اول تراویح میں دس تا تیر پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ بعد میں جبکہ مطلب ختم چودھرت  
ختم کرتے تھے۔ اسی طرح ۵۴ رکوع ہوئے بعض نے ۵۵ رکوع ہیں (سفید القاری) اور ختم قرآن ۵۶ رکوع  
رضان کو ہونے لگا کیونکہ تیسویں تراویح کا بدیشہ ہونا ممکن نہ تھا۔ اور اس حدوت میں قرآن باقی رہ جانے کا  
خطرہ تھا۔ وہ یہ فکر آخر قضاست یا ضمن نام شدہ و امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ روز نماز آغاز یہ  
رکوع رفتہ است این شکل (درج) نوشتہ اند (رسالہ وقف)

بعض نے اس عمل کو حضرت عمر کی طرف منسوب کیا ہے بعض نے حضرت خلیفۃ البیان کی طرف۔  
بعض نے عبدالرحمن السلی۔ بعض نے حسن بصری کی طرف لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ عمل حضرت عثمان کا ہے مگر  
فیلم میں ہی تھا۔ تحریر میں نہ تھا۔ تحریر میں رکوع کا بیاد (نشان) علماء کی ایکاد ہے (مبوط خشری جلد ۱ ص ۱۸۸)  
و فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ عالمگیری)

یہ نشان امام ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن طیفور السجادی (سنوئی آخر صدی ششم) کی ایکاد ہے۔  
حضرت عثمان نے اپنے عہد میں جو قرآن لکھا ہے وہ میں جزو پر تھا (سفید القاری) یہ تقسیم یا تو  
روزہ رسالت سے فروج ہوگی یا رضان کی تیس تراویح کی رعایت سے حضرت عثمان نے یقین جمایا ہوگی۔  
یا اس حدیث کی بموجب کہ رسول کریم نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا کہ قرآن ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔ مشورہ  
احیا العلوم سے بھی ایسا ہی مذکور ہو چکا ہے۔

یہ تقسیم باعتبار حرورت ہے۔ اس میں یہ کاظمی سچکا آیت پوری ہو جائے اور مطلب میں اس کی  
نہ رہے جس سے تلاوت میں نقص واقع ہو۔ لیکن اس کے معلوم کرنے کیلئے قواعد روزانہ اذکار بعض علوم  
میں دست گاہ کی ضرورت ہے۔ یہ سیدہ نجمہ (المحصفہ) میں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آیت ختم نہیں کی  
لیکن یہاں آیت بالا جامع ہے۔ چونکہ ابجد اقبل سے لفظی و معنوی تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے وقف نام نہیں  
وقت صالح ہے۔ اور مطلب بھی پورا ہے۔ چونکہ شاد حروف میں صحابہ میں اختلاف ہے۔ اس لئے بعض سچا پنا  
لی ابتداء اور انتہا میں اختلاف ہے۔ یہ اختلاف معمول عرب میں داخل ہے۔

(۱) جزو ہفتم جو مصر و مغرب میں داخل ہے آیت لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَرَضًا شروع ہوتا ہے اور ہمارا سوال سپارہ اس کے ایک آیت بعد وَرَأَوُا يُسُفًا مَّا أَتْرَكُوا سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) مصر و مغرب کا جزو چہارم آیت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ شروع ہوتا ہے۔ ہمارا جزو ہمارا سپارہ اس کے اگلے آیت رَبِّیْ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ سے شروع ہوتا ہے۔

(۳) مصر و مغرب کا جزو ہفتم آیت فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ سے شروع ہوتا ہے ہمارا ہمارا سپارہ اس آیت سے تین آیت بعد اَمَّا مَن تَخَلَّفَ النَّاسُ مِنْکَ سے شروع ہوتا ہے۔

(۴) مصر و مغرب کا جزو ہفتم و یکم آیت وَکَلَّی اَهْلَ الْکِیْسِ سے شروع ہوتا ہے ہمارا اکیسواں سپارہ اس کے ایک آیت پہلے اَنْزَلْنَا اَوْحٰی سے شروع ہوتا ہے۔

(۵) مصر و مغرب کا جزو ہفتم و دوم آیت وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهِ مِنْۢ بَعْدِ اَیِّسَ سے شروع ہوتا ہے ہمارا اکیسواں سپارہ اس کے چھ آیت قبل وَکَلَّی لَا اَعْبُدُ الذِّیْنَ سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) بعض نے جزو دہم کو آیت وَتِلْکَ اَمْثَلُ الذِّیْنَ سے شروع کیا ہے۔ ہمارا اکیسواں سپارہ وَقَالَ الذِّیْنَ سے شروع ہوتا ہے۔

(۷) بعض نے جزو ہفتم کو آیت وَتِلْکَ اَمْثَلُ الذِّیْنَ سے شروع کیا ہے۔ ہمارا اکیسواں سپارہ کھڑے شروع ہوتا ہے

ہمارا چہرہ سپارہ ربع۔ نصف۔ ثلث پر تقسیم ہے۔ مصر و مغرب کا ہر جزو دو خروں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع۔ نصف، ثلث پر، حزب کے ان حصوں کو حقرا بھی کہتے ہیں۔ یہ دونوں تقسیمیں مجلس قراءت مجاز بن بوقت نے کی ہیں۔ تقسیم بھی باعتبار حروف ہوئی ہے۔

قرآن مجید کے سپاروں پر ہندوستان و ایران میں اکثر سپارہ کی نمبر شمار کیا جاتا ہے یعنی کونسا سپارہ ہے۔ ۵ ہے یا ۸ ہے یا ۱۳ ہے وغیرہ وغیرہ مصر و مغرب و مالک غرب میں ایجاز مالا اول و ایجاز الثانی وغیرہ کہتے ہیں۔

## اعراب و نقاط

عرب میں اعراب و نقاط کا وجود رکھنے پر ماضی میں زمانہ قدیم سے تھا (ادب العرب جلد اول ص ۸۸) یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ کثابت میں ان کو کس زمانہ سے ترک کیا گیا اور کیوں ترک کیا گیا۔ رسول کریم کے عہد پہلے سے کہنے میں مطلق رواج نہ تھا۔ چڑھنے میں تھا۔ حضرت نے ہی ارشاد فرمایا ہے عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرجوا القرآن رواہ البیہقی و ابو یعلیٰ۔ جابر منیر منتخب ترمذی

وینح خطیب بخاری، بنیۃ الراءۃ۔ فضائل ابن کثیر)

اس ارشاد سے یہ مطلب تھا کہ قرآن کو صحیح اعراب پڑھو۔ اگر تحریر کا ارشاد ہوتا تو صحیح ضرور تحریر کیا  
عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن فاعلمہ کان لہ لکل حرف اجر  
حسنۃ۔ یعنی جس نے اعراب قرآن پڑھا۔ اس کو فی حرف چالیس نیکیاں ملیں گی (بیہقی)

خلافت راشدہ کے زمانہ تک قرآن میں اعراب نقاط کا وجود تھا۔ پڑھنے میں اعراب نقاط محفوظ  
تھے یعنی شش ہی پڑھا جاتا تھا۔ سس ہی پڑھا جاتا تھا۔ ظ ظ ہی پڑھی جاتی تھی۔ ط ط ہی پڑھا  
جاتی تھی۔ فصیحہ فصحہ ہی ادا کیا جاتا تھا۔ کسرۃ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ عرب اس پر قادر تھے و لکن  
ملکۃ الاعراب الموجودة فی نفوسہم قبل اختلاطہا بالاصطلاحیۃ صانت لسانہم عن التبع  
یعنی ان کے نفوس میں اعراب کا ملکہ موجود تھا۔ اُس نے ان کی زبان کو غلطی سے محفوظ رکھا تھا۔ (آفاق)  
اقول ابوالاسود دؤلی نے سگہ کے بعد کتابت میں حرکات کا اظہار نقاط کے ذریعہ کیا کیونکہ اُنہوں  
نے ایک شخص کو غلط قرآن پڑھتے سنا۔ امام ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی نے کہہ ہے کہ ابوالاسود نے ایک  
 آدمی سے کہا کہ قرآن تمام لے آؤ ایک رنگ روشنائی کے خلاص لیا اور اُس سے کہا کہ اگر میں اپنے منہ کو  
تو حروف کے اوپر ایک نقطہ لگانا (نہر) اور اگر منہ کو نیچے کی طرف یاں کر دوں تو نیچے ایک نقطہ لگانا (نیر)۔  
اور اگر اپنے منہ کو مڑا دوں تو ایک نقطہ حوت کے آگے لگانا (بشیر) اور اگر ان حرکات کے ساتھ حرف بھی ہو  
تو دو نقطے لگانا (تخوین) اُس نے ایسا ہی کیا اور کتاب التیقط)

امام ابویوسف اسماعیل بن عاف بن عبد اللہ القسلی نے کہہ ہے کہ خلیل و غیرہ علماء نے ان حرکات کو  
پسند کیا اور باقی علامات مشدود و غیرہ کی ایجاد کیں (سوم المصنف کتاب الطبقات)  
آبرا الاسود جعل الحركات الثلاث یعنی ابوالاسود نے حرکات اور تخوین و غیرہ بنائے۔  
رسالہ فائدہ مخطوط کتب خانہ ضیویہ مصر)

ان اول من امریہ عبد الملك بن مهران (یعنی خلیفہ عبد الملك بن مروان نے مشفق  
حکم دیا کہ قرآن پر نقاط لگائے جائیں (فضائل القرآن لابی الفداء اسماعیل بن کثیر) انشأ النحوی الشافعی  
واما اشکل المصنف نقطہ فروی ان عبد الملك بن مروان امریہ و علمہ فنجرد لذلك  
الحجاج۔ عبد الملك نے حجاج کو نقطوں وغیرہ کا حکم دیا۔ (المجاصع لا مکام انشأ النحوی)

حکم اُس نے غالباً اپنے آخر سال میں دیا کیونکہ اس کے بعد میں یہ کام نہیں ہوا۔ اس کے بچے ضیفہ و سید  
حجاج بن یوسف کو تاکید سے۔ حجاج خود بھی بڑا قاری اور ادیب تھا۔ امام حسن بصری۔ مالک بن دینار

آئی اصابہ السری۔ راستہ العادی۔ ابی نصر محمد بن مسلم الطیثی۔ عاصم بن سیرن الجندی۔ یحییٰ بن عمر  
کی ایک مجلس تلمیم کی۔ ان لوگوں نے حروف شمار کئے اور ربع، نصف، ثلث، خیر، وایم کیا (فعلی القرآن  
فی جانب القرآن والباس لاحکام القرآن وکتب المصاحف)

یہ کام غالباً مسند کے بعد ہوا کیونکہ غلیفہ کو جزو فیرو کی جنگ و محاللات سے بھی سال طینت  
ہوا۔ ابراہیم اسود کے دست گروہوں نصر بن عاصم و یحییٰ بن عمر نے اپنے استاد کے نفاط میں اصلاح کے ذریعہ  
پیش ایجاد کئے اور نفاط سے لفظوں کا کام لیا۔

اول من نقط المصاحف یحییٰ بن عمر (یعنی پہلے قرآن پر نقطہ یحییٰ بن عمر نے لگائے۔  
نقطہ القرآن)۔ ان ابن سیرن کا ان لہ مصحف نقطہ یحییٰ بن عمر (یعنی الم ابن سیرن کے  
پاس ایک قرآن عاصم پر یحییٰ بن عمر نے نقطے لگائے تھے) (الباس لاحکام القرآن) یہ کام مسند میں یا  
اس سے اگلے سال ہوا۔

خلیل بن احمد بصری مسئلہ ۷ نے ہمزہ کے لئے سر میں (۶) تشدید کیلئے سر میں (۷) جنم کیلئے  
سریم (۸) د کیلئے ایک خط ایجاد کیا (۹) اول من وضع الھنوز والتشدید والزوم والانشاء  
الخلیل یعنی ہمزہ وغیرہ خلیل کی ایجاد ہیں (نثر المرحان جلد اول و خزینۃ الاسرار و جلیلة الازکار مصنف  
مسید محمد حقی ان ذل طبعہ نایہ مطبعہ خیر بصر النقاہہ مسند العجری ۱۵)

## رموز و اوقاف

بر وقت نزول وحی جبریل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موقع آیت پر قنوت کی ہدایت کرتے تھے۔  
حضور اصحاب کو اوقاف کی تعلیم فرماتے تھے حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ سے ان مقامات کو  
معلوم کرتے تھے۔ جہاں قرات میں پھرنا ضروری ہے (اتقان)

جہاں پھرنا چاہیے اور جہاں لاکر پڑھنا چاہیے۔ یہ سب جنموں کا ارشاد ہے۔ لیکن نائی تعلیم تھی قریش  
کوئی نشان نہ تھا اصحاب کے عہد میں آیت کی علامات (۱۰) نقطے قرار پائے۔ چھ آیت کے شروع پر لگائے جاتے  
تھے (اتقان نوع ۷) حضرت عثمان کے عہد میں دس آیتوں کے بعد ۵ کا نشان لگایا گیا اور آیتوں کے آخر  
میں نقطے دئے گئے ابوالاسود نے آیت کا نشان (۵) گول دائرہ مقرر کیا۔

○ - جہاں ہم ہونے کی علامت ہے۔ خدا نہیں چاہے اس کو آیت کہتے ہیں۔ اگر ○ کے اوپر لا لکھا جائے  
تو یہ مطلب ہے کہ یہاں پھرنا کا اختیار ہے۔

تم - لفظ لازم کا مختلف ہے۔ یہاں ٹھیرنا ضروری ہے۔  
 ط - مطلق کا مختلف ہے مطلب یہ ہے کہ بات تو پوری ہو گئی۔  
 ج - جائز کا مختلف ہے مطلب یہ کہ ٹھیرنا بہتر ہے۔ نہ ٹھیرنے میں کچھ حرج نہیں۔  
 ز - لفظ تباہ کا مختلف ہے مطلب یہ کہ یہاں سے گھٹنا چاہیے۔  
 ص - علامت وقف رخصت کی ہے۔ یعنی ٹاکر بٹھا چاہیے۔ ٹھیر گیا تو کچھ حرج نہیں۔  
 ق - علامت قبل علیہ الوقت کی ہے یعنی قول مروجہ یہ ہے کہ یہاں ٹھیرنا چاہیے۔ مگر نہ ٹھیرنا بہتر ہے۔

صل - علامت قد یوصل کی ہے یعنی یہاں ترک وصل اولیٰ ہے۔

قت - صیغہ امر ہے یعنی ٹھیر جا۔

کذ - علامت کذلک کی ہے یعنی جو درجہ پہلے ہے وہی یہاں بھی ہے۔

تم - علامت مکتہ کی ہے۔ یعنی یہاں پاس تھا کم ٹھیرے کہ سانس نہ ٹوٹے۔

وقف - علامت مکتہ طویلہ کی ہے یعنی جتنی دیر میں سانس لیتے ہیں۔ اس سے کم ٹھیرے۔

وقفہ - علامت مکتہ میں فرق یہ ہے کہ مکتہ اقرب بوصول ہے اور وقفہ اقرب بوقف ہے۔

آ - نمبر ۵ گول آیت کے علامت ہے کہ یہاں ٹھیرنا جائز ہے۔

جہاں دو علامتیں لکھی ہوں وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار ہے۔ قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ (یعنی اس طرح مسلسل) علامت رکوع کی ہے۔ میں کے اوپر کا ہندسہ ہدایت کے، رکوع کا نمبر اور میں کے نیچے کا ہندسہ سپارہ کے، رکوع کا نمبر اور میں کے ہر بیان کا ہندسہ تہذیب و ادبیت رکوع ہے۔ بعض جگہ حاشیہ پر (یعنی) لکھا ہوتا ہے۔ یہ علامت معاف کی ہے۔ رموز و اوقات تو قدیم سے ہیں لیکن ان کا تعلیم نیا ہی تھی۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے گول دائرہ ۵ آیت کا نشان ابوالاسود کی ایک روایت ہے۔

## قراءت و تجوید

علم تجوید کہ جس میں طرزِ تلفظ قرآن سے بحث ہوتی ہے۔ اس علم میں حضرت کے لڑکپائی کو جو آٹھ قرآن سے متعلق ہے سمجھ کر لیا گیا ہے۔ چونکہ بعض تباہی کے لڑکپائی میں کچھ فرق تھا۔ اس لئے آپ نے اُن کے طریق پر بھی پڑھنے کی اجازت دی تھی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورہ فرقان اپنے طرز کے خلافت پڑھتے دیکھا تو اُن کو رسول کریمؐ کے پاس لے گیا۔ حضورؐ نے اُس کو دونوں کو بھیج فرمایا۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں آکر سورہ فیل اس طرز کے خلافت پڑھی جس طرح میں پڑھتا تھا۔ میں نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کو یہ سورت کس نے پڑھائی اُس نے کہا۔ رسول کریمؐ نے پھر ایک اور شخص کیا اُس نے بھی یہ سورت پڑھی مگر ہم دونوں کے خلافت میں نے اُس سے بھی دریافت کیا۔ اُس نے بھی وہی جواب دیا۔ میں دونوں کو حضورؐ کے سامنے لگیا۔ حضورؐ نے ان دونوں سے مسئلہ احسن فرمایا۔ اور میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اَعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا اَبْنَيَّ (شرح سبہ قرات ص ۲۳)

چونکہ عرب میں بہت سے قبائل آباد تھے اور اُن کے لئے کچھ میں اختلاف تھا۔ اس لئے بہت سے اختلاف تھے۔ متاخرین سب کو محفوظ نہ کر سکے۔ اس لئے سبہ قرات پر تنوع کی۔ علامہ اسماعیل بن ابی اسیم بن محمد القزلباشی نے لکھا ہے کہ قرآن سبہ کی قرات سے متشکک اور دیگر قراتوں کے ترک پر کوئی حدیث یا اثر نہیں بکریہ متاخرین کا فعل ہے جنہوں نے سبہ کے سوا کوئی قرات نہیں پڑھی۔

علامہ ابو یوسفؒ کی کا قول ہے کہ کتابوں میں ستر اندھاب اختیار قرات کی قراتیں مذکور ہیں جو قرآن سبہ کے مقدم ہیں۔ دوسری صدی کے آخر تک وجود قرات کہنے کا رواج تھا۔ جب جہتیں بہت ہو گئیں اور حفاظت کرنا ہو گئے اور تعلیم دنیا کے آدمی قرآن پڑھنے لگے تب قرآن نے علم قرات کی تدوین شروع کی۔

اس فن میں سب سے پہلے تصنیف ابو منصور محمد بن احمد انہریؒ سن ۲۳۸ھ (طبۃ الممشائی) کی ہے۔ تاجی ابو سعید قاسم بن مسلم بغدادی ثوری سن ۳۳۸ھ کی کتاب القراءات میں پچیس قراتیں ہیں۔ امام ابو حاتم مہل بن محمد ابن عثمان سجستانی ثوری ثوری بصری سن ۳۸۰ھ نے بھی کتاب القراءۃ میں پچیس قراتیں بیان کی ہیں جو قرآن سبہ سے مقدم ہیں۔ امام ابن جریر طبریؒ نے سن ۳۸۰ھ کتاب الاصاب میں اس سے زیادہ قراتیں لکھی ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ قراتیں بہت تھیں۔ جب جہتیں بہت ہو گئیں تو سبہ قرات کا رواج رہ گیا۔ قراتیں بھی بہت تھیں۔ وہ قرات جنہوں نے اپنے کمال اپنے علم اپنے تقدس اور کثرت تلامذہ سے نام پایا ان کی تعداد بھی انہی کثیر ہے کہ میں اُن کی نہرست بھی ترتیب کرنے کے لئے حیا نہیں۔ قرات کے ٹکڑا و سلفیے دو گروہ قرار دے ہیں۔

ایک بدوہ جنگی قراتیں رواج پارکچہ و صمد کے بعد و صمد ہو گئیں۔ صرف قیوم و مجیم کتابوں میں رہ گئیں۔ اس جماعت میں بھی صمد بزرگ تھے۔ میں صرف دو چار کے نام لکھتا ہوں۔

ابو جعفر مدنی۔ ابن میثم سکی۔ یعقوب بصری۔ حسن بصری۔ سیدان اعش کوئی۔ قنن کنی۔ یحییٰ تودی۔ دوسرے شمس بن گرہا کی قراتیں مدنی ہیں۔ مشہور قرات سبہ کی جماعت میں سے ہیں۔ جو سب فیل ہیں

(۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (۲) عبداللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ (۳) حکیم مسلم (۴) ابوعمر بن عبدالمطلب

(۵) ابو حمزہ حمزہ رضی اللہ عنہ (۶) تانخہ رضی اللہ عنہ (۷) کسائی رضی اللہ عنہ

اختلاف قراءت کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے کلمات کی دوہیں ہیں ایک متفقہ ہیں دوسرے مختلف ہیں۔ متفقہ علیہ روایات جبکہ صحابہ نے ایک ہی طرح پڑھا۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ مختلف غیر وہ جن کو صحابہ کرام نے لغوی اختلاف یا لغوی وجہ کی بنا پر مختلف طریق پر پڑھا ہے۔ دونوں کے لغوی منزل میں اللہ اہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیم کر رہے ہیں۔ مثلاً ایک صحابی نے قلمہ اَلْاَمْرُ تَهْلِيلٌ دوسرے میکا اور حرسے نے بَزِیْرٌ اَمْرٌ تَهْلِيلٌ اور فتح سیکھا، تیسرے نے بَزِیْرٌ اَمْرٌ تَهْلِيلٌ اور اَمْرٌ اَلْاَمْرُ سیکھا۔ چونکہ ان اختلافات کی کوئی ترتیب بعینہ واجبہ تھی لہذا اس سے کوئی نگاہری و معنوی نقص عائد نہ تھا۔ لہذا تابعین و تابعین نے اپنے اساتذہ صحابہ کی قراءت سے پابندی فرمادنی ترتیب سے قراءت اختیار کی۔ اسی وجہ سے صدیق اکبر کی قراءتوں کا شمار نہیں ہے۔ اور بعض الفاظ حنفیہ کے سامنے مختلف قراءتوں سے پڑھے گئے۔ بعض کو حضور نے بھی لفظ دوست کلام مختلف طریق سے پڑھا ہے تاکہ سب معانی کا احاطہ ہو جائے اور اس اختلاف کو قراءت سبب متواتر کہتے ہیں۔

## حفاظت قرآن

خداوند ذوالجلال نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَکَ لَحَافِظُوْنَ  
یعنی ہم نے قرآن اُنارہا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

### خدا کی طرف سے حفاظت

رب العزت نے کلام ایسا فصیح و بلیغ و جاسم نازل کیا ہے کہ اس کی ایک آیت کی مثل آیت کا بنانا قسم ممکن کی قدرت سے باہر ہے جس زمانہ میں قرآن نازل ہوا عرب کی فصاحت و بلاغت سراج کمال پر تھی عرب کے مفرد فصحاء اپنے سوانح نام و بنا کو بحکم (لو حکام) کہتے تھے۔ جب قرآن نازل ہوا اس نے اُن تمام اخلاقی و دینیہ کی ہر اُن کی ظاہری جو اُن کی طبیعت ثانیہ ہو گئے تھے اور جن کو وہ نفس مجیکہ مل میں لاتے تھے اور ان کو اپنے مضبوطیوں، بتوں اور اپنے کشش کا لنگھان نظر آیا۔ تو آگ بگولا ہو گئے ہر طرح مخالفت کرنے لگے، ہر طرح تحریف پہنچانے لگے جس سے جو کچھ میں پڑا۔ اُس نے اپنی کوئی میں کسر نہ کی۔ لڑنے، رے، خون کے دریا بہائے، یہ کہیں؟ قرآن کے سامنے کیے، کیونکہ قرآن اُن کو اُن کے قدیم رسم و رائج کے خلاف عقائد مشرکانہ اور غیر سہیبہ اعمال و اخلاق سے بچنے کی تعلیم دیتا تھا۔ اور توحید الہی کی جس



اُس زمانہ میں دنیا کے کان آشنا نہ تھے تعین کرتا تھا۔ اور یہ رہتا قرآن کا منزل علیہ کون تھا، ایک عظیم ایک غریب، بے زر و بے پر۔ بیکس و بے بس، ایک ایسی جوشہ نثر سے آشنا نہ نظم سے واقف، ایسے ممکن کا یہ حوصلہ کر پڑے بڑے عارف، مشہور جنگجوؤں اور نامور فصحاء کے آگے اُن کے دین و تائیں کی بھینٹ لب کشائی کرے۔ اس عجیب و غریب کلام کے متائیکے لئے انہوں نے سب ہی کچھ کیا۔ بھون و ساحر کہہ کر بنام کیا۔ گالی جھگڑا مار پیٹ سے پیش آئے، لالچ دیا، براہی سے خلق کیلئے غرض سب کچھ کیا۔ جب کوئی تھک کر اگر چھوٹی نرویں نکالا دیا۔ اس سے بھی کام نہ چلا تو جگ و جہل پر پا گیا۔

لیکن صاحب قرآن نے اُن کے سامنے ایک آسان صورت فیصلہ پیش کی اور لکارا کہ تم سب دل کر ایک ہی صورت بنالو۔ یہ سن کر سب کو سانپ سو گئے کیلئے مقابلہ پر نہ آئے۔ کیا اُن سے ممکن نہ ہوتا تو نہ کہتے؟ صرف کہتے مگر چہ ہی نہ سکتا تھا۔

اہل عرب جزائری فصاحت و بلاغت کے علم میں تمام دنیا کو غم (یعنی گوجا) کہتے تھے۔ جب آیات قرآن اُن پر پیش کی گئیں تو اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکے **هَذَا نَحْنُ الْعَرَبُ** (یہ تو کھلا ہوا جادو ہے) عرب کے علاوہ دیگر ممالک کے کفار بھی اسلام کی خلافت جد و جہد میں کھار و بیک کی طرح سرگرم رہے اور زور و زور سے ہر طرح مخالفت کی لیکن باوجود اہر طوطا فنونِ بونے کے اس مقابلہ کا بھونے کو بھی ارادہ نہ کیا۔

فصحاء، مبتدا عالم کے کلام میں خفاء وہ کسی ملک کسی قوم کسی زبان کسی مذہب کے ہوں، اگر کسی جگہ فصاحت کمزور ہے تو بلاغت مفقود ہے۔ چہ کہ ایک عبادت، ایک شہر، ایک مصرع ایک دو مصلح ایک حامل ہوتا ہے۔ علم جاہلیت نہیں، کلام میں یکانیت نہیں۔ اگر امتیاز میں زور ہے تو آگے کو دم پر تاننا لگتا بعض کی بہت کمزوری اور زور پڑھتے پڑھتے آخر میں زور پیدا ہوتا ہے، تمام کلام کیساں دلچسپ نہیں ہوتا۔ کچھ آگے کچھ پیچھے خال و زور ہوتا ہے، پیچ میں بھرتی ہوتی ہے غرض کوئی کلام ایسا نہیں جس میں تمام لازم فصاحت و بلاغت باطن و جہ موجود پھل۔ یکانیت و دل چسپی و جاہلیت ہو۔

فیصح و کلام کہتا ہے جو کما زکر ان پانچ میرے پاک ہو

(۱) غیر انوس الفاظ نہیں۔ (۲) کلمات کے حروف میں متاخر نہیں یعنی پہلی زبان کی زبان پر تعمیل نہیں

(۳) الفاظ خلافت و زور و زور نہیں (۴) فصاحت و بلاغت نہیں یعنی کلمات کا جوڑے فائدہ نہ ہو۔

(۵) تعقید و غلطی و معنوی نہیں یعنی الفاظ و معانی میں ایچ پیچ نہ ہو۔

کچھ مخالفت باہر زبان نے قرآن میں بان ہیوب میں سے کوئی ایک عجیب بھی ثابت نہیں کیا۔

اسبابِ بلاغت میں سورس کے برابر ہیں۔ تمناز۔ استعارہ۔ کنایہ۔ ارواق۔ تمثیل۔ تشبیہ۔  
 ایجاز۔ استعراذ۔ حسن التعلیل۔ تعقین۔ تخیل۔ تکرار۔ انسجام۔ آیہام۔ مبالغہ۔ مخاطبہ۔ مقابلہ۔  
 قرعہ۔ اطناب وغیرہ وغیرہ

قرآن مجید تمام باریع سے پر ہے۔ قرآن مجید کا طرزِ بیان اور طریقِ استدلال ایسا عجیب و غریب ہے  
 کہ جس سے اہل علم و دین علم دونوں مستفید ہوتے ہیں، کلام میں اول سے آخر تک یکساں زور و توجہ ہے  
 فصحاء، بلغاء، شراک و اسیان سخن محسوسات کی کیفیات ہیں۔ اس کے ساتھ کذبِ مبالغہ جو بلاغت  
 ہے اور وہ کسی مضمون کے تابع نہیں رہتے۔ لفاظی کیلئے جو مضمون سوچا گیا ہے جو تانیہ لڑھا آگیا۔ اسکو زور دیا  
 اگر کسی فصیح و بلیغ کو مضمون کا پابند کر کے لفاظی اور تانیہ پائی سے منع کر دیا جائے اور کسی سادہ مضمون  
 حسن اخلاقی یا میراث وغیرہ کے متعلق خالی کش کیا جائے تو فصاحت و بلاغت کی ساری ترکی تمام ہو جائے  
 اگر کوئی شعر کوئی فقرہ یا مطلب کیا جائے جو تمام لوازم فصاحت و بلاغت سے محروم ہو تو ساری شیشی  
 لڑکھی ہو جائے۔

قرآن مجید میراث، صدقات، عصمت وغیرہ تمام مضامین کو کمال فصاحت و بلاغت اور  
 زور کے ساتھ ادا کرتا ہے اور ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف ایسی خوب سے منتقل ہوتا ہے، کہ  
 پٹھنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اہل علم حیران رہ جاتے ہیں۔ قرآن سے جس قدر رسائل و علوم کا استنباط  
 ہوا ہے اسکی نظیر نانا ممکن ہے۔۔۔ یہ سوتے اسکی تفصیل کا نہیں۔ کسی دوسری جگہ انشاء اور اسپر کچھ لکھا جائے  
 غرض خداوند علامہ نے کلام کو اس شان پر رکھا ہے کہ کیا باعتبار عبارت کیا باعتبار معانی کیا باعتبار  
 مطالب تمام مخلوق اس کا شل بنانے سے عاجز ہے۔ اسلئے اس میں کوئی کلام نہیں مل سکتا۔ اور کسی کا کلام کیا  
 ملے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں مل سکتا۔ جس جگہ حدیث میں آیت کا کوئی جملہ لیا ہے وہاں  
 وہی کلام مسجد مسجد معلوم ہوتے ہیں۔

دوسرا طریق خدا نے کہ ہم نے حفاظت کا یہ قرار دیا ہے کہ چنانچہ نماز میں قرآن کا پڑھنا فرض کیا ہے  
 تراویح میں قرآن سنا۔ قرآن کی تلاوت کا بڑا اجر مقرر کیا ہے۔

### نبی کی طرف سے حفاظت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ حفاظت کی کہ کثیر التعداد لوگوں کو لکھا دیا۔ لاکھوں  
 زیادہ نفوس کو پڑا دیا۔ خزانوں کو حفظ کرا دیا۔ اور اس کے لکھنے پڑھنے، حفظ کرنے کا بڑا اجر بیان فرمایا  
 تاکہ لوگوں کو رغبت ہو۔

## صحابہ کی طرف سے حفاظت

صحابہ نے ہر طرح حفاظت کی، لکھا پڑھا۔ حفظ کیا، اشاعت کی۔ لکھا پڑھا یا حفظ کر لیا۔ سورتیں آئیں، کلمات، احداث شدہ کو دے کر کم و بیش کا وہم بھی نہ رہا۔ مدارس قائم کئے۔ معلمین و متعلمین کے وظائف مقرر کئے۔ علم تفسیر کی بنیاد قائم کی۔

## تابعین و تبع تابعین کی طرف سے حفاظت

اس مقدس گروہ نے تعلیم و کتابت میں اپنے اساتذہ کی پوری پوری پیروی کی، مدارس قائم کئے حفاظ و قراء کی ہر طرح اعانت و قدر کی۔ اعراب و نفاذ قائم کئے۔ اور ان کو شمار کے جواہر بنا کر غلطی کا احتمال نہ رہے تفاسیر تصنیف کی اور بعض علوم متعلقہ قرآن پر تصانیف کیں۔

## علماء و ائمت کی طرف سے حفاظت

حضرات ائمہ و علمائے فقہ و کتابت میں بے نظیر سعی کی، کثرت سے تفاسیر اور دیگر علوم قرآن پر تصانیف کیں مسائل کے مستنباط کے اصول قائم کئے۔

## عام امت کی طرف سے حفاظت

عوام نے رغبت کے پڑا اور لکھا۔ مدارس میں قرآن پڑھتے ہیں۔ اور رمضان میں تلاوت میں سنتے ہیں پوسے لکھے تلاوت کرتے ہیں۔ ناظر پڑھتے ہیں۔ حفظ کرتے ہیں۔

غرض اس کتاب کی ابتدا سے آج تک ایسی حفاظت ہوئی ہے کہ اس سے نیا وہ خیال نہ پاس میں نہیں آ سکتی۔ اور وہ آج تک اجنبہ محفوظ ہے۔

جس حفاظت سے قرآن ہم کسب ہو چکا ہے۔ یہی نظر و نیاں نہیں (انسانیکہ سپہ بایا)

## علوم القرآن

قرآن مجید علوم کا مخزن و معدن ہے۔ بڑے بڑے علماء و ائمہ نے یہ کام سر انجام دیا ہے۔ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العریضہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قرآن میں مشرک و علوم ہیں ائمہ و علمائے تصانیف و تفسیر کو جو شخص مطالعہ کرے گا وہ اس قول کی صداقت کو تسلیم کرے گا۔ یہ تو اپنیوں کی رائے ہے۔ اخبار سے سنئے۔

ٹھکانہ مدرسہ فرانسس نے لکھا ہے کہ۔ یہ کتاب قرآن تمام آسمانی کتابوں پر غلبہ ہے، ایک ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازل خدایت نے انسان کیلئے جو کتابیں طیار کی ہیں ان میں سب بہترین

کتاب ہے۔ اس کے نفع انسان کی خیر و صلاح کیلئے فلاسفہ و زبان کے نفعوں سے کہیں اچھے ہیں۔ خدا کی عظمت اس کا حوت حوت لبر نہیے۔ قرآن علم اور کلمے ایک علمی کتاب، اشاعتیں علم نفع کیلئے ذخیرہ و شراکتیں عروض کا مجموعہ اور شرائع و قوانین کا علم انسانی نظر میں یہ ہے مسلمانوں کو اس کتاب کے پوتے ہونے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔ اسکی فصاحت و بلاغت انہیں ہمارے جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیانہ کئے ہوئے ہے۔ یہ واقعی بات ہے اور یہی واقعیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے افشار و اندول اور شاعروں کے سراسر کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں اس کے عجائب ہیں جو روز بروز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں اور اس کے سراہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے ( )

پروفیسر ڈیویڈ جیٹ لکھتے ہیں۔ ہم پر واجب ہے کہ اس امر کا اعتراف کریں کہ علوم طب، فلکیہ، فلسفہ و ریاضات وغیرہ جو قرن دہم میں یورپ تک پہنچے۔ وہ قرآن سے مستفیس ہیں۔ اور یہ مسلم کی بدولت ہیں (صوت المجاز ذی قعدہ ۱۳۵۰ھ ہجری)

میرا کیا مان ہے جو قرآن کے متعلق کچھ لکھ سکوں۔ یہ کام غیر فضلہ بھی مشکل سے سرانجام دیکھتے ہیں اس قسم کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ کہ قرآن مجید سے کس کس طرح کن کن علوم کا استنباط کیا جاتا، اور کون کون سے علوم موجود ہیں۔ میری تحقیقات و معلومات اس معاملہ میں بیشتر صفر کے ہے۔ میں بطور نمونہ اشارۃً چند علوم کا ذکر کرتا ہوں۔

### علم الحساب

اس علم کے اصول میں دو چیزیں ہیں۔ عدد صحیح۔ عدد کسر۔ جو عدد صحیح ہیں وہ حساب میں با جمع کی صورت میں ہیں یا تفریق کی یا ضرب کی، یا تقسیم یا تنصیف یا تفضیف کی۔ باقی قواعد انہیں کی نوع ہیں۔

تفریق۔ عَاشَ مِنْهُمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا۔  
ضرب۔ مَثَلُ الَّذِينَ يَبْغُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الزَّ  
تقسیم۔ بَرِّصِكُمْ اللَّهُ فِي آذَانِهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الزَّ  
علم تبصیر روایا

إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ كَوْنًا أَعْمَ۔ لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوُيَاغِ

علم بدیع

صَدَقَتْ مِرَاعَاةُ النُّظَرِ النَّسْ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانِ إِلَّا

صنعت عکس۔ مَخْرُجُ الْحَيِّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمَخْرُجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ۔

علم عروض

بحر معل۔ ثَوَاثِرُ ثَمَرٍ وَأَنْفَرَتْ هَذَانُ (فاعلان فاعلان فاعلان)

بحر متقارب۔ نَعِمَ الْكُوْلُ وَنَعِمَ النَّصِيرُ۔ (فعلن فعلن فعلن فعلن)

علم الامثال

لَنْ أَدَهْنَ النَّبِيُّوتِ كَبِيَّتِ الْعَنْكَبُوْتِ الْاَيَةُ

علم القیافہ

فَاِذَا جَاءَ الْحَوْثُ رَاَيْتُمْهُمْ يُظْرَوْنَ اِلَيْكَ نَظْرًا مَخْفِيًا

علم النقر

فَدُخَابٌ مَنْ دُخِمَا۔ دُخِمَا کی اصل دُخَسَ ہے۔ جب کچھ حرفت ایک صورت کے جمع ہوں تو تخفیفاً ایک کو بدلتا کچھ دوسرے حرفت سے بخلاف صورت ابدال کے پھر سرتاب ہے لہذا ایک بن کو اس کے

علم الرجال

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا مِجْحَاثًا مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا اِلَآءَ بِرَأْيِهِمْ

علم الاحلاق

لَنْ اَللّٰهُ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ هَلْ حَرَكَةُ الْاِحْسَانِ اَوْ الْاِحْسَانُ هـ

یہ علم ایسی وصفت کے ساتھ قرآن مجید میں ہے کہ یہ مختصراً ایک عمل بیان کی بھی مشعل نہیں ہو سکتی۔

وَكَرَّارٌ لِّذُنَّ كَلْبٌ۔ اخلاقی احکام قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کمال ہیں (پریمک انکم)

علم التشریح

فَاِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نَظْفٍ ثُمَّ مِنْ عُلْفَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّصَنِّعَةٍ مُّخْتَلِفَةٍ اِلَٰه

علم النفس

فَظَنَّتْ اِلٰهُ التَّحِي فَظَنَّا النَّاسَ عَلَيٰهَا اِم۔

جغرافیہ

وَلَوْ يَبْزُوْا اِنِّی الْاَرْضُ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اِنَّ

ہیئت

تَبَارَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَرْضِ رِجًا وَمَعَالًا لِّرَاٰجِعٍ اِلَآیْهَا

عِلْمُ السَّائِغِ  
لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ  
عِلْمُ الْمَعِيشَةِ  
وَلَقَدْ مَكَّنَّا لَكُمُ الْأَرْضَ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ  
عِلْمُ دِرَايَةِ  
إِنْ جَاءَكُم مِّنْ فَتْنٍ أَوْ عِبَازٍ  
عِلْمُ تَحْوِيدِ  
وَرَوَى الْقُرْآنَ تِزْنِيلاً

غرض کثیر التعداد علوم ہیں جو قرآن سے لئے گئے ہیں۔ اگر کوئی بغیر انصاف تبلیغ و فقہ اسلام پر نظر کرے تو یہ اس میں پرکاشۂ ظاہر و باہر ہو جائے گا۔

## علوم التفسیر

قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے اور اسکی تفسیر کیلئے جن علوم کی ضرورت ہے انکے لئے ان کی تعداد میں کئے سے زیادہ متفرک ہے ہر علم پر مختلف زبانوں میں ضخیم جلدات تصنیف ہوئی ہیں۔ مسلمانوں نے قرآن اور قرآن کے متعلق علوم اور قرآن کی تفسیر اور اس کے متعلق علوم کی بے نظیر حفاظت کی ہے۔  
میں ان علوم میں سے کم و بیش سو کا ذکر تاریخ التفسیر میں کر چکا ہوں۔ یہاں مزید تفصیل کی ضرورت اور موقع نہیں۔ نمونہ کے طور پر چند علوم کے نام لکھے جاتے ہیں۔

علم آیات متشابہات۔ علم دلیلی۔ علم سبب نزول۔ علم موافقات صحابہ۔ علم سائر قرآن و سوره۔  
علم راجع وترتیب قرآن۔ علم وقت وابتداء۔ علم آداب تلاوت، علم غریب۔ علم ضائر۔ علم افراد و جمع۔  
علم حکم و تشابہ۔ علم بدیع۔ علم فہم و اصل آیات۔ علم فرائح۔ علم مناسبت۔ علم مستند و علوم۔ علم تاریخ و سنون  
علم آیات محکمہ۔ علم تشبیہ استعارات۔ علم امثال القرآن۔ علم قراءات و غیرہ وغیرہ۔ ان علوم پر پانچ سے زیادہ تصانیف ہیں

## تفاسیر قرآن

قرآن کلام الہی ہے جو رسول کریم پر نازل ہوا۔ قرآن میں انسان کی تمام دنیوی و دینی و اخروی ضروریات کیلئے ہدایات ہیں اور تمام علوم و فنون موجود ہیں۔ چونکہ ہدایات و ضروریات کی انتہاء نہی اور کلام مدخل بشری

باہر کرنا تھا۔ اسلئے قرآن میں صرف اصول مذکور ہیں اور بعض امور بالا جمال ہیں۔ اسلئے اُن کے سمجھانے کی ضرورت تھی۔ خداوند بجلال نے رسول کریم میں ایسی قابلیت پیدا کر دی تھی کہ آپ منشاء الہی کو سمجھ جاتے تھے اور وہی غفلت کے ذریعہ سے بھی آپ کو آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ اسلئے جو آیت آپ پر نازل ہوتی تھی۔ آپ مسلمانوں کو پڑھا دیتے۔ حفظ کرادیتے۔ سمجھا دیتے۔ جو کچھ آپ فرماتے وہ قرآن کا تفسیر تھی۔ آپ کے اس ارشاد کو حدیث کہتے ہیں۔ اسلئے قرآن کے سب سے پہلے مفسر رسول کریم اور سب سے پہلی تفسیر جو آپ سے بعض صحابہ کرام کے ساتھ حضور کے تفسیری جملے بھی لکھ لیتے تھے۔ آپ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے ایک ہزار حدیث کا ایک مجموعہ ترتیب کر کے صدائے قدس نام رکھا تھا۔ یہ کتاب دوسری صدی ہجری تک موجود تھی (تایخ الحدیث ۵۹)۔ اپنی تفسیر کے نام سے حضور کے عہد میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ایک تفسیر النبی شہو ہے۔ اس میں حضور کی فرمودہ تفسیر کو بیان کیا گیا ہے مگر یہ کئی صدی بعد شیخ ابوالحسن محمد بن قاسم الغفیر نے ترتیب کی ہے۔ عہد خلافت راشدہ میں دو تفسیریں لکھی گئی ہیں۔ ایک حضرت ابی بن کعب کی تفسیر۔ اپنی پانچویں صدی ہجری تک موجود تھی (تایخ التفسیر ص ۱۸)

دوسری تفسیر عباسی حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر اس کے متفرق نسخے متفرق کتب خانوں میں اب تک موجود ہیں، خلافت راشدہ کے بعد بہت سی تفسیریں تصنیف ہوئی ہیں۔ ماقام الشطر نے پانچ تفسیر کا ذکر و تایخ التفسیر میں کیا ہے۔ تیسریں صدی ہجری کے وسط تک مکمل تفسیر کا تعداد ۱۱۶۱ تھی قرآن کی تفسیر و تراجم سے کوئی ایک کوئی قوم کوئی زبان کوئی راشہ خالی نہیں رہا۔

پچاس پچاس چالیس چالیس جلدوں کی بہت تفسیریں ہیں اور اس سے کم تعداد کی اور بھی زیادہ لیکن ان سے زیادہ تعداد کی تفسیریں بھی ہیں۔

تفسیر انوار الفجر قاضی ابوبکر بن السری (۳۳۵ھ - ۸۰۱ جلد)

تفسیر الانواری شیخ محمد بن علی (۳۵۵ھ - ۱۳۰ جلد)

تفسیر علائی شیخ محمد بن عبدالرحمن بخاری (۳۸۵ھ - ۱۰۰۰ جلد)

تفسیر الاستنارہ شیخ ابوبکر محمد مستم (۱۰۰۰ جلد)

تفسیر الشیرازی شیخ ابوبکر عبدالوہاب (۳۵۵ھ - ایک لاکھ شمار)

تفسیر المہم ابن جریر (۳۵۵ھ - تین ہزار نسخہ)

اس زمانہ میں بھی علامہ جہری طرططاوی (۳۵۵ھ) نے پچیس جلدوں میں تفسیر لکھی ہے تفسیر میں چونکہ مفسر کے علم و ادب کا زیادہ دخل ہوتا ہے اسلئے کسی تفسیر کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا۔

کہ یہ اہل صحیح ہے۔ اکثریت کے اعتبار پر تفاسیر و تراجم کو مستند اور غیر مستند کہا جاتا ہے۔ تخمیناً ستر سے زیادہ مکمل تفسیریں عربی، فارسی، اردو میں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں۔ اکثر کا ذکر میں نے تاریخ التفسیر میں کیا ہے۔ اصل تفسیر اور صحیح تفسیر وہ ہے جو کتب صحاح مشہورہ میں ہے یا جو روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت ابی بن کعب کی تفسیر سے امام احمد بن حنبل نے سند میں، امام ابن جریر طبری نے تفسیر میں، حاکم نے مستدرک میں بہت کچھ لیا ہے۔ وہ بشرہ صحت روایت مسلم ہے۔

تفسیر عباسی یعنی حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر کے جو نسخے موجود ہیں۔ ان میں زیادہ سترہ ہیں جو حواہ بن ابی صلیح نے علی بن طلحہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ کرم، طاؤس، قیس بن سلمہ کے طریق بھی صحیح ہیں۔

ہندوستان والوں کیلئے تفسیر کا اچھا ذخیرہ یہ ہے کہ وہ ترمذی القرآن شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ کی تفسیر فتح العزیز شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ کی جامع التفاسیر نواب قطب الدین خان دہلوی۔ تفسیر نواب حسین علی خان ترمذی القرآن مولانا ابوالکلام آزاد۔ بیان القرآن مولانا اشرف علی تھانوی۔ تفسیر خضائی مولانا عبدالحق خضائی دہلوی کا مطالعہ کریں۔

## تراجم شُرَّان

قرآن مجید کے ترجمے ہر ملک و ہر زبان میں ہونے میں اور ان کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ مسلمانوں نے ترجمے کئے ہیں اور غیر مسلموں نے بھی کئے ہیں۔ تمام تراجم کی صحیح تعداد بتانا مشکل ہے۔ تراجم کی ایک نہایت تاریخ القرآن میں حافظ اسلم جبرائیل نے دی ہے لیکن اس میں بہت کم تراجم درج ہیں۔ ایک نہایت رسالہ برطانوی فروری ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ یہ نہایت مفصل ہے۔ اور اس میں تراجم کی خاصی تعداد درج ہے لیکن یہ نہایت ہی مکمل نہیں۔ برطانوی نالی نہایت میں سو سے کم تراجم ہیں۔ جو نہایت خاکہ دار سے ترتیب کی ہے۔ وہ درج ذیل ہے اس میں ایک سو چالیس کے قریب تراجم درج ہیں۔ لیکن اسکو بھی مکمل نہیں کہا جاسکتا۔

## انگریزی زبان میں تراجم

(۱) ترجمہ مکندہ دوس۔ ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ پھر ایک مرتبہ لندن سے اور ایک بلڈمر کیلئے شائع ہوا

(۲) ترجمہ جارج سیل مد مقدسہ ۱۹۷۷ء۔ چھپیس مرتبہ شائع ہوا۔ آخری ایڈیشن ۱۹۷۷ء میں

شائع ہوا۔ اسپر سروس دوس کا مقدمہ بھی ہے۔ یہ ترجمہ امریکہ میں آٹھ مرتبہ شائع ہوا۔



(۳) ترجمہ رد و قول سلاطین - آٹھ مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔ امریکہ میں بھی شائع ہوا ہے۔

(۴) ترجمہ ای - ایچ پارمنٹیر - تین مرتبہ شائع ہوا۔ ایک مرتبہ امریکہ میں شائع ہوا۔

(۵) ترجمہ عبدالکیم خان شائع

(۶) ترجمہ مرزا ابوالفضل شائع

(۷) ترجمہ محمد علی سلاطین - تین مرتبہ شائع ہوا۔ اورڈینٹیک زبان میں بھی منتقل کیا گیا۔

(۸) ترجمہ غلام سرور سلاطین - آکسفورڈ سے شائع ہوا۔

(۹) ترجمہ کیمپبائل - سلاطین - ترجمہ حضور نظام خدائے ملکہ کے حکم سے کیا گیا۔ سلاطین

نیویارک لکچر سے شائع ہوا

(۱۰) ترجمہ ڈاکٹر بل -

(۱۱) ترجمہ لین - منتخب ترجمہ۔

(۱۲) ترجمہ مارگولیس - سولہ سیپارے کلمے۔

(۱۳) ترجمہ نواب عماد الملک

(۱۴) ترجمہ مدرسہ انجمنین کینٹو

(۱۵) ترجمہ عبدالرشید علی سلاطین

(۱۶) ترجمہ مولوی عبد الماجد دیادی - ابھی مکمل شائع نہیں ہوا

### فرانسیسی زبان میں تراجم

(۱) ترجمہ دارویر - سلاطین - میں چار مرتبہ شائع ہوا۔ لاہی میں چار مرتبہ شائع ہوا۔

اسٹروم میں تین مرتبہ شائع ہوا۔ پیرس کو انگریزی میں سترہ دہائیوں نے اورڈینٹیک زبان میں شائع کرنے

سلاطین میں منتقل کیا۔ پیراڈینٹیک زبان سے جوہی میں کولانکی نے منتقل کیا۔ پیرس ترجمہ کا ترجمہ سلاطین

میں روسی زبان میں ڈیویرس کا ترجمہ کیا۔ سلاطین میں روسی زبان میں فرانکین نے بھی کیا۔

(۲) ترجمہ سیوری سلاطین - آٹھ مرتبہ۔ ایک مرتبہ اسٹروم میں اس کا ترجمہ سلاطین میں بطوری

زبان میں ہوا۔ اور سلاطین میں قسطنطنیہ زبان میں ہوا۔ اور سلاطین میں ارسنی زبان میں ہوا۔

(۳) ترجمہ کیمپبائل - سلاطین - تین مرتبہ شائع ہوا۔ اس کا ترجمہ سلاطین میں قسطنطنیہ زبان میں

اور گلز نے اطالوی میں سلاطین - پھر دوبارہ اطالوی میں اس کا ترجمہ سلاطین میں ہوا۔ نیکولسن

سلاطین میں اسکو روسی میں منتقل کیا۔ کوشش نے سلاطین میں ارسنی میں منتقل کیا۔

(۴) ترجمہ ایڈورڈ مونیر۔ ۱۹۱۶ء۔ اس کا ترجمہ اٹالی میں ہوا۔

(۵) مزدورس۔ ۱۹۳۶ء۔

(۶) ترجمہ لاسیش۔ ۱۹۳۱ء۔

(۷) ترجمہ فاطمہ زہرا۔ ۱۹۳۶ء۔

## جرمنی میں تراجم

(۱) ترجمہ شریکر۔ ۱۹۱۶ء چارترتہ شائع ہوا۔

(۲) ترجمہ ویلہ ناڈر۔ ۱۹۳۰ء۔

(۳) ترجمہ گرلین۔ ۱۹۳۰ء۔

(۴) ترجمہ پولیس۔ ۱۹۳۰ء۔ اسکو ۱۹۳۲ء میں دول نے بعد تصحیح و تہذیب دوبارہ شائع کیا۔

(۵) ترجمہ المان۔ ۱۹۳۰ء۔ آٹھ مرتبہ شائع ہوا۔

(۶) ترجمہ ہیننگ۔ ۱۹۳۰ء۔

(۷) ترجمہ گری گول۔ ۱۹۳۰ء۔

(۸) ترجمہ روڈرٹ۔ ۱۹۳۰ء۔

(۹) ترجمہ گرم۔ ۱۹۳۳ء۔

(۱۰) ترجمہ گولڈاسمیتھ۔ ۱۹۱۶ء۔ دو مرتبہ شائع ہوا۔

(۱۱) ترجمہ ہنگی۔ ۱۹۳۵ء۔

(۱۲) ترجمہ آرئلڈ۔ ۱۹۳۶ء۔

(۱۳) ترجمہ گلارڈ۔ ۱۹۱۱ء۔

## یونانی

(۱) ترجمہ نیشائی۔ ۱۹۳۵ء میں مرتبہ شائع ہوا۔

## لاصینی

(۱) ترجمہ بلانڈ۔ ۱۹۳۳ء۔

(۲) ترجمہ مارکس۔ ۱۹۳۵ء۔

## پولینڈ

(۱) ترجمہ پوسکیف۔ ۱۹۳۵ء۔

## ۱۲۲ امالین

- (۱) ترجمہ اریفاس ۱۵۴۵ء
- (۲) ترجمہ گلزدہ ۱۸۴۴ء
- (۳) ترجمہ تبریری ۱۸۵۲ء - تین مرتبہ شائع ہوا۔
- (۴) ترجمہ دیوانہ ۱۹۱۲ء
- (۵) ترجمہ برائسی ۱۹۱۳ء
- (۶) ترجمہ فراغاسی ۱۹۱۳ء
- (۷) ترجمہ فرح ۱۹۲۵ء
- (۸) ترجمہ ہونکی ۱۹۲۹ء

### پرتگالی

- (۱) اس زبان میں صرف ایک ترجمہ ہے جو فرانسیسی سے ترجمہ ہوا ہے

### اسپینی

- (۱) ترجمہ ڈی رولس ۱۸۴۴ء
- (۲) ترجمہ اورٹیز ۱۸۷۵ء
- (۳) ترجمہ ریگوندو ۱۸۷۵ء
- (۴) ترجمہ برادو ۱۹۰۶ء
- (۵) ترجمہ کاٹو ۱۹۱۳ء - تین مرتبہ شائع ہوا۔
- (۶) ترجمہ ہرننڈز ۱۸۸۳ء

### ہنگری

- (۱) ترجمہ نواپوڈکیون ۱۸۵۵ء
- (۲) ترجمہ غرسون

### سروی

- (۱) ترجمہ میکولوپریشن ۱۸۹۵ء

### ہالینڈ

- (۲) ترجمہ شوگر ۱۹۴۱ء

(۲) ترجمہ گلشنِ شمس ۱۶۵۵ء - دوبارہ شائع ہوا

(۳) ترجمہ زونیس - ۸۵۹ء

(۴) ترجمہ کیزو - ۱۶۶۶ء - چارترہ شائع ہوا

(۵) ترجمہ صحیحہ کا ترجمہ اینسٹ کی زبان میں کیا گیا۔

### البانی

(۱) اس زبان میں ایک ترجمہ ایک مسلمان نے کیا ہے جس نے اپنا نام - مہدی لکھا ہے۔

### عبرانی

(۱) ترجمہ رکنِ دولت ۸۵۵ء

(۲) ترجمہ دولین ۱۹۳۳ء

### انڈو چائنا کی زبان

(۱) ترجمہ امیر شاہ کوئٹہ ۱۹۸۸ء

### ڈنمارک

(۱) ترجمہ پڈسن ۱۹۱۹ء

(۲) ترجمہ بول ۱۹۲۱ء

### ارمنی

(۱) ترجمہ میر حسن ۱۹۰۹ء - دوبارہ شائع ہوا

(۲) ترجمہ سورن - ۱۹۱۱ء

(۳) ترجمہ کوہنیاں - ۱۹۱۱ء

### رومانی

(۱) ترجمہ ایو بیکل ۱۹۱۲ء

### آسٹریا

(۱) ترجمہ نوابزادہ گدیوں

(۲) ترجمہ گرسن

### جاپانی

(۱) ترجمہ کاسوٹو

## یوہی

(۱) ترجمہ وسیلہ - ۱۹۲۵ء

(۲) ترجمہ شکیل - ۱۹۳۳ء

## بلغاری

(۱) ترجمہ سوئٹسکوف - ۱۹۳۳ء

(۲) ترجمہ سکولف - ۱۹۳۳ء

## چینی

(۱) ترجمہ پائون پینگ - ۱۹۳۵ء

(۲) ترجمہ لوین جودہ ہا جو - ۱۹۳۳ء

(۳) ترجمہ چیونگ - ۱۹۳۱ء

(۴) ترجمہ جی چینگ - ۱۹۳۴ء

## سویدن

(۱) ترجمہ کرسٹوپ - ۱۸۴۳ء

(۲) ترجمہ ٹوڈ برگ - ۱۹۲۵ء

(۳) ڈورسٹن - ۱۹۱۷ء

## افغانی

(۱) اس زبان میں صرف ایک ترجمہ کا پتہ چلا ہے جو ۱۳۱۹ ہجری میں شائع ہوا ہے۔

## سواہیل زبان

(۱) ترجمہ ڈی لٹ - ۱۹۲۳ء

## بنگالی

(۱) اردو ترجمہ شاہ رفیع الدین کو بنگالی میں ۱۳۴۹ء میں منتقل کیا گیا۔

(۲) ترجمہ مہوبیان - ۱۹۱۸ء

(۳) ترجمہ نعیم الدین - ۱۹۱۹ء

(۴) ترجمہ مجلس علماء بنگال - ۱۹۲۵ء

(۵) ترجمہ گولڈ سٹاک - ۱۹۰۸ء - دوسرے شائع ہوا۔

## ہندی

- (۱) ترجمہ بارک اٹھ سنہ ۱۲۹۷ھ - دہرہ شائع ہوا  
 (۲) ترجمہ ہدایت اللہ غازی سنہ ۱۳۰۵ھ -  
 (۳) ترجمہ شمس الدین بخاری سنہ ۱۳۱۲ھ  
 (۴) ترجمہ فیروز الدین سنہ ۱۹۰۳ھ

## سندی

- (۱) ترجمہ عزیز اللہ المقلوبی سنہ ۱۲۹۷ھ  
 (۲) ترجمہ محمد صدیق عبد الرحمن سنہ ۱۲۹۷ھ

## گجراتی

- (۱) ترجمہ عبد القادر بن لقمان سنہ ۱۸۷۹ھ  
 (۲) ترجمہ حافظ عبد الرشید سنہ ۱۳۰۵ھ - دہرہ شائع ہوا  
 (۳) ترجمہ محمد ہفت سانی سنہ ۱۲۹۷ھ  
 (۴) ترجمہ غلام علی سنہ ۱۹۰۳ھ

## جاوی زبان

- (۱) ترجمہ نیا داپا سنہ ۱۹۰۳ھ

## پشتو

- (۱) ایک ترجمہ پشتو میں مولوی جمال الدین خان وزیر یاست بھٹال نے بعد شاہجہان بیگم کو لیا۔

## ترکی

- (۱) ترجمہ حسین حبیب آغزی -  
 (۲) ترجمہ علامہ جمال -

- (۳) ایک ترجمہ ترکی زبان میں نواب سکر بیگ صاحب دایہ بھٹال نے سنہ ۱۳۸۵ھ میں لکھا۔

## ہندی

- (۱) ایک ترجمہ ہندی میں رئیس التجار خان بہادر احمد الدین اولیٰ اسی سکنہ آباد دکن نے لکھا  
 یہ غالباً سنہ ۱۳۰۵ھ میں شائع ہوا ہے  
 "تفنگی" میں ایک ترجمہ تفصیل معلوم نہیں۔ مڑاٹی میں بھی علی ہذا القیاس۔

## فارسی

(۱) ترجمہ شیخ سعدی شیرازی (ساتویں صدی ہجری)

(۲) ترجمہ آقا نعت الشیخ طبرانی۔

(۳) ترجمہ مزار خلیل صہبائی۔

(۴) ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی۔

(۵) ترجمہ شاہ عبد الغفری دہلوی۔

(۶) ترجمہ قاضی شاد اللہ پانی پتی۔

## ہندوستانی قدیم

(۱) ہندوستانی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ راجہ ہروگ بین دایک فرار داس حصہ شمالی پنجاب نے  
 ۱۸۵۷ء ہجری میں کرایا۔ پروفیسر گوشتال ایم اے، ایم آر۔ اے۔ ایس ایلٹ، ایس اے لندن کہتے ہیں۔  
 ۱۹ویں صدی (نویں صدی ہجری) میں قرآن مشرقیہ کابلہندو راجہ کی تحریک پر ہندی زبان میں ترجمہ  
 کیا گیا۔ (رسالہ عرفی زبان ۳۵)

## اُردو زبان

(۱) اُردو میں پہلا ترجمہ مولوی عزیز اللہ ہونگ، ادنگ آبادی (دکن) کا ہے اس کا نام چرخِ فہد ہے  
 (۱۸۳۱ء ہجری) لیکن یہ صرف تیسویں پارہ کا ہے۔

(۲) سب سے پہلا مکمل اُردو ترجمہ حکیم شریف خاں دہلوی متوفی ۱۲۳۳ھ کا ہے۔ لیکن یہ اب تک شائع نہیں کیا  
 اور ان کے خاندان میں محفوظ ہے۔

(۳) ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی ۱۲۴۳ھ۔ یہ نہایت معتبر و مستند اور مقبول ترجمہ ہے اور بعد کے  
 تمام اُردو ترجمہ کرنے والوں نے اس سے مدلی ہے۔ یہ ترجمہ اتنی ترجمہ تکست سنیں اور مختلف مطابع میں شائع کیا  
 کہ اس کا صحیح شمار نہیں بتایا جاسکتا۔ اور اب تک اس کی اشاعت برابر جاری ہے۔

(۴) ترجمہ شاہ رئیس الدین دہلوی (مستقیم) یہ بھی مقبول و مستند ترجمہ ہے۔ باطل شائع ہو چکا ہے اور اب تک  
 برابر اشاعت جاری ہے۔

(۵) ترجمہ مولوی فتح محمد جالندہری۔

(۶) ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد خان دہلوی

(۷) ترجمہ سر سید احمد خان دہلوی

- (۸) ترجمہ مرزا قیصر دہلوی۔  
 (۹) ترجمہ مسٹر محمد علی لاہوری۔  
 (۱۰) ترجمہ مولوی فتح محمد نائب لکھنوی۔  
 (۱۱) ترجمہ مولوی شمس الدین امرت سرائی۔  
 (۱۲) ترجمہ ڈاکٹر عبد الباقی۔  
 (۱۳) ترجمہ مولوی احمد رضا خان بریلوی۔  
 (۱۴) ترجمہ غلاب وقار نواز جنگ۔  
 (۱۵) ترجمہ خواجہ حسن نظامی دہلوی۔  
 (۱۶) ترجمہ مولانا عبد الحق حقانی دہلوی۔ مستند و بارشائع ہو چکا ہے۔  
 (۱۷) ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی۔ مستند و مرتبہ شائع ہو چکا ہے اور اب تک برابر اشاعت جاری ہے  
 (۱۸) ترجمہ مولانا عاشق الہی سیرٹھی۔ بارشائع ہو چکا ہے۔  
 (۱۹) ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد۔  
 (۲۰) ترجمہ شیخ اہند مولانا محمود حسن دیوبندی۔ کئی بار چھپ چکا ہے۔  
 (۲۱) ترجمہ مولوی ابوالکلام صلیح۔  
 (۲۲) ترجمہ مولوی عبدالرحیم۔  
 ان آمد و تراجم میں ترتیب نمبر ۳ و ۴ و ۱۶ و ۱۷ اور ۱۸ و ۱۹ زیادہ مشہور ہیں۔  
 یہ میں نے کل ۱۱۳ تراجم کی فہرست دی ہے جو برہان کی پیش کردہ فہرست کے چند کتب غریب ہے۔

## قرآن اور الفاظِ خیلہ

دنیا کی پہلی زبان، دنیا کی سب زبانوں میں سے زیادہ باقاعدہ زبان، انسان کا عالم میں سے زیادہ سراپہ رکھنے والی زبان عربی ہے اور یہی تمام زبانوں کی اصل ہے۔ اور تمام زبانوں میں کثیر سراپہ ایسی کاویا ہو اسے۔ اس لئے کسی لفظ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ فلاں زبان سے عربی میں آیا ہے مشکل ہے۔ بالخصوص اُس زمانہ میں جبکہ دنیا میں نہ ایسا قابلِ فخر تمدن تھا، نہ علوم فنون کا سمندر موجزن تھا۔ اس عہد میں تو ہر زبان اس قابلِ ہونگی کہ اپنی ہی پوری سے اپنا کام چلا سکے۔ اور عربی زبان تو ایک بحرِ پیدا کار ہے۔ اسکو دوسروں کی طرف نظر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور قرآن مجید کی عبارت میں دوسری زبانوں کے الفاظ



کا کیا کام تھا؟ کیا عربی البی نامدار اور کمایہ زبان محی کر قرآن کی سیدھی سادھی عبارت کیلئے اُس کے پاس الفاظ نہ تھے؟ جو معنی میں اس قابل ہوں گے جس آئینہ نے محنت سے کنیت عرب میں توجہ جو کی نہیں دیکر آئینہ میں کسی لفظ کا استعمال دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ فلاں زبان کا لفظ ہے۔ اس قسم کا الفاظ کے متعلق بعض بے مروت باتیں بھی لکھ گئے۔ کسی نے لکھا کہ عربی ہندی لفظ ہے حالانکہ ہندی لغت میں کوئی لفظ عربی نہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب عربی ہند کے تعلقات میں اس قسم کا الفاظ کے متعلق جو بعض متقدمین نے آئینہ غیر کے قلم سے لکھا ہے کہ لغت اور لفظ ہے۔

اس طرح سک (سنگ) زنجبیل اور کافور کے متعلق لکھا کہ یہ ہندی لفظ ہیں لفظ ہے۔ کیونکہ سک کو اول سنسکرت میں مرگ دہ، پھر رگنالیہ، پھر کستوری کہا گیا ہے۔ اور کافور کو گھنساہ پھر جندہ پھر ستاہرہ کہا گیا ہے۔ اور زنجبیل کو دشوہیشتم، پھر مہوشتم، پھر ناگرم، پھر ستیشی کہا گیا ہے۔ سو سکا۔ زنجیرا۔ کر بوم، یہ الفاظ کتب طب سنسکرت میں متشع کے بعد آئے ہیں جب سندھ و ہمسایہ پرچہ ہزار ہا تھا۔ اور حکمائے ہند دیار خلافت میں بابا یسویہ چکے تھے اس لئے سو سکا سنگ کی زنجیرا زنجبیل کی، کر بوم کافور کی خرابی ہے۔

نورنجیرا ہندی لفظ نہیں، فرانسیسی لفظ ہے امام الانس خراب کمال الدین ص ۵۰۔ محاکر ایسان فرانسیسی نے اقبال کیا ہے کہ فرانسیسی میں ادوہ کے نام عربی سے آئے ہیں اس لئے نورنجیرا ضرور زنجبیل کی خرابی اور زنجبیل عربی لفظ ہے۔ زنجبیل اور کافور جنت کے پھولوں کے نام ہیں۔ جنت کی زبان عربی ہے اور جنت دنیا سے پہلے پیدا ہوئی ہے۔ زنجبیل عرب میں عمان میں پیدا ہوتا ہے۔ کافور عرب میں ایک خوشبو کا بھی نام تھا جو کیلے کے خوشے سے بنائی جاتی تھی۔ سنگ خطا و فتن کا شہر ہے۔ اس لئے ان الفاظ اور خوشبو کا ہندوستان سے مخصوص کرنا صحیح نہیں۔

قرآن ہفت قبائل عرب کی فصیح زبان ہے۔ امام دانی نے سب سے معروف کی تشریح میں صرف ہفت فصیح قبائل قریش کو لکھا ہے۔ اگر محققین کے نزدیک غیر زبانوں کے الفاظ بھی ہوتے تو امام سومرٹ ضرور ظاہر فرمادیتے۔ کہا جاسکتا ہے کہ ان ہفت قبائل عرب کی زبان کا لفظ ایک استعمال کر لیا ہو تو اس کے جواب میں میں عرب و عربی عرض کر دوں گا۔ یہ ممکن ہے مگر الفاظ مذکورہ اور دیگر قرآنی الفاظ ایسے اہم اور خاص الفاظ و کلمات ہیں جن سے ایک عظیم الشان زبان خالی ہو عظیم الشان کیا معمول زبان بھی خالی نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید میں جس جگہ قرآن کے متعلق کچھ بیان آیا ہے، عربی کی خصوصیت کی گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے

کہ یہ خالص عربی زبان ہے اس میں الفاظِ دخیلہ وغیرہ کا قائل ہونا غلطی ہے۔ عربی قدیم کے بعض متروک اسماؤں کے ہیں جن کو بعض نے غلطی سے دخیلہ سمجھا ہے۔

الم شافعیؒ جیسے فصیح و بلیغ و ماہر لسان کا قول ہے کہ عربی الیوم وسیع زبان ہے کہ اس کا احاطہ نبی کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔ یہ کیسی بیجا جرات ہے کہ اس زبان کے قدیم الفاظ کو دخیلہ کہا جائے۔

خیل بصری نے عربی الفاظ کی تعداد ایک کروڑ چوبیس لاکھ کے قریب بیان کی ہے۔ اس لئے قدیم عربی الفاظ میں سے کسی لفظ کو دخیلہ کہنے کا شخص حق رکھتا ہے جو سارے کثرت الفاظ کا علم رکھتا ہو۔ اور تمام شاد اور متروک الفاظ پر حاوی ہو گیا کہ بعض عربی الفاظ ایسے بھی ہیں جن کو علماء لغت نے غیر فصیح قرار دیکر وضع لغت نہیں کیا اور بعض الفاظ ایسے ہیں جو عربی قدیم سے دوسری زبانوں میں گئے جیسے بعض اسماء اور بھروسہ لوٹ کر عربی میں آگئے۔ اس لئے اس قسم کے الفاظ سے بعض کو گمان ہو گیا ہے کہ قرآن میں الفاظ دخیلہ بھی ہیں۔

عرب کے سنی خالص اور فصیح کے ہیں چونکہ اس خط کی زبان اور نسل خاص تھی اور زبان طاقتور تھی۔ اس لئے نام عرب ہو گیا تھا۔ الفاظ دخیلہ پر ہم نے مفصل بحث رسالہ زبان و قلم میں کی ہے۔

## تواتر

کسی چیز کو اس تعداد میں بیان کریں کہ ان کا بھڑٹ پر متفق و مجتمع ہونا محال ہو۔ تواتر کہا گیا ہے قاتر کی چار قسمیں ہیں۔ تواتر اسنادی۔ تواتر طبقہ۔ تواتر قدر مشترک۔ تواتر قاریت۔ تواتر اسنادی جو بسند صحیح مسلسل نہ کہ چھ۔

تواتر طبقہ۔ یہ نہ معلوم ہو کہ کس نے کس سے لیا بلکہ یہ تحقیق ہو کہ پچھلے طبقہ نے پہلے طبقہ سے لیا۔ تواتر قدر مشترک۔ اس قسم کا تعلق قرآن سے نہیں حدیث سے ہے (تاریخ الحدیث ملاحظہ ہو) تواتر قاریت۔ ایک نسل نے دوسری نسل سے لیا اور پھر تیسرے نے چوتھے۔ اس نے اپنے اپنے صحابہ اور صحابیات کی تعداد لاکھوں تھی۔ ان میں سے ہر ایک کو کچھ قرآن یاد تھا۔ اور کچھ نہ کچھ قرآن ہر ایک نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ ان میں ہزاروں حفاظ تھے۔ ان میں دس ہزار شہرہ حفاظ تھے۔ ان میں سینکڑوں قراء تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت بیشتر نے خود حضور سے قرآن پڑھا۔ باقی کو حضور کی حیات میں حضور کے حکم سے حضور کے زیر اہتمام مسجد نبوی میں صحابہ نے تعلیم دی۔

ہزاروں قراء کی اسناد مسلسل اس زمانہ سے لیکر رسول کریم تک کتب یہود و نصاریٰ میں موجود ہیں اور ہر

نہانہ کے قرار اپنی اسناد کو کتابوں میں مثلث کرتے رہے ہیں۔

نہانہ رسالت سے آج تک ہر ملک میں ایک طبقہ دوسرے طبقہ سے لیتا چلا آیا ہے اور ابتداء سے آج تک سلسلہ جاری ہے اور اسی طرح جاری رہے گا۔

رسول کریم سے قرآن حاصل کیا صحابہ نے، صحابہ سے تابعین نے، تابعین سے تبع تابعین نے، اسی طرح مسلسل آج تک۔

رسول کریم سے قرآن حاصل کیا حضرت علی نے، اُن سے اُن کے بیٹے امام حسین نے، اُن سے اُن کے بیٹے امام زین العابدین نے، اُن سے اُن کے بیٹے امام باقر نے، اُن سے اُن کے بیٹے امام جعفر صادق نے، اُن سے اُن کے بیٹے امام موسیٰ کاظم نے، اُن سے اُن کے بیٹے امام رضا نے، اسی طرح مسلسل کثیر السند اور خاندانوں میں تعلیم قرآن کا سلسلہ ہے۔

اگر قرآن کی جرت اسناد و نقل کی جائیں تو کئی ضخیم جلدیں مرتب ہو جائیں۔ میں صرف ایک سند ثبوت و تکمیل مضمرین کیلئے نقل کرتا ہوں۔ قاری عبد الشکر تک سلسلہ اس کتاب میں کسی بیان میں نقل کیا جائیگا، قاری عبد الشکر سے آگے سلسلہ اس طرح ہے۔

قاری عبد اللہ عن شیخ ابراہیم سعد عن شیخ حسن بدیع عن شیخ محمد المصطفیٰ عن شیخ احمد التہامی عن شیخ احمد الموند عن شیخ ابراہیم العجیدی عن شیخ عبد الرحمن الاچجوری عن شیخ احمد البقری عن شیخ محمد البقری عن شیخ عبد الرحمن الیمینی عن شیخ یحییٰ بن عوف عن شیخ عبد الحئی السنباطی عن شیخ ذکریا الانصاری عن شیخ رضوان العقبی عن شیخ محمد المنویری عن شیخ محمد الجزری عن شیخ ابن لیث عن شیخ احمد صہبہ الشاطبی عن شیخ ابی الحسن علی بن ہذیل عن شیخ ابی داؤد سلیمان عن شیخ ابی عمر الدانی عن شیخ ابی الحسن طاہر بن غلبون عن شیخ ابی الحسن علی بن محمد بن صالح النہاشمی عن شیخ ابی محمد عبید بن الصباح عن الامام جعفر عن الامام عاصم بن ابی الجوزاء الکوفی عن الامام زید بن حبیش الاسدی عن الامام عبد الرحمن بن حبیب السلمی عن زید بن ثابت وابی بن کعب و عبد اللہ بن مسعود و علی بن ابی طالب عثمان ابن عفان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عرض قرآن مجید کا تینوں قسم کا توازن یا مائع اور شاندار طور پر صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ دنیا کی کتاب کو حاصل نہیں۔

یہ تو تعظیم و عبادت کا مذکر تھا۔ قرآن مجید کی کتاب میں بھی توازن ہے۔ یعنی ہر کتاب اپنے استاد کو

قرآن کی کتابت سیکھتا چلا گیا ہے۔ اہل اسناد نے قرآن کھے جس کتب میں ان لماتہ کا منقل  
تذکرہ ہے۔ جہنے کہیں کہا ہے کہ سید جلال علی (پر داؤد) قاضی علی احمد رحمانہ طبع توفی قشتہ لغز قرآن  
کے شہرہ کاروں میں تھے۔ حضرت کے اسناد کتابت یہ ہے۔

قاضی علی احمد عن حافظ سعید الدین عن حافظ ابراہیم عن حافظ نور اللہ عن  
میر حاجی عن آقا عبد الرشید دہلی عن میر عمار عن زین الدین شعبان عن شمس الدین فیاض  
عن شمس الدین بن ابی رقیب عن عمار بن عقیف عن ولی عجی عن امین الدین یاقوت عن  
زینب خاتون عن محمد بن عبد الملک عن ابی الحسن علی بن عباس عن محمد بن اسد عن ابن مقلہ  
عن ابی الفرج کوفی عن ابی حلی کوفی عن مہدی کوفی عن الامام کسائی عن خضاک بن یحییٰ عن  
عن خالد بن ابی الہتاج عن ابی الاسود دؤلی عن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
قرآن کے شہرہ کاروں کے کلمے ہوئے قرآن لاکھوں کا تعداد میں ہندوستان میں شائع ہوئے ہیں  
یہی نسخہ مستند علی مدنی انہیں نے حضرت جلال علی رحمہ سے استفادہ کیا تھا۔

صاحبزادے محمد رفیع خان بہادر لکھی جو قرآن زبیدی کے نقل میں مشغول ہیں اور مولوی عبد اللہ صاحب کاتب  
ان دونوں صاحبوں کے اسناد میں ہم نے کتاب زبان و علم میں نقل کی ہیں  
تھا اصل۔ یہی قدامت علی۔ زمانہ نزول سے آج تک قرآن پر چھپیں گھنے بار بار بیچ سکویں پڑی جارہی  
غرض تعلیم و تلاوت میں کتابت میں اصل کی قدامت میں ہر طرح قرآن کو اعلیٰ درجہ کا تواتر حاصل ہے  
تواتر قرآن کا ثبوت اہل سنت والجماعت کی کتابت بہت کچھ ذکر ہو چکا اسباب میں اسلام کے ایک بڑے  
فرقہ کے علماء کے اقوال نقل کرنا ہوں۔

فاضل محمد بن الحسن شامی کہتے ہیں۔ ہر کے کہتے اخبار و تفحص تواتر قائم رہا نہ وہ علم یقینی  
میں داغ کہ قرآن و دعایت اعلیٰ درجہ تواتر ہوہ و آکات صحابہ بحفظ و نقل ہی کر دہ آں در جہد رسول خدا مجبوس  
و نہایت بود (شرح کافی لاصادق)

ایسا ہی تفسیر مجمع البیان و تفسیر حاشی و مصائب انوار ص ۳۱ ہے۔ مولوی سید علی محمد مولوی سید رفیع  
علم اہدی سے ناقل ہیں۔ ان القرآن کان علی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد و عائ  
مؤلفا علی ما ہو علیہ الہاں و کان یلکس و یحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان و انہ کان یرض  
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تلی علیہ و ان جماعۃ من الصحابہ کعبہ اللہ بن مسعود  
والی بن کعب و غیرہم ختموا القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ختمات و کل ذلک

بادنی کامل بدل علی نامہ کان مجموعہ علم رباعیہ مشہور و کامیاب۔ یعنی قرآن رسول کریم کے عہد میں اسی ترتیب میں تھا اور ابن سعد دہلی وغیرہ صحابہ نے رسول کریم کو بہت دفعہ مثلاً بلا تخریج الفرقان (۲۴) کسی اسلامی فرقہ کا تحریف قرآن کا عقیدہ ہونا شکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ تمام فرقوں کے علمائے اکابر، کہ قرآن رسول کریم کے عہد سے آج تک بلا تخریب و تبدل کے مثلاً ہے اور قرآن کے حال وہی صحابہ تھے جن کو اہل سنت کہتے ہیں اور مقدس جانتے ہیں۔ تمام اسلامی فرقوں کو قرآن انہیں کے مذہب پر پونہ ہے صحابہ میں سات قدری زیادہ مشہور تھے۔ علم نبوی حضرت علی بھی ہیں۔

## خصوصیات قرآن

- (۱) قرآن وہ کتاب ہے جو صاف لغظوں میں دعویٰ کرتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا کا کلام ہے۔
  - (۲) قرآن وہ کتاب ہے جس کو ایسے مقدس آدمی نے پیش کیا ہے کہ جس کے وجود یا وجود سے کسی کو انکار نہیں اور جس کی مقدس زندگی ہر قسم کے دہنوں سے پاک ہے۔
  - (۳) قرآن وہ کتاب ہے جس نے آہنا و جبر کے تاریک زمانہ میں ازلہ ہو کر دنیا میں نظاہری و باطنی روشنی پیدا کی۔ علم و عدل تہذیب تمدن کا علم بلند کیا۔
  - (۴) قرآن وہ کتاب ہے جس نے نہایت دور کے سات صاف صاف الفاظ میں تمام خلافتِ حدیث تہذیب اسما و اعلام صحابی کی تردید کی۔
  - (۵) قرآن وہ کتاب ہے جس نے صاف الفاظ میں تمام جہالتوں کو بیان کیا ہے۔
  - (۶) قرآن وہ کتاب ہے جو علوم و شرائع کا سرچشمہ ہے۔
  - (۷) قرآن وہ کتاب ہے جسکی مثل فصاحت و بلاغت معنی و مطالب کسی اعتبار سے کوئی نہیں بنا سکا۔
  - (۸) قرآن وہ کتاب ہے جس نے ہر قسم کے مضامین کو تہذیب و انسانیت سے ادا کیا ہے۔
  - (۹) قرآن وہ کتاب ہے جو اپنے زمانہ نزول سے آج تک ہر طرح محفوظ ہے۔
  - (۱۰) قرآن وہ کتاب ہے جس کا زمانہ نزول سے آج تک کسی صحیح تاریخ مدوں و مرتبہ ہے۔
  - (۱۱) قرآن وہ کتاب ہے جس کا شرح سے حدیث معلوم وہی میں آئے۔
  - (۱۲) قرآن وہ کتاب ہے کہ اس کے کلمے یا لہجوں کی مسلسل سند قرآن کے زمانہ نزول سے آج موجود ہے۔
- کتاب زبان و قلم میں مجھے موجود زمانہ کے قرآن نویسی صاحبزادے محمد رفیع خان جہاد گوئی اور مولوی عبدالسلام کی مستدین نقل کر دی ہیں۔

(۱۳) قرآن وہ کتاب ہے کہ جس کے لاکھوں تفسیری رسول کریمؐ کی ہر ایک آیت پر مفسرین مسلسل کہتے ہیں۔ اور یہ سنا د  
اجتہاد سے آج تک ہزاروں مفسرین میں محفوظ ہے۔

(۱۴) قرآن وہ کتاب ہے کہ اس کی شروع علم حدیث و عظیم تفسیر و علم فقہ کے علماء اپنی ہر سنا د  
رسول کریمؐ تک کہتے ہیں اور ان کی اسناد مسلسل ہزاروں میں ہر ایک میں کتب سیر و تواریخ میں شائع  
ہوتی ہوئی ہے۔

(۱۵) قرآن وہ کتاب ہے کہ اس سے قوانین دیوانی و مال و قوجداری و زراعت و صنعت و تجارت  
و عبادات و اعتقادات و معاملات وغیرہ وغیرہ کے متعلق لاتعداد مسائل نکالے گئے ہیں۔ صرف  
امام ابو حنیفہؒ نے تیرہ لاکھ مسائل نکالے ہیں۔ باقی صدیق امہؒ گزرتے ہیں۔

(۱۶) قرآن وہ کتاب ہے جس کے ترجمہ ہر زمانہ میں ہر ایک ہر قوم کے موفقی و مخالف علماء متفق ہیں  
(۱۷) قرآن وہ کتاب ہے کہ جس سے ایک عالم مستبحر اور ایک ان پڑھ و دولہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔  
(۱۸) قرآن وہ کتاب ہے کہ جس کے پڑھنے سے جی نہیں اُٹتا۔

(۱۹) قرآن وہ کتاب ہے جو حروف و الفاظ ثقیلہ و کلمات اشغال رکھنے سے پاک ہے۔

(۲۰) قرآن وہ کتاب ہے جس کے حاملوں کا نبیوں و قابیوں کی مسلسل لایف موجود ہے اور اس کی  
شروع و عظیم متعلقہ کے حاملوں کی بھی صحیح لایف مسلسل موجود ہے جس کا علماء و غیر کو بھی اعتراف ہے

(۲۱) قرآن وہ کتاب ہے جس کی تلاوت ہمیشہ سے جو میں گھنٹے دنیاں جاری ہے۔ اور ہمیشہ جاری رہیگی

(۲۲) قرآن وہ کتاب ہے جس پر عمل جو میں گھنٹے دنیاں ہمیشہ سے جاری ہے اور ہمیشہ تک جاری رہیگی

(۲۳) قرآن وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا خود خداوند ذوالجلال نے وعدہ فرمایا ہے۔ (وَأَن نَّحْفِظَهُ مِن لَّدُنَّا)

الَّذِي يَكُونُ آيَاتِهِ كَحَفِظُونِ اِجْتَبِئْ ذَكَرَ تَرَانِ نَازِلِ فَرَايَا اَللّٰهُمَّ بِمَا اَسْكَنَ مَا قَطَعَ اِيَّاهُ

اَلَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَبَارَكَ الَّذِي مَعَ كُلِّ مِثْقَلِ ذَرَّةٍ عِلْمٌ بِمَا يُعْمَلُ (جہرہ میں)

داخل نہیں ہو سکے گا نہ آگے نہ پیچھے کیونکہ اس کو خداوند حکیم نے نازل فرمایا ہے۔ (سورہ حم مجدہ)

سورہ یس سورہ آلہ ہے۔ دنیاں آسمان کے نیچے قرآن کے علاوہ اور کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے

جس کا متن ابتداء سے لیکر اس وقت تک قرآن سے پاک رہا ہو (لَا تَفْتِنُ مَعَهُ)

ہم قرآن کو بالکل ایسی طرح محمدؐ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کا مجروح یقین کرنے ہیں جس طرح

مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں یعنی اس کے غیر عزت ہو نہ کیا یقین کامل ہے

(وَأَن كَرِيمٌ شَهِدَ جَرِيں مَسْتَشْفِقٌ)

- (۲۴) قرآن الہی کا بیحد تمام عالم میں شائع ہے لیکن ایک لفظ کا اختلاف نہیں۔
- (۲۵) قرآن وہ کتاب ہے جس نے پہلی پہلی ملکیت و ملک پرستی کی ترویج اور شہی قائم کیا۔
- (۲۶) قرآن وہ کتاب ہے جس کی تعلیم فطرت انسانی اور عقل سلیم کے موافق ہے۔
- (۲۷) قرآن وہ کتاب ہے جس نے توحید خالص کو شائع کیا۔
- (۲۸) قرآن وہ کتاب ہے جس نے مساوات کو قائم کیا۔
- (۲۹) قرآن وہ کتاب ہے جس نے سراپہ داری کی مروت کی۔
- (۳۰) قرآن وہ کتاب ہے جس نے ہستیا پرستی اور جوش اور ضلالت کیلئے جنگ کرنا حرام قرار دیا۔
- (۳۱) قرآن وہ کتاب ہے جس نے کمال قانون و عادت موافق عقل و فطرت پیش کیا۔
- (۳۲) قرآن وہ کتاب ہے جس نے عہد قبل کا احترام اہل ان کے حقوق قائم کئے۔
- (۳۳) قرآن وہ کتاب ہے جس نے غلاموں کیلئے آزادی کا دروازہ کھولا۔
- (۳۴) قرآن وہ کتاب ہے جس نے تحقیق و ترقیق و انکشافات علی کا دروازہ کھولا۔
- (۳۵) قرآن وہ کتاب ہے جس نے فدا اور جہالت و دونوں کیلئے رتی کا راہ کھلی اور مناسب ضابطہ پیش کئے
- (۳۶) قرآن وہ کتاب ہے جو ایسی زبان میں ہے جو ہمیشہ سے سچا اور ہمیشہ تک تندہ رہے گی اور دنیا کی زبانوں میں سے زیادہ وسیع اور پاکدامن اور خوبصورت ہے۔
- (۳۷) قرآن وہ کتاب ہے جس کے مثل میں انہ ہونے میں کسی اسلامی فرقے کو شک نہیں۔
- (۳۸) قرآن وہ کتاب ہے جو صاحب کتب کی حیات میں حفظ و تعلیم و ترویج و عمل ہر طرح سے اکثر اطلاع عالم میں شائع ہو گئی تھی۔
- (۳۹) قرآن وہ کتاب ہے جس کی تغیر و تشریح خود صاحب کتاب کی اہل کمالی۔ اور صاحب کتاب کی شاگردوں نے اس کو ظہور کیا۔ اور ان بدگوںوں نے خود بھی اسکی تغیر کی۔
- (۴۰) قرآن وہ کتاب ہے جس کی شروع کی حفاظت و لغت کیلئے مسلم علوم ایجاد ہوئے۔
- (۴۱) قرآن وہ کتاب ہے جس کو حفظ و تعلیم و کتابت، احسان علی غرض ہر طرح پر کمال ملے پر تواتر حاصل ہے

## معجزہ

قرآن مجید حروف و الفاظ و عبارت و ترتیب و معانی و مطالب و تواتر و حفاظت پر اعتبار سے معجزہ ہے۔ دنیا میں کوئی کلام نصاحت، بافت، ہمہ گیری، اشاعت و تواتر میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکا

نصاحت و بلاغت کے متعلق مضمون حفاظت قرآن میں تفصیل کر دی گئی ہے۔ اسکی نصاحت و بلاغت اس کے علمی کمالات اسکی تعلیم کی خوبیوں کا غیروں کے بھی اقبال کیلئے ہے۔ بغیر علم و مورخین کی رائیں ہم نے آخرباب میں جمع کر دی ہیں

قرآن مجید کے عجائبات ایسے ہیں کہ اگر معمولی عقل و ذراست کا آدمی بھی انصاف سے غور کرے تو بے ساختہ کہہ اٹھے کہ یہ خدا کا کلام ہے انسان سے اسکی مثال و نظیر ممکن نہیں۔

قرآن مجید میں کل ۶۶۶۲ آیتیں ہیں۔ ان میں پانچ سو آیتیں ایسی ہیں جن سے مسائل کا استنباط ہوا ہے۔ صرف ایک امام ابو حنیفہ نے تیرہ لاکھ مسائل لکھائے ہیں (قلائد العقود العقیان) اور مجتہدین کے اس کے علاوہ کم و بیش ایک کروڑ مسائل کا استنباط کیا ہو گا۔ اس طرح فی آیت میں ہزار مسائل کا رابطہ ہوا کیا دنیا میں کوئی مذہبی یا قانونی کتاب ایسی ہے کہ جس سے اسقدر استنباط ہوا ہو

کہا جاسکتا ہے کہ استنباط مسائل حدیث و قیاس سے بھی ہوا ہے، یہ صحیح ہے۔ مگر حدیث کے منتقلی میں نے کئی جگہ عرض کیا ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا استنباط آیات قرآن سے کیلئے۔

علامہ ابن جریرانی نے لکھا ہے کہ جس قدر صحیح حدیثیں ہیں ان کی اصلیت قرآن میں مجسّم یا قریب قریب موجود ہے (زیلع الحدیث ۲۵) اسی وجہ سے صحابہ کرام کا معمول تھا کہ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو اسکی توثیق کیلئے کوئی آیت پڑھتے۔

عن ابی ہریرۃ یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس المسکین الذی تردّد اللقمة واللقمتان انما المسکین الذی یتعفف و اقراوا ان شئتم لا یسئلون الناس الخافا، یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ وہ شخص مسکین نہیں جس کو لغتہ دو لغتے دئے جانے میں بلکہ مسکین وہ ہے جو سوال نہ کرے اسکی شہادت میں یا کہتے پڑھو لا یسئلون الناس الخافا، اخریہ النجاشی و احمد) اس قسم کی اور شاہیں ہم نے تاریخ التفسیر ۱۰۵۵ پر نقل کی ہیں۔

مگر قیاس تو وہ بھی قرآن و حدیث ہی کے تحت میں اور اس کے نظائر پر کیا جاتا ہے۔ فرض اسقدر مسائل کا استنباط ہوا ہے کہ اندازہ مشکل ہے اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے ختم نہیں ہوا اور یہ مسائل صرف عبادات ہی کے متعلق نہیں بلکہ عقائد، معاملات، اخلاق، حکومت، تجارت، زراعت، صناعات وغیرہ وغیرہ کے متعلق ہیں۔

اصولیین نے استنباط کر کے فرض واجب مستحب مباح، حلال، حرام، مکروہ، مکروہ تحریمی وغیرہ



قرآن سے ثابت کرنے کیلئے قرآن کی اس طرح تفسیر کی ہے۔ یعنی احکام قرآن مجید اس وقت سمجھ سکتے ہیں جب قرآن کے الفاظ و حروف کی تفسیر کی جائے۔

اسکی چار قسمیں ہیں خاص۔ عام۔ مشترک۔ متماثل۔ جب ان کے استعمال پر غور کیا جائے تو وہ بھی چار قسم ثابت ہوئے۔ حقیقہ۔ تمییز۔ تضاد۔ کفایت۔ ہر اس کے بعد ان کو سنی کے فقہاء کے اعتبار سے چار قسموں پر تقسیم کیا۔ ظاہر۔ نص۔ مفسر۔ محکم۔ اور ان کے مقابل انہوں کا نام خفی۔ مشکل۔ مجمل۔ متشابه رکھا۔ اس کے بعد عبارت قرآن کے معنی سمجھنے اور اس کے اہل لہل کرنے کی چار قسمیں کہیں۔ عبارت النص۔ اشارۃ النص۔ دلالتہ النص۔ اقتضاء النص۔ نص سے مراد عبارت قرآن ہے۔

عبارۃ النص وہ معنی جو کلام سے ثابت ہوں اور سیاق کلام بھی اس کے لئے ہو۔ اشارۃ النص جو الفاظ کلام سے بغیر زیادتی کے ثابت ہوں اور سیاق کلام ان کے لئے نہ ہو۔ دلالتہ النص۔ محکم کی علت بروئے وقت معلوم ہو۔

اقتضاء النص۔ نص کے کسی ایسی چیز کے چاہے کہ کہتے ہیں جو اس پر زیادہ ہو اور نص کے معنی خبر پرکھا صحیح و متحقق نہ ہو سکیں۔

وہ آیات جن سے مادی علوم کا استنباط ہوا ہے (۷۵۰) ہیں۔ یہ علوم بھی تعداد میں بے شمار ہیں۔

المہم قاضی ابوبکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن الرقی متوفی ۷۴۰ھ نے لکھا ہے کہ قرآن سے جس علم کو کما استنباط ہوا ہے ان کی تعداد ستر ہزار ہے (ایضاً التفسیر مشکاۃ)۔ علوم قرآن کے متعلق ایک مضمون ملاحظہ ہے کہ اس میں اسکی تشریح ہے اور غیر ذرا کچھ علماء کی رائیں بھی اس معاملہ میں قابل ملاحظہ ہیں۔

اس بیان کو پڑھنے کے بعد تاریخ عالم کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں نہ کہیں علم کا پتہ تھا نہ فنون کا نشان تھا۔ ذرا سن و لافیات تہذیب و تمدن کا دور تھا۔ اور وہ سرزمین جہاں قرآن نازل ہوا۔ جہالت و ظلم و طغیان کا مرکز تھی اور قرآن کو جو جاس علوم اور اخلاق و فضا کے اسرار و مخزن ہے، جو ظاہری و باطنی ترقی کا رہنما ہے جس کی ضیاء یاریوں سے عالم منور ہوا۔ پیش کس نے کیا؟ ایک آئی نور فریاد کیا ایسے گما ایسے زمانے، ایسی جماعت میں پیدا ہونے والے، پرورش پانے والے، مقیم و ناخدا نہ کو ایسے علم و اخلاق، صدق و درستگی کے آئین کیسے سوجھے ساس کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ خدا نے بتایا۔ مسائل و علوم کا استنباط کس طرح کیا گیا ہے، یہ مجھ جیسے تجزیہ کے کسی بات نہیں خبر علماء سے معلوم ہو سکتا ہے یا فقہ و تفسیر کی قدیم تہذیب سے۔

## معلومات

(۱) امام شافعی کا قول ہے کہ لیسوا للہ ہر سورت کا جزو ہے اور خاص سورہ فاتحہ کا۔ امام اہل مکہ کا کہ ہے کہ نہ کسی سورت کا جزو ہے نہ اہل مکہ۔ البتہ جزو قرآن ہے یا آیت سورہ نمل۔

(۲) تعوذ واجب ہے۔ قرآن نہیں۔

(۳) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کثرت سے صحیح روایات میں یہی الفاظ آئے ہیں (بخاری مسلم - ترمذی)

(۴) لفظ اللہ قرآن میں (۲۵۸۴) مرتبہ آیا ہے۔

(۵) بعض نے کہا ہے کہ جن سورتوں کی ابتدا حروف متطعات سے ہے بجز بقراءت کمال عمران کے وہ بھی ہیں۔ روایت ہے کہ جن سورتوں میں یا ایھا الناس یا یا نبی ادم سے خطاب کیا گیا ہے وہ بھی ہیں اور جن میں یا ایھا الذین امنوا سے خطاب ہے وہ وہی ہیں۔ ایسی ہی روایت سمیع بن ہریرہ سے ہے کہ (۶) کی سورتوں میں اخلاقیات زیادہ ہیں مثلاً تعلیم توحید ذات و صفات اثبات رسالت اور بخت پرستی اور اہم پرستی کی نفرت اہل سورتوں میں احکام زیادہ ہیں۔

(۷) سورتوں کی ابتدا تین قسم سے ہے۔

خدا کی ثناء و صفت کے ساتھ ایک دو تیس ہیں۔ اول صفات جمالیہ کا ثبوت دوم صفات زہریہ کے تحریم و تقدیس۔ پانچ سورتوں کو تنہید و تقدیس سے شروع کیا ہے۔ فاتحہ۔ انعام۔ کہف۔ سبا۔ طہ۔ اور دو کو لفظ تبارک سے فرقان۔ ملک۔ ان میں اثبات صفات ہے۔

سات سورتوں کو لفظ سبحان سے شروع کیا ہے (نبی اسرائیل۔ سبحان الذی لم یسر۔ حدید۔ حشر۔ نوح۔ حمد۔ اعلیٰ)

آئینیس سورتوں کو حروف تہجی سے شروع کیا ہے۔

دس سورتوں کو لفظ نما شروع کیا ہے۔ پانچ کو نداء رسول سے (انزلب۔ طلاق۔ تحریم۔ رنزل (ر)۔ پانچ کو نداء امت سے (نساء۔ اذہ ج۔ جرات۔ یمنہ) تین سورتوں کو جملہ خبریہ سے شروع کیا ہے۔

پندرہ سورتوں کو قسم سے شروع کیا ہے۔

سات سورتوں کو شرط سے شروع کیا ہے (واقعه۔ منافقون۔ تکویر۔ انفطار۔ انشقاق۔ ملز الانفطار)



ایمان و آدم - امراة فروع - ابن نوح - امراة لوط - امراة فرعون - امراة عزیز - ابن لقمان -  
 امراة عمران - ام مری - امراة ابراهیم - امراة ابی لیب - خولہ زوجہ عبادہ بن صامت - ان کے متعلق  
 یہ آیت نازل ہوئی - فَلَا تَحْزَنْ لِقَوْلِ الْكَافِرِ إِنَّهُ فَكَّرَ فِي امْرَأَتِكَ فَاتَّخَذَ مِنْهَا دَاجِمًا يَحْكُمُ بِغُلَامِكَ

## فہرست تعدا و آیات

نام سورۃ	تعدا آیات کی	مکی	شامی	بدری	کوئی	کلمات	حروف
فاتحہ	۷	۷	۷	۷	۷	۲۵	۱۲۲
بقرہ	۲۸۵	۲۸۵	۲۸۳	۲۸۷	۲۸۹	۶۲۱۳	۲۶۷۹۳
آل عمران	۲۰۰	۲۰۰	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۰	۴۴۸۰	۱۶۰۳۰
نساء	۱۷۵	۱۷۵	۱۷۷	۱۷۵	۱۷۶	۴۷۵۰	۱۶۰۳۰
مائدہ	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۰	۲۸۴۲	۱۲۲۲۲
انعام	۱۶۷	۱۶۷	۱۶۶	۱۶۶	۱۶۵	۳۱۰	۱۴۹۲۵
اعراف	۲۰۶	۲۰۶	۲۰۵	۲۰۵	۲۰۶	۴۲۸۷	۱۴۶۲۵
انفال	۷۶	۷۶	۷۷	۷۶	۷۵	۱۱۳۱	۵۲۷۲
توبہ	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۳۰	۱۲۹	۲۵۳۷	۱۱۳۶۰
یونس	۱۰۹	۱۰۹	۱۱۰	۱۰۹	۱۰۹	۱۸۶۱	۷۷۳۳
ہود	۱۲۱	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۳	۱۹۳۶	۷۶۲۲
یوسف	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۸۰۸	۷۴۱۱
زعل	۴۴	۴۴	۴۶	۴۵	۴۳	۸۹۳	۳۶۱۴
ابراہیم	۵۴	۵۴	۵۵	۵۲	۵۳	۸۴۵	۳۶۷
حجر	۹۹	۹۹	۹۹	۹۹	۹۹	۲۶۳	۶۹۰۷
نحل	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۲۸	۱۸۷۱	۷۹۷۴
بنی اسرائیل	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۰	۱۱۱	۱۵۸۲	۶۷۱۰
کہف	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۶	۱۱۱	۱۱۰	۱۴۰۱	۶۶۴۰
مریم	۹۸	۹۹	۹۸	۹۸	۹۸	۹۶۸	۳۹۸۶

نام سورت	نصاب آیات کی	دنی	شمی	بهری	کونی	کلمات	حروف
طہ	۱۳۴	۱۳۴	۱۴	۱۳۲	۱۳۵	۱۲۵۱	۴۵۶۲
انبیاء	۱۱	۱۱	۱۱۱	۱۱۱	۱۱۴	۱۱۸۴	۵۱۵۴
حج	۹۲	۹۴	۹۴	۹۵	۴۸	۱۲۸۳	۵۴۳۲
مؤمنون	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۹	۱۱۸	۱۰۴۰	۴۵۳۸
نور	۶۲	۶۲	۶۴	۶۴	۶۴	۱۴۲	۶۴۱
فرقان	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۹۰۲	۳۹۱۹
شعراء	۲۲۶	۲۲۶	۲۲۴	۲۶۶	۲۲۴	۱۳۴۴	۵۶۸۹
نمل	۹۵	۹۵	۹۴	۹۴	۹۳	۱۱۶۴	۴۸۴۹
قصص	۹۴	۹۴	۹۴	۹۴	۸۸	۱۵۴۴	۶۰۱۱
عنکبوت	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۶۹	۹۹۰	۴۴۱۰
روم	۵۹	۵۹	۶۰	۶۰	۶۰	۸۲۴	۴۵۴۴
لقمان	۳۳	۳۳	۳۴	۳۴	۳۴	۵۵۴	۲۲۱۴
سجده	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۴۴	۱۵۴۴
احزاب	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۱۲۱۰	۵۹۰۹
سبا	۴۶	۴۵	۴۶	۵۴	۵۴	۸۹۲	۲۶۴۶
ناظر	۴۵	۴۵	۴۶	۴۵	۴۵	۴۹۲	۳۲۸۹
یس	۸۲	۸۲	۸۲	۸۲	۸۳	۴۴۹	۴۰۹۰
صافات	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۲	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۴۳	۴۹۵۱
ص	۸۶	۸۶	۸۶	۸۵	۸۸	۴۳۸	۴۱۰۴
زمر	۴۲	۴۲	۴۳	۴۲	۴۵	۱۱۸۴	۴۹۶۵
مومن	۸۴	۸۴	۸۶	۸۴	۸۵	۱۲۴۲	۵۲۱۳
حم سجد	۵۳	۵۳	۵۲	۵۲	۵۴	۸۰۹	۳۴۰۶
شوری	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۳	۸۲۹	۴۵۸۵
زخمت	۸۹	۸۹	۸۰	۸۹	۸۹	۸۴۸	۴۶۵۶

نام سوره	تعداد آیات	دنی	شام	بهری	کونی	کلمات	حروف
دخان	۵۲	۵۲	۵۶	۵۷	۵۹	۲۲۹	۱۲۹۵
جاثیه	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۷	۲۹۲	۲۱۳۱
احقاف	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۳۵	۷۵۰	۲۷۰۹
محم	۳۹	۳۹	۳۹	۳۴	۳۸	۵۵۸	۲۲۷۵
فتح	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۵۶۸	۲۵۵۵
حجرات	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۳۵۰	۱۵۷۳
ق	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۲۷۲	۱۵۲۵
ذاریت	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۳۷۰	۱۵۵۹
طور	۴۷	۴۷	۴۹	۴۸	۴۹	۳۱۹	۱۳۲۲
نجم	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۶۲	۳۶۵	۱۴۵۰
قمر	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۵۵	۳۴۸	۱۴۸۲
رحمن	۷۷	۷۷	۷۸	۷۶	۷۸	۳۵۱	۱۶۸۳
واقعه	۹۹	۹۹	۹۹	۹۷	۹۶	۳۸۲	۱۷۶۸
حلیل	۲۸	۲۸	۲۸	۲۹	۲۹	۵۸۶	۲۵۹۹
عجاده	۲۱	۲۱	۲۲	۲۲	۲۲	۴۷۳	۱۹۹۲
حشر	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۴۷۹	۲۱۰۳
متحنه	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۲۷۰	۱۵۹۳
صف	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۷۶	۷۸۷
مناقرن	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۸۳	۷۲۱
تغابن	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۲۴۷	۱۱۲۲
طلاق	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۹۸	۱۲۳۷
تحریم	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۲۵۳	۱۱۲۲
مات	۳۰	۳۱	۳۰	۳۰	۳۰	۲۳۵	۱۳۵۹
قلع	۵۲	۵۲	۵۲	۵۲	۵۲	۳۰۶	۱۲۹۵

نام سورۃ	تعداد آیات کی	مکی	مَدَنی	شامی	بهری	کونی	کلیات	حروف
حاقہ	۵۲	۵۲	۵۲	۵۰	۵۰	۵۲	۲۶۰	۱۱۳۳
معارج	۴۴	۴۴	۴۳	۴۳	۴۴	۴۴	۲۶۰	۹۷۷
نوح	۲۸	۲۸	۲۹	۲۹	۲۹	۲۸	۲۳۱	۹۷۴
جن	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸۷	۱۱۳۶
مُزَّمِّل	۲۰	۲۰	۲۰	۱۹	۱۹	۲۰	۲۰۰	۸۶۳
مُدَّثِّر	۵۶	۵۵	۵۵	۵۵	۵۶	۵۶	۲۵۶	۱۱۴۵
قیامہ	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۰	۱۶۴	۶۸۲
دھر	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۲۳۶	۱۰۹۹
مُرسَلک	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۱۸۱	۸۴۶
نبا	۴۰	۴۱	۴۰	۴۰	۴۱	۴۰	۱۷۴	۸۰۱
نازعات	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۶	۱۸۱	۷۹۱
عبس	۴۲	۴۲	۴۰	۴۰	۴۱	۴۲	۱۳۳	۵۵۳
تکویر	۲۸	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۱۰۴	۴۳۶
انفطار	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۵۰	۲۳۴
تطفیف	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۱۷۲	۷۵۸
انشقاق	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۳	۲۵	۱۰۸	۴۴۸
بروج	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۱۰۹	۴۷۵
طارق	۱۶	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۶۱	۲۵۴
اعلیٰ	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۷۶	۳۹۹
ناثیہ	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۹۳	۴۸۴
فجر	۳۲	۳۶	۳۶	۳۶	۲۹	۳۰	۱۳۷	۵۸۵
بلد	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۸۲	۳۳۷
شمس	۱۶	۱۶	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۵۶	۲۵۴
یل	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۷۱	۲۱۴

نامِ حروف	آب تک	مد	شای	بصری	کونی	کلمات	حرف
ضخا	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۲۰	۲۳
انشراح	۸	۸	۸	۸	۸	۲۷	۱۰۳
تین	۸	۸	۸	۸	۸	۳۴	۱۶۵
علق	۲۰	۲۰	۱۶	۱۹	۱۹	۷۲	۲۹۰
قدار	۲	۵	۶	۵	۵	۳۰	۱۵۵
بیشہ	۸	۸	۸	۹	۸	۹۵	۴۱۳
زلزال	۹	۹	۹	۹	۸	۳۷	۱۵۸
حاکمیت	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۲۰	۱۷۰
قارعتہ	۱۵	۱۵	۸	۸	۱۱	۲۵	۱۶۰
بکاش	۸	۸	۸	۸	۸	۲۹	۱۲۳
عصر	۳	۳	۳	۳	۳	۱۴	۷۴
ہمنہ	۹	۹	۹	۹	۹	۳۳	۱۳۵
فیل	۵	۵	۴	۳	۴	۱۷	۷۹
ماعون	۶	۶	۶	۶	۷	۲۵	۱۱۵
کوثر	۳	۳	۳	۳	۳	۱۰	۳۷
کافرون	۶	۶	۶	۶	۶	۲۶	۹۹
نصہ	۳	۳	۳	۳	۳	۱۹	۸۱
لہب	۵	۵	۵	۵	۵	۲۴	۸۶
اخلاص	۴	۵	۵	۴	۴	۱۷	۴۹
فلن	۵	۵	۵	۵	۵	۲۳	۷۳
نأس	۶	۶	۷	۶	۶	۲۰	۸۱

قرآن مجید کے حروف و کلمات و آیات کی شمار میں باختلاف اس لئے ہے کہ بعض نے حرف مثلاً کو ایک شمار کیا ہے اور بعض نے دو۔ اسی طرح جب شمار حروف میں اختلاف ہے تو کلمات میں بھی اختلاف ہوا۔ آیات میں بعض نے ۱ کو علیحدہ شمار نہیں کیا ہے۔ بعض نے شمار کیا ہے۔



## حروف مقطعات

حروف مقطعات کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ یہ اسماء الہیہ ہیں۔  
حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ ان حروف میں سے ہر حرف اشارہ ہے اسماء الہیہ پر مثلاً  
الف اشارہ ہے احمده اول۔ آخر کی طرف۔ صمیم اشارہ ہے ملک مالک صمیم انسان  
وغیرہ کی طرف (تفسیر فرزی)

حروف تہجی جب حسب ذائق اہل لسان ایک دوسرے کے ساتھ لفظاً خواء تقدیر پڑتے ہیں تو  
اُن سے معانی لغویہ کا استفادہ کیا جاتا ہے۔ لیکن نفس حروف جو کلمہ و کلام کے عناصر ہیں اُن کو لغات  
معنی سے محدود ہی حاصل ہے۔ اُن اختصار پسند طبائع علاوہ ترکیب لفظی کے کبھی ان حروف سے اختلاف  
کا کلام لیتی ہیں اور کبھی ان سے اعداد و کاکبھی استنفاذ کیا جاتا ہے۔ ان حروف کے اسماء مثل اسماء دیگر  
معنی مستقل رکھتے ہیں لیکن نفس حروف تہجی پر دلالت کرتے ہیں۔ بسنے خلاصہ یہاں یہ ہر اک لفظ الف  
بمعنی اور اس کا کبھی لا بے معنی ہے۔

فصلت عرب کا معمول تھا کہ وہ تعزیروں کی جدائی مختلف ذرائع سے ظاہر کرتے تھے۔ خود ان  
بھی اپنے مہذب کلام کا آغاز بعض سورتوں میں حروف تہجی کے تلفظ سے ظاہر فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے  
کہ بے معنی حروف کے لانے میں مخالفین کی طرف سے اعتراضات نہیں ہوئے۔

بعض علماء نے جان حروف کی تفسیر کی ہے مثلاً المر الف کا عدد (۱) ہم کے (۲)۔ (۳)۔ (۴)۔ (۵)۔  
یم کے (۶)۔ تو المر کا ترجمہ ہوا۔ قسم ہے (۶) پیغمبروں کے چالیس پیغمبروں کی خَالِك الْكِتَابِ  
کَاذِبٌ رِیْبٌ) یہ وہ کتاب ہے جس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

حضرت ابن عباس کے مرقورہ بلا قول کا بھی قریب قریب ایسا ہی مفہوم ہے یعنی حوا (ج)  
(رحمیل) (ح) (امالک) یعنی اللہ حمد کیا گیا اور مالک ہے۔ اس طرح خیال ہوتا ہے کہ حروف مقطعات  
قرآن کے کلمات المجموعہ (مختصر فرسی) شامل ہنڈ ہے

## بعض مسائل

(۱) قرآن کو با وضو تلاوت کرنا چاہیے۔ اگر بانی میسر نہ ہو یا کوئی اور غدر ہو تو تمیم کرے۔

(۲) تلاوت کیلئے شرط ہے کہ لباس و بدن پاک ہوں اور با وضو ہو۔

(۳) قبل از شروع سورت مجبوراً تلاوت کرے۔

(۴) قرآن کو آہستہ آہستہ پڑھ کر پڑھے

(۵) بعض ائمہ نے کہا ہے کہ قبل قرات اھوذ پڑھنا مستحب ہے۔ بعض نے واجب کیا ہے کیونکہ ارشاد ہے - **فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** (۶) اول اھوذ پڑھے پھر بسم اللہ پھر تلاوت شروع کرے۔

(۷) قرآن آج تک جس طرح کہ جانتے اس خط اور قرآن کے رسم الخط کی مخالفت جائز نہیں ہے

(۸) قرآن کو ترتیب پڑھنا واجب ہے ان الترتیب من واجبات القراءة ولو خالف الصلوة (قرآن کا ترتیب سے پڑھنا واجب ہے اگرچہ نماز کے باہر ہو) (طحاوی) خلاف ترتیب ہر جہہ پڑھنا مکروہ ہے (بخاری)

رسول کریم نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے کچھ آیتیں ایک سورت کی پچیس اور کچھ دوسری سورت کی توجہ سے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ ہر سورت کو اسکی ترتیب پر پڑھو (حجۃ التذلیل ۱۹۲) اس زمانہ میں دو سورتوں کے بعد ختم قرآن کچھ آیتیں ایک سورت کی ایک سورت کی پڑھتے ہیں۔ یہ نہیں چاہئے۔ جیسی نے اس کو ترک آداب میں شمار کیا ہے (العلقان فی علوم القرآن)

(۹) قرآن ربانی پڑھنا بغیر وضو جائز ہے۔

(۱۰) قرآن سواری پر اور پیادہ چلتے ہیں پڑھنا جائز ہے گو معلم گز نہیں ہند

(۱۱) سورہ فاتحہ اور کسی ایک سورت کا حفظ یاد کرنا فرض ہے۔ (فضل القراءۃ)

(۱۲) قبروں کے سر پہ قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ (خریۃ الروایات)

(۱۳) جو فقیر یا زائدوں اور ماستوں میں قرآن پڑھ کر بھیک مانگا ہو اس کو بھیک دینا مکروہ ہے۔

(نصاب الاحکام)

(۱۴) جنت میں اشخاص کا ایک جگہ بلند آواز سے قرآن پڑھنا جس طرح آجکل نقد وغیرہ میں ہوتا ہے مکروہ ہے (خریۃ الروایات) آثار خانہ محیط و شرح شریح

(۱۵) قرآن مجید کی تلاوت آہستہ ایسی آواز سے کرنا چاہئے کہ ربا کا خیال پیدا نہ ہو کسی ناز پڑھنے والے کو ناز میں تشابہ نہ لگے کسی سولے والے کی نیند خواب نہ ہو نہ مستحیہ الفکر فی الہیہ بالذکر

(۱۶) جو شخص کسی حرفت کی جگہ دوسرا حرف ادا کرتا ہو جیسے ق کی جگہ ک تو اگر وہ ق کے ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو اس کی ناز صحیح ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

(۱۷) پھر سے قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور میں مستحب ہے۔

(۱۸) رسول کریم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص پاچھا ہے جو قرآن ختم کرے اور شروع بھی کرے اسی نے تلاوت کرنے والوں کا قدیم سے یہ طریقہ ہے کہ ختم کرنے کے بعد سورہ فلقہ اور سورہ بقرہ کا پہلا کمرہ پڑھتے ہیں (حجۃ التشریع) چنے اس کے متعلق ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔

(۱۹) قرآن کو پوسہ دینا مستحب ہے۔ حضرت حکمر بن ابی حیل پوسہ دیتے تھے (انقار)

(۲۰) قرآن کو خوشبو لگانا مستحب ہے۔

(۲۱) قرآن کو بلند جگہ رکھنا مستحب ہے۔

(۲۲) قرآن کو چاندی وغیرہ سے نزن کرنا جائز ہے۔

(۲۳) پوسیدہ قرآن کو جلا دینا جائز ہے (انقار) جلا کر اسکی ساکھرواں پانی میں بہا دینا بہتر ہے۔

(۲۴) کتابت قرآن کی اجازت لینا مکروہ ہے۔

(۲۵) قرآن کا آیتوں یا سورتوں کو پاک برتن پر لکھ کر دھوکہ دینا جائز ہے۔

(۲۶) بحالت جنابت قرآن کو پڑھنا جائز نہیں۔

## اعمال قرآنی

ہم صندل و دوسرے مسبو سے بدلتا ہوں

قرآن مجید کی آیات دسمہ دفع بلا اور قضائے حاجات کیلئے آئیں گے کہ کلام مکمل کہتے ہیں۔ مختلف آیات اور مختلف مسکے معیودہ معیودہ مانگیں ہیں۔ یہ علم بھی بڑا وسیع علم ہے۔ اس پر بھی صد احکام ہیں تصنیف ہر جگہ ہیں۔ ہندوستان کے علماء اور مشائخ نے بھی اس پر تصانیف کی ہیں۔ اگر اعتقاد صحیح اور قواعد متفرقہ کے ساتھ عمل کریں تو ان شاندار تہذیبی محروم نہ رہیں گے۔ علم شریکات ہے۔

(۱) عروج ماہ سے شروع کرے (۲) ایک وقت اور ایک جگہ پاک صاف صحن کر کے پڑھے۔

(۳) جو تعداد عاملوں نے لکھی ہے اس تعداد کے موافق پڑھے۔ (۴) لباس و بدن پاک صاف رکھے

(۵) اقل یا تعداد میں سے دو درخیز پڑھے (۶) ختم عمل پر شروع و ختم کرے۔

(۷) صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔

بعض سورہ آیات کے خاص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہیں۔ باقی علماء و دانشمندان

نے اپنے مجربہ سے لکھے ہیں۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ من حفظ عشر آیات من  
اول سورة الکہف عصم من الذیال۔ (جو کوئی سورہ کہف کی اقل کی دس آیتیں پڑھے گا وہ  
ذیال سے محفوظ رہے گا۔ سلم)

عن ابی سعید الحدادی قال قال رسول اللہ ﷺ الا آیتان من آخر  
سورة البقرہ من قرأهما فی لیلۃ کفتاھ۔ سورہ بقرہ کی آخر کی دو آیتیں جو رات کو پڑھے گا وہ اس کے  
لئے کافی ہیں (بخاری)

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ سورة الواقعة فی  
کل لیلۃ لم یصبہ فاقۃ ابداً (جو رات کو سورہ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا (سکڑہ)  
بعض بعض سورتوں کے متعلق مختصر طور پر کچھ لکھا جاتا ہے۔

سورة فاتحہ۔ دفع مرض کیلئے سات بار اور نغصائے حاجت کیلئے صبح کی سنت اور  
فرض کے درمیان ۴۰ بار روزانہ چالیس دن تک پڑھے۔

سورة مزمل۔ حصول خوارق ہری و باطنی کیلئے چالیس مرتبہ روزانہ پڑھے۔  
پہنچسورہ۔ بزرگوں نے غزیرہ کے بعد پانچ سورتوں کے خواص خصوصیت سے بیان فرمائے  
جو تہم حاجات و ضروریات پر حاوی ہیں۔

ہر خواندہ پنج سورہ وقت پنج

صبح یلین ظہر شمس و عصر عم

واقعہ مغرب، عشاء، ملک ہم

مَحْذُور نہیں۔ سالت ابی بن کعب فقلت یا ابا المنذر ان اخاك ابن مسعود

يقول كذا وكذا فقال اني سألت النبي ﷺ فقال لي جابر بن عبد الله

فخضت ليقول كما قال رسول الله ﷺ يعني ابی بن کعب سوال کیا گیا کہ آپ کے

بھائی ابن مسعود ایسا کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول کریم سے سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے

جبرائیلؑ آیا کہ میں نے کہا کہ ایسا ہی ہم کہتے ہیں جیسا کہ رسول کریمؐ نے کہا۔ یہ روایت مسند ذہبی کے مستند ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسند ذہبی کے متعلق ابی بن کعب اور ابن مسعود ہم خیال تھے۔ ابی اور ابن

دو لوگوں کی روایتیں اس سورہ کے بیان میں نقل کی گئی ہیں۔ اب اس روایت کا کیا مطلب ہے۔ اس بات

میں سائل نے خواص سورہ کا سوال کیا ہے کہ ابن مسعود ان سورتوں کے یہ خواص بیان کرتے ہیں انہوں نے

کہا کہ ایسا ہی رسول کریم نے کہا ہے وہ خواص اُن کے کیا ہیں کہ یہ دفعِ محر کے لئے مجرب ہیں۔  
عمدة القاری شرح صحیح بخاری باب التفسیر میں بھی ہے۔

اعمالِ قرآنی کے متعلق بہت کثرت سے ضخیم کتابیں تصنیف ہوئی ہیں۔ شائقین اُن کو مطالعہ کریں۔ یہاں سب کے خواص بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے جسٹن حسین وغیرہ کتابوں میں آیاتِ ہر ایک خواص اور اُن کے ساتھ بعض خاص خاص دعائیں بھی جو حضور نے ارشاد فرمائی ہیں جمع کی گئی ہیں۔ بعض دعائیں ایسی ضروری اور مجرب ہیں کہ انکو حضور نے صحابہ کو اسی اہتمام سے یاد کرایا تھا جس اہتمام سے قرآن یاد کرایا تھا۔ صحابہ بھی ان کا ایسا ہی اہتمام کرتے تھے۔ جیسے قنوت جو دو دن میں پڑھی جاتی ہے۔ اور امام شافعی کے مقلدین صبح کے فرضوں میں پڑھتے ہیں۔ قنوت کو حضرت ابی بن کعب بھی ایسا ہی ضروری سمجھتے تھے جیسا کہ شوافع نے سمجھا ہے

## احکامِ قرآن

تایخِ شادی ہے، کتِ ذابِ عالم گواہ ہیں کہ نزولِ قرآن سے قبل ربیعِ سکون پر نہ علوم و فنون کا پتہ تھا۔ نہ عدل و انصاف و مساوات کا نشان تھا۔ قدرِ باہمی و شربِ خواری، زنا، لواطت، رت پرستی، و قہر کشی، خود کشی اور دوسری بد اخلاقیات محاسنِ بن کر مانگ تھیں۔ ان کے ابطال کا واحد قلعہ کیلئے جو قرآن اور صاحبِ قرآن کے احکامات ہیں اُن کی تفصیل و تشریح یا صرف اُن کے خواص بیان کے لئے ضخیم جلدوں کی ضرورت ہے۔ ہم یہاں صرف بعض آیات اور ان کا چل چلتے ہیں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ كُنْ لَكَ وَاجِلٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ اَحَدًا۔ ہمارا خدا ایک ہے۔ پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کا اُمیدوار ہو تو وہ نیک کام کرے اور ہر کسی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(۲) لَا تَقْبَلُوا الْاَصْنَامَ۔ بتوں کو مت پوجو۔

(۳) لَا تَقْبَلُوا فِي الْاَزْوَاجِ۔ زمین میں فساد مت کرو۔

(۴) اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَلَا يَنْهٰكُمْ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰ عَنْ الْفَحْشَا وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ۔ اللہ تعالیٰ تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں سے سلوک کرنے کا حکم فرماتا ہے اور فحش اور بُری باتوں اور بغاوت کو منع کرتا ہے۔

(۵) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالسَّكٰنِیْنِ وَحَوْلَا لِاٰسَرِ حُنٰنًا۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ۔ ان باپ، رشتہ داروں اور یتیموں اور غریبوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اللہ لوگوں سے اچھی بات کہو۔ اور غنا پر ہر اور زکوٰۃ ادا کرو۔

(۶) وَآتِ خَا الْقُرْآنِ حَقَّهُ۔ حقداروں کو ان کا حق دے دو۔

(۷) مَحْرَمَاتٍ عَلَيْكُمْ الرِّبَا وَالْأَدَمُ وَالدَّهْمُ الْحَنِيفِيَّةِ۔ حرام کیا گیا ہے تم پر مہربانانہ اور خون اور سود کا گوشت۔

(۸) وَأَنْ تَسْتَفِيمُوا بِالْأَذْلَامِ ذِكْرُ الْفُرْسِ۔ پالتوں سے قال بخالو۔ یہ گناہ ہے۔

(۹) لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ سِرًّا۔ سیرت کھاؤ۔

(۱۰) لَا يَحْكُمُوا مَا بَيْنَكُمْ أَيْدِيكُمْ۔ جس سے تمہارے پاؤں نے حکم کیا ہے اُن سے تم حکم مت کرو۔

(۱۱) أَلَا لَكُمُ الظَّالِمِينَ الْغَيْظُ وَالْعَاقِبَةُ عَنِ النَّاسِ۔ مسلمان غصہ کھانے والے مسلمان کر دینے والے ہوتے ہیں۔

(۱۲) كُفِّرْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ مسلمان سپردہ باتوں سے بچتے ہیں۔

(۱۳) لَا يَخْرِجُ مَثَلُكُمْ شَأْنٌ قَوْمٌ عَلَى الْأَعْدَاءِ لَوْ أَعْلَمُوا۔ کسی کے ساتھ غشی کی بنا پر انصاف مت کرو۔ بلکہ انصاف کرو۔

(۱۴) قَالُوا اللَّهُ فِي السَّيِّئَاتِ مَا تَكُونُ أَخَذَ اللَّهُ مِنْهُمْ بِأَمَانٍ اللَّهُ۔ عمرتوں کے ساتھ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان پر تم نے خدا کے نام کی ضمانت پھینک دی ہے۔

(۱۵) وَأَنْ تَصْلَحُوا بَيْنَ النَّاسِ۔ لوگوں کے درمیان صلح کروایا کرو۔

(۱۶) إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِبِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ خیرت کا مال غریب، یتیموں، قرضداروں کا قرضہ ادا کرنے غلاموں کے آزاد کرانے اور سبازوں کا عداوار نیک کاموں کیلئے ہے۔

(۱۷) وَالَّذِينَ إِذَا أَتَقَوْا الْمُرْسِيْنَ قَالُوا وَقَدْ قُتِلُوا وَكَانَ بَيْنَهُمْ ذَلِكَ قَوْلًا مَأْمُورًا۔

اشکے نیک بندے جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اللہ نہ غل کرتے ہیں بلکہ بیانہ روک اختیار کرتے ہیں۔

(۱۸) لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَ إِلَهُ الْإِنْسَانِ، قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ ممتدی کے در سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ وہ لوگ بڑے بے نصیب ہیں جنہوں نے

جہالت سے اولاد کو قتل کر دیا۔

(۱۹) وَلْيَذِقُوا أَلْوَابَهُمْ ذَاقُوا كَيْدَ الْمُشْكِينِ أَن يُغَيِّرَ اللَّهُ لَكُمْ أَسْمَاءَ دِيَارِهِمْ وَلَهُمْ فِيهَا حِصَصٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَلَمْ يَحْزَنُوا بِتَغْيِيرِهَا إِنَّهُمْ لَعَالَمُونَ (۲۰) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ۔ سب مسلمان آپس بھائی بھائی ہیں۔

(۲۱) يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْوَحْيَ دَرَجَاتٍ۔ خدا نے ایمان والوں اور علم والوں کو بڑا مرتبہ دیا ہے۔

(۲۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَالْمَیْمَنَ وَالْأَنصَابَ وَالْأَزْوَاجَ حَقَّ حَقِّهِنَّ مِمَّا كَسَبْتُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ شراب، خمر، ہت، پلنے، مال خانہ یہ سب بڑے کام ہیں ان سے بچو۔

(۲۳) لَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ الَّذِي كَانَ فَاحِشَةً ذَا فَحِشَةٍ زَانَاةٍ سَمِیَّةٍ جَانِبِهَا جَمَلٌ کَاکَامٍ اِدْرِیْتُمْ جَمَاعَتَهُ۔

(۲۴) ظَنُّ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَأْنْفُسِهِمْ خَيْرٌ۔ مسلمان مرد و عورتوں کا گمان ایک دوسرے کی طرف نیک ہوتا ہے۔

(۲۵) وَشَاءَ وَهَمُّهُنَّ فِي الْأَمْرِ۔ کاموں میں شور کیا کرو۔

(۲۶) لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا۔ والدین اور فرستادوں کے ترکہ میں مردوں عورتوں کو بھی حصہ

(۲۷) وَلَا تَكْفُرُوا بِالْأَنْبِيَاءِ وَمَنْ يَكْفُرْ فَإِنَّ اللَّهَ أَخْبَرُ قُلُوبِهِ۔ سچے گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جو گواہی چھپائے گا تو وہ گنہگار ہو گا۔

(۲۸) الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا۔ تم کو ان لوگوں کا سلوک نہیں جسکو کافر کہتے ہیں۔

(۲۹) كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْقِتْلَاصَ فِي الْقَتْلِ۔ تم پر قتل کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے

(۳۰) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔

(۳۱) إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْفَاحِشَاتِ لَعُنُوا فِي الْأَلْبَابِ وَالْآخِرَةِ

جو لوگ پاکہائیں عورتوں کو اتہام لگاتے ہیں وہ دونوں جہان میں ملعون ہیں۔

(۳۲) كَاذِبٌ وَالْفَرْقَانِ حَقُّهُ وَالْمَسْكِينِ وَالْزَّكَاةِ۔ رشتہ داروں کو فقیروں کو اور

مسافروں کو اُن کا حق دینا کر دو۔

(۳۲) وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ وَآتَى السَّبِيلَ وَالشُّكْرَ وَفِي الرِّقَابِ۔ رشتہ داروں کو غریبوں کو یتیموں کو مسافروں کو مانگنے والوں کو اور مفروضہ کا ترس اور اگر دو۔

(۳۳) وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكَ ذُكِّرُوا وَلَسْتَ مِنَ الْعَالَمِينَ۔ بڑھاپہ اور توجہ سے حکم کر دو۔

(۳۴) وَلَا تَصْأَدُّ دُونَهُ لِيُضَيِّقُوا عَلَيْكَ۔ عہد توں کو ضرر نہ پہنچاؤ۔ ان کو تنگ نہ کیجئے  
(۳۵) لَا تَلْعَلْ خَلُوهَا يَوْمًا غَيْرَ بِمُؤَيَّدٍ عَلَيْكُمْ فَخُتِيَ نَسْتَأْذِنُكَ وَتُسَلِّمُوا عَلَيَّ أَهْلِيهَا۔ کسی گھر میں بغیر اجازت حاصل کئے داخل نہ ہو اور جب کسی گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کر دو۔

(۳۶) قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْ أَنْصَارِهِمْ وَتَحْفَظُوا أَمْوَالَهُمْ جَهَنَّمَ۔ مسلمانوں کے ہمدرد کو اپنی نیکائی میں بھی رکھیں اور اپنی شرنگاہوں کی حفاظت کریں۔

(۳۷) إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ۔ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں یا نیکوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

(۳۸) أَلَا لَخَنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ۔ ظالموں پر خدا کی لعنت اور پھٹکا ہے

(۳۹) وَالَّذِينَ هُمْ يَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا وَكَانُوا مُشْرِكِينَ۔ مسلمان اپنی مانتوں کو ادا کرتے ہیں اور اپنے وعدے کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۴۰) قُلْ إِنْ أَنْتُمْ لَا تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرَ اللَّهِ فَاتَّبِعُوا أَمْرَ اللَّهِ فَاتَّبِعُوا أَمْرَ اللَّهِ فَاتَّبِعُوا أَمْرَ اللَّهِ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔

(۴۱) وَأَذِّنُوا لِلنَّاسِ بِالنَّاسِ وَالنَّاسِ بِاللَّهِ۔ اور ناپ تول انصاف کیساتھ پڑی کر دو۔

(۴۲) وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِسُلْطَانٍ مَعْرُوفٍ۔ اور اگر تم تخطیف دو تو اسی قدر مضبوطی کر تم کو تخطیف پہنچائی گئی ہے۔

(۴۳) وَجَعَلْنَا الرِّجْلَ الْيَمَانِيَّ يَمْسُورًا عَلَى الْآخَرِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ اللہ کے نیک بندے نہیں پر فروتنی سے چلتے ہیں۔

(۴۴) إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْلِيًا بِالْخِطَابِ۔ اترانے والے اور شجی مارنے والے خدا کو ناپسندیدہ ہیں۔

(۴۵) الَّذِينَ يَخْلَوْنَ وَيَا مَرْءَانَا كَسِبَ بِالْجُنْحِ۔ بخیل اور بخل کی ترضیب دینے والے



کیسے عذاب ہے۔

(۲۶) وَشِيبَا بَكَ فَظَنَّهُ - اپنے کپڑوں کو پاک صاف دیکھو۔

(۲۷) إِنَّ اللَّهَ يُجِيبُ التَّوَابِينَ وَيُجِيبُ الْمُتَّخِذِينَ إِنَّ تَوْبَهُ كُنْهِ وَابْنِ اَوْرَاقِ  
صاف رہنے والوں کو درست دیکھتا ہے۔

(۲۸) قَوْلُ الْمُتَعَذِّبِ وَمُخْفِرُهُ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةٍ يَتَّبِعُهَا أَذَى - اچھی بات کہنا اور  
صاف کر دینا اس سے بہتر ہے کہ خیرات کرنے کے بعد تخیف دینے کے۔

(۲۹) وَأَمَّا الَّتِي سَمِعْتُمْ فَلَا تَقْصُرُوا فِيهَا الْعَائِلَ فَلَا تَهْتَكُوا سِتْرَهُ تَوْبَهُ كُنْهِ سَائِلِ كَوْنِ جَبَرِ

(۳۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْكَذِبِ كَالَّذِي يُفِيضُ مَالَهُ

وَيَكْنَى النَّاسُ وَيَأْتِيهِمْ بِاللَّهِ - احسان جگر صدقہ کا اجر ضائع نہ کرو۔ جیسے وہ شخص جو اپنے مال کو  
لوگوں کے دکھانے کیلئے خرچ کرتا ہے اور خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔

(۳۱) إِنَّ أَكْبَرَ مَكْرٍ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَكْفُرَ - خدا کے نزدیک سزاوارتہ ہے جو بڑا پیہر لگا ہے۔

(۳۲) إِذَا أَحْبَبْتُمْ هَؤُلَاءِ وَابْتُغِيْتُمْ بِالْأَمْوَالِ فَأَمَّا مَنَّا بَعْدُ وَمَا فِدَاؤُ - جب جنگ کر

تو دشمن کے سپاہیوں کو گزند نہ کرو۔ چران کو یا تو ستمنا چھو دو یا فدیہ لیکر چھو دو۔

(۳۳) هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ - خدا نے تم سب کو واحد سے پیدا کیا۔

(۳۴) وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكُتُبَ مِنْكُمْ تَكُنْ أَعْيُنُكُمْ وَأَلْسِنُكُمْ عَلَيْكُمْ ذَمًّا

خَيْرًا وَأَلْوَفْهُمْ فِي تَعَالِ اللَّهِ - اگر تم ہمارے ظلم تم سے کہیں کہ تم کو آنا دی کی دستاویز لکھ دو

تو اگر تم ان میں بھلائی کے آثار پاتے ہو تو لکھ دو۔ اور تمہارا کرنے وقت ان کو اس مال سے کچھ نہ  
جو خدا نے تم کو دیا ہے۔

(۳۵) وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا - اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور

آپس میں اختلاف نہ کرو۔

(۳۶) وَإِنَّا فَرَقْنَاهُ عَلَى الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُجْلِكَ الْخَوْرُفَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ كَذَّابٌ

الْفَسَادُ - اور جب پتھر پھرتا ہے تو پلک ہے زمین میں لگا میں فساد پھیلاتے اور کھیتوں کو برباد

برباد کرے اور خدا نہیں پسند کرتا فساد کو۔

ر۔ ہ۔ قُلْ لَا يَسْتَوِي الْحَبِثُ وَالْكُتُبُ - اچھے اور بُرے برابر نہیں ہو سکتے۔

(۳۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِينَ مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو۔ خدا گفتی گر ہی دو۔ اگرچہ تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہو۔

(۹۰) اَلَّذِي يَجْعَلُ مَالًا وَوَعْدًا لَا يَخْفَىٰ اَنْ يَّاتِلَهُمْ اَخْلَافًا۔ وہ بھی بربادی میں ہے جو مال کو گن کر جمع کرتا ہے۔ اور جو عہد ہے کہ وہ دنیا میں جیسے رہے گا۔

(۹۱) هَلْ يَخْرُؤُا عَنِ الْاِحْسَانِ۔ نیکی کا بدلہ دینا ہی ہے

(۹۲) اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ وعدہ کو ٹپکا لیا کرو۔ وعدہ کا سوال ہے گا

## تحریف قرآن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو ہر طرح محفوظ کر دیا تھا۔ آپ کے عہد میں قرآن بہت سے سفینوں اور لاکھ سے زیادہ سیخوں میں محفوظ تھا۔ آپ کے بعد مسلمانوں نے بھی اُس کے حفظ کرنے اور کہنے میں کمال احتیاط سے کام لیا۔ یہ حدیث نقل کیا چکی ہے کہ ابن زبیر نے حضرت عثمان سے ان کہتے وقت ایک آیت کے متعلق کہا کہ یہ ضوئ ہے اس کو نہ لکھوں حضرت عثمان نے کہا کہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا فرض قرآن کی ایسی بے نظیر حفاظت ہوئی ہے کہ دوسری قسم کے خیال کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں ہے اسی وجہ سے محققین مناسب غیر کو بھی ناچار ہوا اور باوجود حفاظت کے کہنا پڑا کہ قرآن تحریف سے پاک ہے۔ اس قسم کی رائیں نقل کیا نہیں گی۔

مسئلہ اول میں ایک یورپی ڈاکٹر مسکنا نام نے ایک کتاب شلہ کی جس کا نام (لیونڈ فرام انٹنٹ قرآن) ہے۔ یعنی تین قدیم تراویک کے اوراق۔ ان اوراق میں مختلف سورتوں کی آیات لکھی ہیں۔ گویا آیت و سورت کی ترتیب موجود قرآن کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر موصوت کا نشانہ اسے تحریف قرآن ثابت کرنا ہے۔ ڈاکٹر موصوت تو اپنے قیاس سے انکو مشعر کے ہتھ اندا کی تحریف قرار دیتے ہیں اور ڈاکٹر لیڈی انکس سمجھتے ہیں ان کو جمع عثمانی سے قبل کی تحریف قرار دیتی ہیں لیکن لیڈی صاحب کا خیال تو کہتے غلط ہے کہ ان اوراق میں لفظ ہیں اور لفظوں کا رولج آٹھویں صدی عیسوی کے ابتدائی زمانہ سے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک حضرت عثمان کی وفات سے کم و بیش پچیس سال بعد ہوا۔ ڈاکٹر مسکنا اس کو آٹھویں صدی کے اوائل کا تصور کرتے ہیں۔ وہی حضرت عثمان سے پچیس سال بعد۔ اگر اس زمانہ کا کوئی نسخہ ایسا بچا ہے جو مصحف عثمانی کے خلاف ہو تو اس سے تحریف قرآن ثابت نہیں ہو سکتی۔ تحریف تو جب ثابت ہو کہ وہ تحریف یا تو حضرت عثمان سے پہلے کی

یا کم از کم حضرت علیؑ کے آخر عہد تک کی ہوا اور عہد خلافت راشدہ کے بعد کی کوئی تحریر پیش کرنا  
 حاققت ہے۔ وہ کسی شرعی کی شرارت ہی سمجھی جائے گی۔ اور اس پر بحث کرنے سے کچھ فائدہ نہیں  
 چونکہ اس پر لفظ ہیں، سئلے یا اگر قدیم تحریر ہے اور کسی کی ہتھامی نہیں ہے تو ضرور متہرکی ہوگی یا  
 اس کے بعد کی اور کسی اوقات شرعی کی مشورت ہے کیونکہ اس میں ایک چیز اور ایسی ہے جو اس کو نہ  
 قرآن کا ورق ثابت کر سکتی ہے نہ کسی با علم کتاب کی تحریر۔ وہ یہ کہ اس کا رسم الخط قرآن کے رسم الخط  
 کے خلاف ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ قرآن کا رسم الخط وہی ہے جو حضورؐ کے زمانہ میں تھا۔  
 اور آج تک اس میں تغیر نہیں ہوا۔ یہ رسم الخط کے خلاف تحریر یا تو کسی کم علم اوقات غیر مسلم کی ہے یا کسی کی  
 جعل سازی ہے۔ قرآن میں یومہ الفصل لکھا ہے اس میں اس کو یومہ فصل لکھا ہے۔ قرآن میں  
 القیم فلا ہے اس میں القیم فلا ہے۔ اس قسم کے اختلاف ایک دور ہی نہیں بلکہ کثرت میں ہیں۔  
 اس کے علاوہ یہ اوراق خود فاکر مسکات کے خیال کے موافق ایک شخص کے لکھے ہوئے نہیں  
 بلکہ مختلف اشخاص کے لکھے ہوئے ہیں۔ اسلئے بھی یہ قابل اعتبار نہیں اور ان اوراق کی کیفیت  
 ہے کہ ان اوراق پر یکے بعد دیگرے تین قدیم تحریریں ایک دوسرے کے اوپر لکھی ہوئی تھیں اور سب نیچے  
 کچھ آیات قرآنی جب اس کے بعد دوسری عبارتیں انہی اوراق پر لکھی گئیں۔ تو پہلی عبارت کو نرم تحریر  
 رگڑ کر محو کر دیا گیا۔ پھر زائد سے قدیم تحریریں کچھ کچھ نظر آنے لگیں۔ اور اس عبارت کے دہان اکثر  
 الفاظ محو بھی ہو گئے ہیں۔ ایسی مشکوک و محکوک تحریر کو قرآن کہہ کر پیش کرنا فاکر مسکات کی ہٹ دہری اور  
 تعصب کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ قدیم زمانہ میں کسی نے بدل کیا ہو اس پر کوئی  
 سن تحریر نہ کتاب کا نام ہے نہ قرآن لکھا ہوا ہے۔ اگر کسی ہٹ دہرم کے اصرار سے اس پر کچھ توجہ  
 کیا جائے تو کیا چاہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کسی تفسیر کے اوراق ہوں، ممکن ہے وظائف کی کسی کتاب کے  
 اوراق ہوں۔ وظائف کی کتابوں میں آیات و سورت کی ترتیب نہیں ہوتی۔ آج بھی صمد کنان میں وظائف کی  
 وائل الخیرات، احزاب البحر، حزب الاعظم، پنج سورہ، ہفت سورہ، وہ سورہ وغیرہ درج ہیں۔ اگر کوئی کہے  
 ان اوراق کے قدیم ہونے پر تبصرہ کرے تو میں وثوق کے ساتھ کہوں گا کہ یہ کسی کم علم صاحب دہان کی کتابوں  
 کے اوراق ہیں۔ فاکر مسکات نامی اس حرکت پر مولا ہشتی نعمانی نے بھی اپنے ایک مضمون میں مختصر بحث  
 کی ہے۔ لیکن مسٹر محمد علی قادیانی نے سراسر تفصیل سے بحث کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر کسی بحث کی  
 ضرورت نہیں کیونکہ اول تو اس کا سید مشکوک و محکوک ہونا اس کو یائے اعتبار سے ساقط کرتا ہے۔  
 دوسرے اس پر لفظ ہیں جو اس کو قرآن کی تیسری جیسے ترتیب (عہد عثمانی) سے کم و بیش ایک صدی

بعد کے ثابت کرتے ہیں۔ ان بحث کرنے والے حضرات نے اس طرف مطلق خیال نہیں کیا کہ اگر خلافت  
راشہ کے بن بھی نہ ہو تو وہ قرآن کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

سورہیم سید لکھتے ہیں: جہاں تک باری صلوٰۃ ہے دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو  
اس کی (قرآن کی) طرح بارہ صدیوں تک حرم کی تعریف سے پاک رہی ہو (دیباچہ انصاف محمد علی)  
مٹا کر روانہ نہیں کئے ہیں۔ ہم ایسے ہی بعض کے ساتھ قرآن کو بعینہ محمد کے منہ سے نکلے ہوئے  
انصاف سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں (جمع قرآن مصنفہ مسٹر محمد علی ص ۱۷)

جس حفاظت کے قرآن ہم تک پہنچا ہے اسکی نظیر دنیا میں نہیں دانسیا بیکلو پیڈیا آف اسلام  
کوئی جزو، کوئی فقرہ، اور کوئی لفظ ایسا نہیں ملتا کہ جس کو جمع کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہو  
نہ کوئی لفظ یا فقرہ ایسا پایا جاتا ہے جو اس مسلم مجموعہ میں داخل کر دیا گیا ہو۔ (لائف آف محمد)  
اس کو ایک کم علم بھی جانتا ہے کہ عبد عثمانی کے بعد اگر کوئی قرآن کے خلاف ہو تو اس کا  
قرآن پر کوئی اثر نہیں وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آجکل کوئی آیات و سورت کو الٹ پلٹ کر لکھ کر نفرت ڈاکر  
نئی قرآن ترتیب کرے۔ جس کتاب کی تلاوت جتنے آج تک تمام انطاغ عالم میں جو میں گھٹنے بڑا جانتا تھا  
جس کے حفاظ ہر ایک میں کثرت سے ہیں جس کے رتورہ مضبوط فیصلے کثرت سے ہر ایک میں ہیں اس کو ان  
کئی بیشی کر سکتا ہے اور کس طرح اس کوئی کم و بیشی دخل پہنچتی ہے۔

## کہ میں نزول قرآن کی مصلحت

چونکہ تمام دنیا کی حالت خراب تھی اسلئے ہدایت کا راہ شہر مکہ کو بنایا گیا اس میں بہت سی مصلحت  
ہیں۔ ان میں سے چند ایک لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ قرآن تمام دنیا کیلئے قیامت تک کیلئے نازل ہوا ہے۔ زمانہ نزول میں ذوالحجہ خبر رسائی  
اس باب نکل دینا وغیرہ ہوسکتی تھی نہ تھی۔ ایک شہر کی دوسرے شہر تک خبر کا پہنچنا نہایت دشوار تھا۔  
اہل عرب چونکہ تاریخ کی یاد سے پہلے تمام دنیا کا سفر کرتے تھے۔ چین، ہندوستان، شام اور بعض حصے  
یورپ کے ان کے تجارتی تعلقات تھے ان کے قافلے ہمیشہ مالک غریب آتے جاتے رہتے تھے اس لئے  
تسلط و اشاعت کیلئے ان سے زیادہ کوئی قوم مسلمانوں نے تھی اور یہی ہوا کہ دنیا میں قرآن کی اشاعت زیادہ تر  
سواروں، مساجد، ویشیوں کے ذریعے سے ہوئی۔ اس ضمنوں پر ایک ضخیم کتاب ڈاکٹر ارشد نے لکھی ہے  
اس کا نام پریچنگ آف اسلام ہے۔

(۲) اُس زمانہ میں باعتبار ترقی کا ہری تین ملک سرآمد تھے۔ ایک سلطنت روم، دوسری ایران، تیسری حبشہ، جبکہ ان تینوں سلطنتوں کا تعلق تھا۔ عرب کے شمالی حصہ پر روم کا، مشرقی حصہ پر ایران کا، جنوبی حصہ پر حبشہ کا اثر تھا۔ قاعدہ ہے کہ زیر اثر ممالک میں دہریں، علماء، عقلا، ائمہ، اکثر آدمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے عرب میں ان تینوں تمدن ممالک کے با اثر اشخاص کا آمد و رفت جی لہذا ان تینوں تمدن ممالک پر یکساں تسلط کیلئے یہی حکم سمجھا تھا۔

(۳) ایران میں آتش پرستی کا مذہب تھا۔ روم میں مسیحیت تھی، حبشہ میں بھی مسیحیت تھی، یورپ انفریقہ کے بعض حصوں میں یہود و نصاریٰ تھے، باقی وحشی اقوام، چین وغیرہ ممالک میں بت پرست تھے، غرض کسی ملک میں ایک کسی میں دو مذہب تھے، عرب میں تمام مذاہب جمع تھے۔ یہود و نصاریٰ اور بت پرست آتش پرست، دوسرے فرقہ عرب تمام مذاہب کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس لئے سب پر یکساں تسلط و اعظمیٰ کیلئے یہی مقام سمجھا تھا۔

(۴) انسان کی خلقت کی ابتدا، ثبات سے ہوتی ہے۔ اس لئے اسکی اصلاح کی ابتدا اور بھی ثبات زمین سے سوزوں تھی۔ مگر ثبات زمین ہے۔ نافہ جسم انسانی کے نصف سے کچھ زیادہ پر ہوتی ہے۔ اسی طرح دنیا کی آبادی جنوب میں (۴۰) درجہ عرض البلد اور شمال میں (۸۰) درجہ تک ہے۔ دونوں کا مجموعہ (۱۲۰) ہوا۔ اس کا نصف (۶۰) ہوا۔ اگر (۶۰) کو (۸۰) میں سے تفریق کریں تو (۲۰) باقی بچتے ہیں۔ اگر (۲۰) سے (۴۰) کو تفریق کریں تو (۲۰) باقی بچتے ہیں۔ مگر (۲۱) (۱/۲) درجہ پر آباد ہے۔ اس لئے ثبات زمین ہے۔

(۵) ملک عرب (۵۵) سے (۳۵) درجہ عرض البلد شمالی پر واقع ہے۔ ان خطوط کے اندر دنیا کے تمام مشہور نسلیں اس طرح آباد ہیں کہ مشرق میں آریہ و منگول، مغرب میں حبشہ، انڈیا (فلسطین) اور ایٹلیا انڈیز (امریکہ کے اہل باشندے) اسی وجہ سے بھی یہی مقام سمجھا تھا۔

(۶) عرب، ایشیا، یورپ اور انفریقہ کے براعظموں کے وسط میں واقع ہے۔ وہ خشکی اور تیزی دونوں ماحولوں سے دنیا کو اپنے دلچسپ اور پائیں انداز سے ملا کر ایک دریا ہے۔

(۷) دنیا کی آبادی کا آغاز مکہ سے ہوا۔ حضرت آدمؑ نے وہیں سکونت اختیار کی، وہیں اُن کی قبر ہے۔ وہاں پہلا مسجد بنا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِمَكَّةَ۔

(۸) عرب کی زبان وسیع و فصیح اور علم بازان سے زیادہ قاعدہ اور گامزن الہام ہے۔ ان ماحول پر نظر کی جائے تو اعلان عالم کے آغاز کیلئے اس سے بہتر کوئی مقام نظر نہیں آئے گا۔

اور اگر کسی دوسری جگہ کتاب میں کجباتی تو مسترض کا اعتراض جب بھی قائم رہتا۔ ہر حال فتویٰ کتب کیلئے روئے زمین پر کسی مقام کا ہونا ضروری تھا۔

## نسخ

قرآن مجید میں تین قسم کا نسخ واقع ہوا ہے۔

(۱) وہ آیت جس کا حکم بھی نسخ ہو گیا۔ تلاوت بھی نسخ ہو گئی جیسے سورہ بقرہ کی یہ آیت تھی  
لَوْ كُنَّا ذُنُوبًا لَّأَنَّا لَبِئْسَ مَا لَنَا مِنْ نَّاصِرٍ (۱)

(۲) وہ آیت میں کہ تلاوت نسخ ہو گئی مگر حکم باقی ہے جیسے آیت الشجر والشجوة اذا زلزلنا جوهها البينة نکالا من الله والله عزيز حكيم۔

(۳) وہ آیت جس کی تلاوت باقی ہے مگر حکم نسخ ہو گیا ہے۔ جیسے ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا یا ثمانین (اگر تم میں بیس صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے) یہ آیت اس نسخ سے نسخ ہے اَللّٰی سَخَّفَ اللّٰهُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَکُنْ مِنْکُمْ یَا ثَمَانِیُّ صَابِرًا یَغْلِبُوا وَ اِثْمَانِیْنِ اب اللہ نے تخفیف کر دی وہاں کہ تم میں کمزوری پیدا ہو گئی، اب اگر تم میں مؤثرات قدم ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے)

نمبر دوم قسم کی آیات حسب الکلم حضور قرآن میں نہیں لکھی گئیں حدیثوں میں محفوظ ہیں۔

نمبر ۳۔ یہ آیت قرآن میں موجود ہے۔ نمبر ۱ کے نسخہ کے خلاف ہی ہے۔

نمبر ۱ کا حکم اس لئے باقی ہے کہ وہ دیگر آیات معاویہ سے بھی مستنبط ہوا ہے۔ نمبر ۲ کو اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس سے دیگر احکام کے استنباط میں مدد ملتی ہے۔ نسخ و غیرہ جو بچہ قرآن میں ہوا ہے وہ سب حضور کے اسے اور حضور کے سامنے ہوا ہے۔ آپ کے بعد میں کوئی تغیر و ترمیم نہیں ہو سکتی اور اس لئے کہ ان اعتراض کی جواب دہی نہیں سکتے کہ بعد صحابہ نے کمال احتیاط سے لکھا ہے ایک حرف بھی ایڑے سے ایڑے نہ دھونے دیئے۔

قال ابن الزبیر قلت لعثمان بن عفان والذین یتوفون منکم ان قال قد نسختمنا الایة الاخری ان قلن نکت بها او ندمها قال ابنا ابنا لا غیر شیئا منه من مکاتیم۔  
(یعنی ابن زبیر نے عثمان سے کہا کہ یہ آیت نسخ ہے اس کو نہ لکھیں۔ عثمان نے کہا میں کچھ بھی اپنے جگر سے نہیں ہٹا سکتا۔ بخاری بخاری)

مندرجہ ذیل سورتوں میں ناسخ و منسوخ دونوں ہیں

بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انفال۔ توبہ۔ انبیاء۔ ابراہیم۔ مریم  
نزد۔ حجر۔ فرقان۔ شوری۔ طہ۔ قاریات۔ احزاب۔ نسا۔ مؤمن۔ مجادلہ  
شعرا۔ عصر۔ تکویر۔ مزمل۔ واقعہ۔ مدثر۔

مندرجہ ذیل سورتوں میں منسوخ ہے، ناسخ نہیں

زعد۔ انفام۔ قود۔ یونس۔ حجر۔ اعراف۔ نحل۔ کہف۔ طہ۔ عنکبوت۔  
مؤمنون۔ اسراء۔ نمل۔ قصص۔ ق۔ روم۔ حجرات۔ ص۔ لقمان، فاطر۔ صافات  
ذخاں۔ حم سجده۔ ذر۔ ق۔ حاشیہ۔ زخرف۔ احقاف۔ محمد۔ نجم۔ متحنہ۔  
قمر۔ معارج۔ دھر۔ طہائی۔ قیامہ۔ تین۔ غاشیہ۔ عبس۔ تکافرون۔

مندرجہ ذیل سورتوں میں ناسخ ہے، منسوخ نہیں

فتح۔ طلاق۔ اعلا۔ حشر۔ ثقان۔ منافقون۔

باقی سورتوں میں نہ ناسخ ہے نہ منسوخ۔ میں نے ان سورتوں کے نام لکھ دیے ہیں جن میں ناسخ  
و منسوخ کے متعلق بحث پیش آتی ہے۔ بعض علما نسخ کے قائل ہی نہیں ہیں جو لوگ نسخ کے قائل  
ہیں وہ آیت مَا تَلَّكَ مِنْ آيَةٍ اَوْ نَسِيَهَا كَايَةٍ بِحَقِّهَا تَتْلَا اَوْ يُغْلِبُهَا سے استدلال کرتے ہیں  
لیکن ابوسم کہتے ہیں کہ آیت مراد آیت قدرت ہے۔ یہی سیاق و سباق کلام سے ثابت ہے،  
آیت قرآن مراد نہیں۔ الم ماری نے بھی اس آیت سے نسخ آیات قرآنی پر استدلال کرنے میں کلام کیا  
شاہ ولی اللہ دہلوی ۸ مرتبہ پانچ جگہ نسخ کے قائل ہوئے ہیں (نور الکبیر)  
دو چیزیں ہیں ایک نسخ۔ ایک جہا۔

جسکا بطن کوئی چیز پہلے سے معلوم نہ ہو بعد کو معلوم ہو جائے۔ یہ بات خداوند ذوالجلال کی

شان کے خلاف ہے۔ مسلمان اس کے قائل نہیں شیخ قرآن میں ہے

فتوح۔ یہ کہ پہلے سے علم تھا۔ مگر اند اور معلومت اس کے ساعدہ تھا۔ اسنے اول حکم مروت کی  
مصلحت کے سبب دیا گیا۔ نسخ قرآن میں ہے۔ یہ طبیعت ذاتی کی تبدیلی نسخہ بات کی طرح ہے۔  
یہی نسخ کتب سابقہ کے متعلق ہے یعنی قرآن مجید نے توبہ، الزہرا، انجیل کے احکام علیہ فرمود  
کو منسوخ کیا ہے۔ باقی اصول و احکام، رسالت، حشر و نشر اور اصولی احکام علیہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ  
میں کوئی نسخ نہیں ہوا۔ یہ دوسے ہی میں بیعت انبیاء و صالحین کے عہد میں تھے۔

چنانچہ حضرت آدمؑ نے چالیس حج کئے۔ (شعب الایمان) ہود و صالح پغیر وادی عسفاں (مکہ سے دو منزل) میں قبیہ کہتے تھے۔ اور موسیٰ وادی اریق (مکہ سے ایک میل) میں (ابن جریر)

گویا اسلام کا رکن حج ابتدا ہی سے تھا اور ہر پغیر کے زمانہ میں وہ آیات قرآنی سے ثابت ہے کہ انبیاء سابقین اپنی امتوں کو صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہ کی تاکید کرتے رہے۔ غرض پیش رویت قدیم شریعت سے نسخ اس میں ہوا ہے ورنہ احکام عہد نرود میں۔ باقی اصول وہی ہیں۔ تشریح لکھتے ہیں الذین مآ و صلیٰ پہ تو مآ و ا لکئی اذ حینئال لیک و ما اذ حینئالہ سو صلیٰ و علیٰ ا ن ا قیمو الذین ت لکست فتم ثوائیہ یعنی تھارے واسطے وہی شریعت قائم کی ہے جس کا نوع ادا پر ہم اور کئی اور عینی (پیغم اسلام) کو حکم دیا گیا تھا

غرض حضور علیہ السلام کے عہد میں بعض مسائل میں تغیرات ہوئے ہیا۔ پہلے نماز میں کلام کرنا جائز تھا پھر منوع ہو گیا۔ شروع اسلام میں میراث کے حکم سے پہلے وصیت لازمی تھی۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کتب علیکم لکذا اذا حضر احدکموا لکواث ال یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہو گیا۔ ابتدائے اسلام میں عورت کو جب رواج عرب ایک سال عدت کرنی ہوتی تھی۔ آیت اذبعہ آشہر و عشر اسے یہ منسوخ ہو گیا۔

ابتداء اسلام میں وہ چند کفار سے مقابلہ کرنے کا حکم تھا۔ آیت فان یجئکم ویکفرکم عنکم سے یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

اس تغیر سورہ قوالب کو بمطالعہ شرع میں نسخ کہا ہے۔ اور اسی کا وقوع ہوا ہے۔ میں نے پہلے جو نسخ کی تشریف بیاں کی ہے اس کے متعلق استقد اور عمن کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حکم شرعی اس حکم الہی کو کہتے ہیں جو افعال مکلفین سے متعلق ہوا اور نسخ انہما کے حکم شرعی کا بیان کر دیتا ہے، لہذا نسخ حکم کے یہ معنی ہونے کہ وہ اس حکم الہی کا انتہائی بیان ہے جو افعال مکلفین سے متعلق ہے اور یہ بیان انہما اس غرض سے ہے کہ مکلفین منہائے حکم کی تعمیل کر کے وہ متعلقہ افعالیہ مدارج میں حاصل کریں جو بموجب علم و حکم ازلی اللہ سبحانہ کے بصورت نسخ ظاہر ہونے میں نہ یہ کہ نسخ کے معنی یہ ہیں کہ پہلا حکم غلط تھا اور پھر بموجب غلطی اس کو بدل دیا۔ تاکہ مکلفین اس غلطی سے نجات حاصل کریں پس نسخ احکام نہ بموجب غلطی و نظم ہے بلکہ بمقتضائے ظہور ان کمالات کے ہے جس کے حصول کیلئے خود یہ زمانہ نسخ بمقتضائے استد اور فطرت انسانی متقاضی ہے اور جس کے وقوع پر کوئی گنجائش نہ تھی و چرا کی نہیں ہو سکتی۔ نسخ و منسوخ دونوں حکم الہی ہیں جو اپنے اپنے زمانہ میں متقاضائے



فلک انسانی تکلیفیں سے متعلق جو کراں کے لئے موجب کمال اور باعثِ بہرہوت ہوتے ہیں

## تکرارِ مطلب و قصص

جس نادانیں قرآن نازل ہوا - نایاب بناتی ہے کہ لوگوں کے قلوب سیاہ اور سخت ہو گئے تھے  
شروعاً صاف انسانوں کی طبیعت ثانیہ ہو گئے تھے۔ اس رنگ کا پھر آنا آسان نہ تھا۔ جبکہ ایسا بتائیں  
تنبیہ و یاد دہانی نہ کی جاتی تو اثر ہونا مشکل تھا۔

سامع کو افادہ کرنے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ سامع کو ایک چیز کا علم دیا جائے تاکہ وہ واقعہ پر کیا  
دوسرے یہ کہ سامع کے ذہن میں وہ علم یا نسخہ ہو جائے اور اس کا رنگ اُس کے تمام قلوبی پر غالب آجائے  
اصولاً تیسری یا بارِ تعلیم کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں بعض جگہ بطورِ تہجج بند ایک خاص جگہ کا  
اسلم بھی اعادہ کیا گیا ہے کہ سن کلام و لذت کلام میں اضافہ ہو جائے۔ شروعاً فصاحتِ غیبی سے واقف کیا  
قرآن کا طرزِ استدلال مطالب پر ایسا سہل لانا غرض ہے کہ جس کو ایک بڑے سے بڑا حکیم اس ایک جاہل  
دونوں کچھ کہتے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے فہم و مذاق کے بموجب اُس دلیل سے مستفید ہو سکتا ہے  
بیان احکام میں ایسا سہل اور موثر طریقہ اختیار کیا ہے کہ جس سے سمجھنے والوں کے دلوں پر اثر ہو اور وہ بیان  
احکام کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ کہیں تو اپنی ذات و صفات کے اثبات کے بعد بیان کیا ہے تاکہ اگر کسی  
شانِ شقت عمل پر آمادہ کر دے۔ کہیں حشو و نشر سے ملکہ تاکہ اعمال کا نتیجہ تمیل پر آمادہ کرے کہیں  
گذشتہ قوموں کے حالات کے بعد کہ باعثِ عبرت بھی ہو اور ماضی سے باتور ہیں۔ گذشتہ زمانہ سے  
عبرت و نصیحت حاصل کرنا، گذشتہ زمانہ کو بیکار اور نیتِ بخیر کو واقعاتِ گذشتہ اور رنگِ بدکاروں  
کے نتائج سے کانوں کو بند کر لینا اور عبرت حاصل کرنا ایسا ہے جیسا کہ سرچودہ اشیاء سے آنکھ بند کرنا  
اور کوئی کسب حاصل کرنا۔ عقلاً کے نزدیک علمِ تاریخ ایک بڑا مفید علم ہے۔ اور اہم سابقہ اور انبیاء  
سالمین کے سچے واقعات کو سپرد و نصاریٰ نے نسخہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے لوگ نخت گراہی میں  
جبتا تھے اسلئے قرآن میں ضروری تھا کہ ان کو صحت کے ساتھ بیان کر دیا جائے تاکہ سفرِ توبہ  
اصفاۃ ہو گئے۔ وَتَقِصُّ عَلٰی بَنِي اِسْرٰءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْنَ هُمْ نَفْسٌ یَّحْتَلِفُوْنَ

جب کسی واقعہ سے متعدد فوائد مقصود ہوں تو اس واقعہ کو ہر مقصد کے محل پر بیان کیا جاتا  
مثلاً حضرت موسیٰ اور فرعون کا واقعہ اس سے کہیں تو فرعون کے مظالم سے بنی اسرائیل کو نجات دلا  
اور بنی اسرائیل کو نادہی کی نعمت سے بہرہ ور کرنے کا ذکر مقصود ہے۔ کہیں فرعون کی سرکشی اور بنی

کے سزا جانے کا ذکر خیالِ عبرت ہے۔ کہیں خدا پرستوں کی مظلومی و صبر کا نتیجہ بیان کر کے مومنین کو ترغیب و تشفی دینی مقصود ہے۔

## نزولِ تدریجی

تدریجی نزول پر کفار نے اعتراض کیا تھا۔ کہ قرآن اکدم سے کیوں نازل نہ ہوا۔ قرآن مجید نے اس اعتراض کا خود ہی جواب دیا ہے۔ لَنْ نُنْزِلَهُ بِهٖ قَوْلًا وَّكَذٰلِكَ نَرْسِلُکَ مَعَنَا کَرِیْمًا تاکہ ہم اس سے تمہارے دلوں کو مضبوط کر سکیں اور اس کو باقاعدہ مشایخ ہے۔

جس زمانہ میں قرآن نازل ہوا ہے اس صدی کی تاریخِ عالم بالخصوص تاریخِ عرب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا سے عدل و تہذیب، تمدن، علم اور اخلاقِ حسنہ کا جوازہ نکل چکا تھا۔ اور فساد و شرِ جا خلائی، ظلم و جور، اچالت انسانوں کی طبیعتِ نانیہ ہو گئی تھی۔ روئے زمین پر کوئی خدا سے واحدِ علم لہجہ نہ تھا، تمام دنیا میں بُت پرستی، آتش پرستی، تثلیث، توہم پرستی رائج تھی۔ اس لئے اہلِ عالم کی ظالمی و باطنی، دینی و دنیوی ہرجم کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ اگر اکدم اصلاحات کا طومار اُن کے حوالہ کر دیا جاتا۔ اور دفعہ اُن کو تمام الوفاات کے ترک پر مجبور کیا جاتا تو گھبرا جاتے اور کبھی نہ ملتے اس لئے ضرورت تھی کہ اصلاحات کو دفعہ دفعہ نافذ کیا جائے۔

پھر یہ بھی مصلحت تھی کہ دنیوی اصلاح میں سوالاتِ اعتراضات پیدا ہوں گے بعض مشرکوں اور کفار کا انکار کرنا ہو گا۔ بعض کی تہقین کرنی ہو گی۔ یہی تکمیلِ تدریجی نزول ہی سے ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ تاریخِ عالم سے ثابت ہے کہ دنیا جہالت اور شر و فساد کا مخزن تھی اور فحاش و فساد و لوگوں کی گٹھلی میں پڑے تھے۔ کج روئیت سے وہ کسی کے خلاف مزاج و معمولاتِ سنسکے مادی نہ تھے، اس لیے جو ان کے خلاف کیے اُس کے لئے یہ لازمی نتیجہ تھا کہ وہ اُس کو ستائیں، انڈیا پر پوچھائیں۔ ایسی حالت میں اگر اصلاحات کا مجموعہ اکدم رسول کو دیدیا جاتا اور اُس کے کوسلہ کلامِ سدادہ کر دیا جاتا تو لوگ صوبہ رسول کو ستاتے، و کج ہو پڑتے تو رسول کی تسنی و تشنی کا کوئی ذریعہ نہ تھا، ضرورت تھی کہ وہ خود بخود رسول کی ہمت افزائی کی جاتی رہے اس کے لئے بھی بہترین ذریعہ سلسلہ کلام تھا۔ قرآن مجید کی کلمات پر نظر کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بار بار رسول کو تسنی و تحاتی ہے اور ہمت افزائی کی جاتی ہے۔

اس سب باتوں کے علاوہ دو باتیں اور بھی خاص ہیں ایک یہ کہ ارشاد ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰ اِلَکَ الْکِتٰبَ لِیُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَلَ الْاِلٰھُ بِهِ عَلَیْہُمْ لَعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ (ہم نے یہ کلام تیرے واسطے نازل کیا،

کہ تم لوگوں کو خوب واضح کر کے بجا دو۔

اگر مکمل کتاب نازل ہوتی تو اُس کے بچانے اُس کو برس کو پورا کرانے کیلئے رسول کو ایک مدرسہ کھولنا پڑتا اور تاریخ ہستیا کی ہے کہ لوگوں کو ایک آیت بھی سننی گوارا نہ تھی۔ اس صورت میں اس کو برس کو پورا کرنے کیلئے کون آتا۔ اور ب کی توضیح و تشریح اکدم سے کیونکہ سمجھائی جاتی۔ قرآن دنیا کا مکمل اور دائمی قانون ہے جو تمام دنیوی اور دینی اصطلاحات و علوم کا منبع ہے۔ اُس کے الفاظ و کلمات میں بڑے بڑے نکتے ہیں، اُن پر کافی غور کا موقع بغیر تدریجی نزول کے ممکن نہ تھا۔

دوسرے یہ کہ قرآن پڑھنے کے قواعد ہیں، ہر حرف کے ادا کرنے کا خاص طریقہ ہے، وہی اسی طرح نازل ہوتی تھی کہ رسول کو ہم ہر حرف کو صحیح طرح سے ادا کرنے پر قادر ہو جاتے تھے۔ پھر آپ صحابہ کو ادا کرنا دیتے تھے۔ مخارج سے حروف کا ادا کرنا بغیر شق ممکن نہیں۔ مشق کرنا ایک شفقت کا کام ہے۔ قرآن اس طرح شاگردوں کو سکھاتے ہیں کہ گویا وہ خود اُن کے حلق میں اتار دے ہیں جس طرح کہتے اپنے بچوں کو بھرانچ یہ محنت و شفقت اور مشق تدریجی نزول ہی سے آسان ہو سکتی تھی۔ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِیْلًا اے اسی طرف اشارہ ہے

## عہد جاہلیت

عہد جاہلیت کا لفظ عرب کے متعلق مشرک بعض کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اہل عرب گوشت و خوند سے بالکل بے پیر تھے، ان کو یہ معلوم نہیں کہ زمانہ کفر و مشرک کے متعلق یہ اسلامی اصطلاح ہے، مسلمانوں نے زمانہ قبل از اسلام کو عہد جاہلیت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اُس زمانہ میں جیسا بھی علم و فن کا رواج تھا اُس سے اہل عرب بے پیر نہ تھے۔ وہ تو ایسے فصیح و بلیغ آدرتھے کہ اپنے ساتھ تمام جہانِ اجم (گوٹھا) کہتے تھے۔ سب مشفق کے نادر و لاجواب قصائد جن سے کسی موزن کو انکار نہیں آتا عہد کی تصنیف ہیں اسی زمانہ میں لکھکر کب کے دروازے پر آویزاں کئے گئے اور اُن کی عبادت کیا جاتی تھی عرب میں صدیوں ادیب شاعر تھے۔ سچی فاضل نوزلنے لکھا ہے ان العرب اقامت مسجد لفظا المتعلقات نحو ما و خمسین سنة الى ان ظهر الاسلام و ابطال القرآن ببطوة فصاحت اعتبار العرب بهذا المتعلقات (اہل عرب متعلقات سید کو ڈیرہ سو برس تک سجدہ کرتے رہے یہاں تک کہ اسلام ظاہر ہوا اور قرآن نے اپنی فصاحت و بلاغت سے اُن کو رتبہ سے گرا دیا)

(خاتجہ الطرب ص ۷۳)

بہت سے لوگوں کے متعلق کتب تاریخ میں موجود ہے کہ وہ عہد جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے

تھے۔ سعد بن عبادہ کے متعلق ہے کان فی الجاحلیۃ یکتب بالعربیۃ (طبقات ترمذی جلد سوم) بہت سے کتابت و انمات ایسے برآمد ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ثبوت و خزانہ میں عرب اقوام عالم سے پیچھے نہ تھے بلکہ وہی سب اُستاد ہیں۔ ہماری کتاب زبان و قلم ملاحظہ ہو۔ عرب ساری دنیا سے تجارت کرتے تھے۔ تمام دنیا کا سفر کرتے تھے۔ ان میں حکومتیں قائم تھیں۔ ہمسایہ حکومتوں سے ان کے تعلقات تھے۔ کیا کوئی عقل یا دہر کہہ سکتی ہے کہ ایسی قوم ثبوت و خزانہ سے بالکل نااہل ہوگی۔

عہد جاہلیت سے یہ مطلب ہے کہ ان میں کفر و شرک اور اسلم و رواجائے نازیبا اور ظالمانہ جاری تھے۔ جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ اور اہل علم اُن سے نفرت رکھتے ہیں اسلئے زمانہ قبل از اسلام کو اصطلاح شریعت میں عہد جاہلیت کہا جاتا ہے

## امنی

معنی قرآن مجید کی آیت هُوَ الَّذِي بَحَثَ فِي الْأُمِّيَّاتِ وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ آيَاتِهِ فِي الْقُرْآنِ (سورہ بقرہ) رسول بھیجا انہی میں سے) کے سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل عرب تمام اُن پر مذہب تھے۔ ان میں کوئی نہ تھا کلمہ یا مضمون عہد جاہلیت میں یہ اثر ثابت ہو چکا ہے کہ مثل دیگر ممالک کے اُس زمانہ میں عرب میں بھی علم کا چرچا کم تھا۔ جو کہ فتنہ اشخاص خال خال تھے اس لئے باعتبار اکثریت سب کو اُنی کہا گیا۔ وہ کون عقل قبول کر سکتی ہے کہ کسی ملک میں کسی زمانہ میں اور کراچی شہروں میں کوئی پڑھا لکھا نہ ہو خاص کر عرب جیسے ملک اور کہ جیسے شہر میں جو زیارت گاہ عالم خارجہ تلیجوں کا مسکن تھا۔

عرب میں حکومتیں قائم تھیں، درم، حبشہ، ایران کی حکومتوں سے اُن کے تعلقات تھے۔ عرب تمام دنیا کا سفر کرتے تھے۔ تو کیا ایسی قوم ایسے ملک ایسے شہر میں پڑھے لکھے لوگ نہ ہوں گے۔ عرب کے عہد جاہلیت کے شہر مشہور ہیں، اُن کے تعداد و سلسلہ موجود ہیں جن کو شمس کُن کہ آج تک فصحاء عالم سرسُوحین کہتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مکہ میں پڑھے لکھے لوگ بھی تھے۔ اور شہر مدینہ ایک بڑے بڑے علمائے جیسے و قلم بن نفل جو کتبہ بقرہ کے جید اور شہر مدینہ میں تھے۔ ان یہ ضرور تھا کہ بہ نسبت روم، ایران حبشہ ممالک کے عرب میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد کم تھی۔ اُن کو اکثریت ہی کی وجہ سے امی کہا گیا ہے۔ عرب آج بھی بقایا یورپ، ایران، ہندوستان، مصر، جاپان کے امی ہے۔

## عہد رسالت میں کتابت

میں نے اپنی کتاب زبان و قلم میں ثابت کیا ہے کہ فن کتابت کے موجود تھے۔ اور وہی مدنی دنیا کے استاد تھے۔ جیسا اُس زمانہ میں تلم اقطان عالم میں پڑھے گئے لوگوں کی کمی تھی۔ ایسے ہی کہیں بھی اہل فن تھے۔ کہ اور دین کے لوگ تاجر تھے۔ جو دود و ساز مالک ملک مگر کرتے اور مدین تجارت لاتے بچتے تھے، داد و ستد کرنے، کہ ایک مقدس مقام تھا چیل دود و دھڑھ شہروں سے نا آشنا تھے۔ ان کے علاوہ اہل دیگ حکمت جہش، حکومت ایران، حکومت قسطنطنیہ سے تعلقات تھے۔ عرب میں بھی ریاستیں قائم تھیں، ایسی قوم، ایسا ملک کس طرح بالکل نوشت و خواندہ نہ بنا لیں ہو سکتا ہے۔ خط قرآن قریش مکہ کی ایک دھڑا جو بعد کو خط عرانی مشہور ہوا۔ اس میں سے خط تملیق نکالا گیا (علم الحروف حصہ ایک ص ۷۷)

تقریباً ۳۰۰ میں قصائد سیدہ صفیہ کو لکھ کر اہل مکہ نے کعب کے دروازے پر آویزاں کیا (حدیث صحیحہ) مصنفہ سیدی خاضن نوئل (اسی صفت نے کئی جگہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ عرب میں اسلام سے قبل نوشت و خواندہ کاروں کا رواج تھا۔

ایک دستاویز حضرت عبدالطلب جد رسول کریم (ﷺ) کی لکھی ہوئی یہ یاد ہو چکی ہے۔ کتابت تاریخ ثابت ہے کہ کہیں عرب میں عربت ایک خاندان یعنی قریش میں سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے (طبقات ابن سعد)۔ قریش کے بعض غلام بھی لکھنا جانتے تھے جیسے عامر بن نفیرہ غلام ابی بکر (بخاری) قریش میں ابو سفیان ابن حرب فن کتابت کے استاد تھے حضرت عمر اور حضرت علی اُن کے شاگرد تھے۔ سب سے پہلے جس شخص نے اسلام قبول کیا وہ خاندان تھے یعنی ابوبکر صدیق، اُن کے بعد جو مسلمان ہوئے یعنی عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف و سعد بن وقاص و خالد بن سعید یہ سب لکھے پڑھے تھے حضرت عمرؓ ابی بکر مسلمان ہوئے یہ بھی پڑھے لکھے تھے۔ ان سے پہلے جو لوگ مسلمان ہوئے۔ ان میں دو چار کے حساب خانہ تھے، جناب ابن الارث، شمر بن جہل بن حسنہ مشہور کاتب تھے۔

طبقات ابن سعد قسم ثانی جلد سوم میں اُن اصحاب کی ایک مختصر فہرست ہے جو اسلام سے قبل لکھنا پڑھنا جانتے تھے جیسے اوس بن خولی، سعید بن حضیر، سعد بن عبادہ، رافع بن مالک و غیرہ وغیرہ۔ رافع بن مالک اور ایک صحابی عبداللہ بن سعید مشہور خوشنویس اور اہل کمال تھے۔ جبکہ اسلام ترقی کرتا گیا خانہ اور خانوادہ سہی مسلمان ہونے لگے۔ لاکھوں اصحاب تھے، ابی بکر بنا سکتا ہے کہ ان میں کتنے ہزار خانہ تھے۔ چالیس اصحاب ایسے تھے جن سے رسول کریم کتابت کی خدمت لینے لگی

صحابیات میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہؓ کو کہیں کو کہیں  
تھیں (ابو داؤد) جب کفار کے مقابلے میں تھے کہ رسول کریمؐ نے ہجرت فرمائی تو کفار کہنے لگے کہ آپ کی گرفتاری  
پر انہم کا اعلان کیا۔ سراسر تمام ایک شخص انہم کے گھر میں غاش میں چلا آیا آپ تک پہنچا لیکن حافظہ  
حقین نے اس کو آپ پر قہر نہ ہونے دیا اور مجبور کر دیا تو اس نے عرض کی کہ میں واپس چلا جاؤں گا، آپ  
میں کو ایک کلمہ کہہ دیجئے کہ اگر آپ غالب ہونے لگوں گا میں ہے تاکہ حضرت ابوبکرؓ کے غم عار میں نہ پڑے  
ایک چڑھنے کے ٹکڑے پر لکھ کر لے لیا۔ (بخاری)

مسلمانوں کے لئے پڑھنے والے قرآن کی اندوہناک شہادت بھی ہے کیا تھا اَلَّذِينَ آمَنُوا  
اِذَا تَدَارَعُوْا بَيْنَ الْاِخْوَانِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَكُمْ سُلٰوٰتٌ مِّنْ اٰیٰتِ الْكِتٰبِ لَعَلَّكُمْ تَخْشَوْنَ  
وہیں کہے گا جو کہنا پڑنا جانتا ہو گا۔

حدیث کی شہادت من ستر ان بحسب اللہ ورسولہ فلیقرأ فی المصحف (جسے خدا اور  
رسول کی محبت خوش کرے۔ قرآن دیکھ کر ملاؤں کو کہے (کثر الحال جلد اول ص ۵)  
رسول کریمؐ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو ہر شہر خوشنویس تھے، راکوں کو کہنا پڑنا  
سکھانے پر مامور فرمایا (استیعاب جلد اول ص ۳۹۳) عبادہ بن مسعودؓ اصحاب صفہ کو قرآن اور کتابت  
کی تعلیم دیتے تھے (ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۳۳)

رسول کریمؐ صحابہ کو خوشنویسی کی طرہ توبہ دہانے تھے، آپ کا ارشاد ہے علیکم بحسن الخط  
فانہ من مفاہیم الرزق۔ یعنی اچھا لکھنے کو لغز کر دو۔ (یعنی رزق کی کھچ ہے)  
حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ہدایت فرمائی یا عبد اللہ وضع بین السطور  
واجتمع بین الحروف وراع للنسبۃ فی صوہا وادع اکل حرف حقہا لعل عبداللہ  
سطروں کے درمیان فاصلہ چھوڑ، حرفوں کو ملا کر لکھ۔ شکلوں کی مناسبت کا خیال رکھ ہر حرف کو اس کا  
حق عطا کی۔ سروریم سرور نے لکھا ہے۔ ہمیں شک نہیں کہ محمدؐ کے دعویٰ نبوت سے بہت پہلے کہیں  
فن تحریر ترویج تھا۔ (دیباچہ لائف آف محمد)

## سامان کتابت

عرب کی قدیم تحریرات پتھروں، روغنہ کی پٹریوں وغیرہ پر برآمد ہوئی ہیں۔ سبھی داخل نوزل نے  
کہا ہے کہ اہل عرب ایک پکڑے کو روغن دیکر لکھنے کیلئے بناتے تھے اسکو ہرق کہتے تھے (صاحب الطرب)

قرطاس کا رواج بھی عرب میں اسلام سے پہلے تھا۔ قرآن مجید میں کئی جگہ قرطاس کا ذکر ہے  
وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ نَارٍ مِّن دُونِ الْمَاءِ لَقَبِيَ السَّمِیْمَ الَّذِیْ یُحْرِقُ الْقُرْطَاسَ ۚ

سفید پتھر کی تلی تلی چٹنی چٹنی جو کورنسیاں بولتے تھے ان کو لحاف کہتے تھے۔ کچھر کے خشت  
کی شاخوں کی جڑ کے پاس مثل چڑے کے ایک کھال چوتی ہے اسکو گوند وغیرہ سے چھنکا کر کے ورق بنایا  
تھے اس کو عسیب کہتے تھے۔ لکڑی کی خشتی لکھنے کیلئے بناتے تھے۔ اونٹ کے شانے کی جوڑی ہڈیوں  
کو ہموار و صاف کر کے تختی بناتے تھے۔ ہرن کی کھال کے ورق بناتے تھے۔ ایسی چیزیں پر قرآن لکھا گیا  
یہ نہیں کہ اپنے دو پنجے کے پمزوں پر۔

ساٹن کتابت کے بہت سے نام تھے۔ صحیف، کتف، اسفار، ربر، الواح، رق  
قلم، ملامد (دوشنائی) تون (ردات) تسفر (لکھنے والے لوگ) کاتبین (لکھنے والے لوگ)  
جب یہ سامان موجود و مستعمل تھا چہی تو اصطلاحیں تھیں۔

رق (چڑے کا ورق) کتف (اونٹ یا بکری کے شانے کی جوڑی ہموار و صاف شدہ ہڈی)۔  
لحفہ (پتھر کی تلی تلیاں) آفتاب (پالان کی لکڑی) کاغذ کی جگہ یہ چیزیں مستعمل تھیں۔

## قہمائے قرآن مجید

قرآن زبان عرب میں ہے۔ فصحاء عرب کی طرز کی موافق کلام ہے۔ فصحاء عرب قسم کے ساتھ  
کلام کو منسجک کرنے لگے۔ یہ ایک زبان کا سامورہ اور طرز ہے۔ انجیر، زیتون، گھوڑے وغیرہ کی قسمیں جو قرآن  
میں ہیں اس حسب قاعدہ فصحاء عرب لفظ رب مخدوف ہے یعنی ان سفید امشبیلہ کے رب کی قسم ہمارے  
آرندوں میں بھی رواج ہے کہتے ہیں۔ اپنے سر کی قسم، ہو کی قسم، تیرے سر کی قسم۔

امشیارہ مذکور کو اہل عرب واجب الاحرام سمجھتے تھے۔ اسلئے قسم کے ساتھ بیان کیا گیا کہ جب تم راج  
واجب الاحرام سمجھتے ہو تو ان کے رب پر ایمان لاؤ۔ وہ خالق جس نے تم کو ایسی کثیر النفع امشیارہ عطا  
کیں۔ لائن عبادت ہے۔ جہاں پر جس چیز کا قسم ہے وہاں اس چیز کو اس صفتوں سے مناسبت ہے  
قہمائے قرآن مجید کے متعلق بہت سی ضخیم کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ یہاں اس سے زیادہ غنچائش نہیں۔

## کتاب اللہ اور کلام اللہ

کتاب اللہ۔ وہ کتاب جس کے معنی و مطلب خدا کی طرف سے ہیں اور الفاظ و عبارت قرآن کے

کے ہوں یا نبی کے۔ کلام اللہ وہ کتب جس کے حروف الفاظ و عبارت و معنی و مطالب و مفاد کی طرف سے ہوں، فرشتہ یا نبی کو اس میں دخل نہ ہو۔

قدیمت، زہد، انجیل اور دیگر صحیفہ انبیاء کتاب اللہ ہیں، کلام اللہ نہیں۔ انہیں الفاظ و عبارت انبیاء علیہم السلام کی تھی۔ انہیں اس میں الفاظ و عبارت فرشتے کی تھی۔ اسی وجہ سے قدیمت و قدیمت کی حفاظت امت کے ذمہ تھی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ  
هَٰذَا دُرُّهُمَا ذَا الثَّوَابِ لِمَن كَانَ يَتَذَكَّرُ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا  
یعنی ہم نے تمہارے ہاتھ کی ہدایت اور روشنی ہے۔ حکم کرنے والے پیغمبر جو کہ بکابر تھے اللہ کے پاس اور حکم کرنے والے ہدایت اور عالم اس کے کہ گہبان بھروسے تھے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری مقرر تھے۔ (ماؤء، پارہ ششم)

تمام انبیاء کو خدا کی طرف سے وحی عربی میں ہوتی تھی۔ انبیاء اس طلب کو قوم کی زبان میں ادا کرتے تھے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ تُفْهِمُہ (کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے گروہ بولی بولتا تھا اپنی قوم کی کہ اس کے آگے کہے (سورہ ابراہیم پارہ سیزدہم)

قال صفیان الثوری لم یزل وحی الایہ العربیۃ ثم ترجمہ کل نبی لقومہ وکان یتترجم ذلک جابر یل علیہ السلام وحی عربی میں نازل ہوتی تھی نبی یا جبریل اس کا ترجمہ قوم کی زبان میں کر دیتے تھے (روح المعانی جلد سیزدہم صفحہ ۱۲۱)۔

قرآن مجید کلام اللہ ہے اس کے حروف الفاظ و عبارت و غیر وہب اللہ کی طرف سے ہیں، ملک یا نبی کا نہیں کوئی دخل نہیں۔

کتب مقدسہ چونکہ ہندوؤں کا کلام تھا۔ اس لئے ہندوؤں کا کلام اس میں مل سکا۔ ان کی حفاظت بھی ہندو ہی کے ذمہ تھی۔ انہوں نے حفاظت میں کوتاہی کی اور خود اپنی دلیوی ضرورتوں سے ان کی تحریف پر آمادہ ہو گئے۔ ایسے تمام کتاب اور ان کے احکام ایک مدت میں کیلئے تھے اور قرآن ہمیشہ کیلئے ہے اس لئے قرآن ایسی زبان میں نازل کیا گیا اور فصاحت و بلاغت کے اس عاملی درجہ پر رکھا گیا کہ کوئی انسان اس میں تحریف کرنے پر قادر ہی نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے خدا نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ رکھی۔

## وحی کے طریقے

حسب ذیل طریقے نزول وحی کے احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔



- (۱) فرشتہ وحی لیکر آئے اور ایک آواز مثل گھنٹی کے معلوم ہو۔
- (۲) فرشتہ دل میں کوئی بات ڈال دے۔
- (۳) فرشتہ آدمی کی صورت میں آکر کلام کرے۔
- (۴) اللہ تعالیٰ سیدری میں رسول کریمؐ کے کلام فرمائے جیساکہ سورج میں ہوا۔
- (۵) حق تعالیٰ خواب میں کلام فرمائے۔
- (۶) فرشتہ خواب میں کلام کرے۔
- ۷۔ دہ قسم کہ وحی قرآن میں نہیں۔

## اشاعت قرآن

سابقہ بیانات سے ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن حضور علیہ السلام کے عہد میں تمام عرب اور بعض اہل  
اقطاع عالم میں پہنچ چکا تھا اور عہد خلافت راشدہ میں تو گویا دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا تھا۔  
خلافت راشدہ کے بعد حکومت پسند اور اکثر عیش پسندوں کی سلطنت ہی اشاعت قرآن و اسلام  
میں کسی حکمران نے نمایاں حصہ نہیں لیا۔

مکار ثیبیان کہتے ہیں کہ فی الواقع دین اسلام بعوض اس کے کہ بزور شمشیر شائع کیا گیا ہو محض  
پر ترغیب اور بزور تقریر شائع کیا گیا۔ خلفاء اسلام نے کلی افواض کے مقابل میں ہرگز بزور شمشیر دین کو پھیلا  
کی کوشش نہیں کی (مکارستان شمس ۳۶۱ بحوالہ امتدوں عرب)

خلافت راشدہ کے بعد اشاعت قرآن علماء و صوفیاء و تاجروں نے کی۔ ڈاکٹر آرنلڈ نے اس تحقیق  
کے متعلق ایک ضخیم کتاب لکھی۔ اس کا نام بریچنگ آف اسلام ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مستند تاریخی حوالوں  
پر ایک مسئلہ قائم کیا ہے کہ قرآن کی اشاعت علماء اور صوفیوں اور سوداگروں نے کی اور یہی  
محققین نے ایسا ہی کہا ہے۔ مشرؤ یون پورٹ نے کہا ہے کہ۔ ایک سبب ترقی اسلام کا یہ ہے کہ  
مسلمانوں نے قرآن کو تجارت کے ذریعہ سے اہمیت دیا۔ سامعین کے جو مسلمان ممالک مشرق میں آ کر رہے  
انہوں نے یہ کتاب ان بادشاہوں تک پہنچائی جو پیشتر کوئی خاص مذہب نہ رکھتے تھے (مکارستان شمس ۳۶۱)  
بحوالہ ابوالہی فارموانیہ قرآن (۔ ڈاکٹر آرنلڈ صاحب ایک موقع پر لکھتے ہیں ہر مسلمان تاجر دنیا میں سب  
ترتیب کا سیاب مبلغ ثابت ہوئے ہیں۔) حوالہ مذکور بحوالہ بریچنگ آف اسلام

## اعتراضات کی حقیقت

قرآن مجید اور رسولِ کیم اور اسلام پر غیر مسلموں نے بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ ان اعتراضات کی بنیاد یہودیوں نے قائم کی مگر وہ کچھ زیادہ غرض خدایکے۔ پھر متعصب مسیحیوں نے ان کو سنبھالا اور خوب اچھالا۔ یہ اعتراضات اکثر اتہامات اور مخالفت تھے۔ ایک مدت تک اہل یورپ اس دلدل میں پھنسے رہے۔ جب انہوں نے اسلامی علوم حاصل کر کے تحقیقات کی تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور بے اختیار قبول آئے کہ پہلے علمائے ہم کو مناظرہ دیا۔ ہندوستان میں ان مردودہ اعتراضات کو آریوں نے ٹھک مہرج لگا کر نشانہ کیا۔ حق گو اور حق پسند انسانوں سے کوئی زمانہ، کوئی ملک، کوئی قوم خالی نہیں۔ آخر انہی کے ہم غمہوں نے ان کی غصی کھلی۔

اول یہودیوں نے ہنجر کیا کہ مسلمان خلیفہ کے قاتل ہیں اور ان کے تین دیوتا ہیں۔ مسیحیوں نے یہ اڑا دیا کہ محمد اپنے طلحہ کی پستش کرنا تھا (ترجمہ کتاب ہنری، ص ۱۷۱ کا ستری عربی ص ۱۷۱)۔ ایسے ہی اور اعتراضات تھے، کہیں آیتوں کے غلط ترجمے، کہیں حدیثوں کا غلط مفہوم، کہیں ظلم و ستم اور جبر کی فرضی داستانیں مگر کچھ بھلائیں۔ آخر انہی میں سے پھر تحقیقین کی ایک جماعت نے ان کا سارا تار پود شکست کر دیا۔ اور صرف لفظوں میں لکھا کہ :-

- جو الزام یورپ کے متعصب پادریوں اور سرگرم وقائع نگاروں نے اسلام اور اسلامی اسلام پر لگائے ہیں آج ان کی تحقیق پر پتہ چل گیا کہ یہ الزام خود ہماری روسپاہی کا باعث ہیں۔
- (پیر وڈیاند پیر وڈیاند ص ۱۷۱)

پنڈت دیانند کے متعلق گاندھی جی نے لکھا کہ :- انہوں نے جین دھرم - اسلام - مسیحیت اور خود ہندو دھرم کے متعلق بہت سی غلط بیانیوں کی ہیں۔ (غانیان ہند ص ۱۷۱ ابوالریک انڈیا) پنڈت سیتہ کیشو پرشاد پر دھرم تاریخ گردن کا نگراں رسالہ مجددت میں لکھتے ہیں :-

”بلیک دیگر مذاہب کی تردید کرنے میں سماجی جی نے نا انصافی کی ہے اور صحیح ترجمہ اور مفہوم کو بگاڑ دیا ہے۔“ (رسالہ مذکورہ ص ۱۷۱)

ہندو فاضل بی۔ ایس انڈیا راہنشیار پوری لکھتے ہیں کہ انہیں مذاہب میں سے کچھ زیادہ نا انصافی اور ظلم اگر کسی پر کیا گیا ہے تو بانی اسلام پر اور کوشش کی گئی ہے کہ بیخبر اسلام کو ایک غرور اور بے رحم انسان دکھایا جائے اور خواہ مخواہ دوسروں کو ان سے نفرت دلائی جائے۔ اس کا بڑا سبب

یہ ہمارے محمد کی لائق پر تعقید کرنے والوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی بلکہ متنی مستثنائی اور بے بنیاد باتوں کو سرمایہ بنا کر اعتراضات کی پوچھاڑ شروع کر دی۔ اگر وہ اسلامی روایات کو سمجھ لیتے اور سچائی کے اظہار کیلئے اپنے اند کوئی ہمت و جرأت پاتے تو یقیناً وہ اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتے (رسالہ سولہویہ ص ۱۷۱)۔

لازم چندہ چمنہ نے اسلام اور آنحضرت کے شعلی مصنفانہ رائے ظاہر کی (ان کے مضمون کے چند فقرے باب پنجم میں ہیں) اس پر اخبار گرد گھنٹال نے لازم صاحب کو برا بھلا کہا وہ لکھتے ہیں کہ (لازم چندہ چمنہ نے محمد صاحب کو لاثانی اور بکتا ہی قرار نہیں دیا بلکہ اُن کی تعلیم کو بھی پاک و عالیگرا اور برگزیدہ قرار دے کر اس پر الہامی ہونے کی شہر لگا دی ہے۔ اب کون ہے جو چمنہ صاحب کی اس تعلیم کردہ برگزیدہ اور الہامی تہذیب و تعلیم کی مخالفت کر سکتا ہے۔ اگر ہندو قوم کے لیڈر ایسے ہی ہیں جیسے یہ جانی بھوشن صاحب تو پھر ہم کو یہ کہتے ہیں خدا بھی نازل نہیں کر ہندوئی کو دشمنوں کی ضرورت نہیں (گرد گھنٹال ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء)

یہ حالت و ذہنیت ہے اُن لوگوں کی جو اسلام پر اعتراضات کرتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اُن کے اعتراضات میں صدق و راستی کا پتہ نہیں اصران کو حق بات سننے کی تاب نہیں۔

## حدیث

حدیث مکمل خدا اور کلام رسول ہے۔ حدیث پر عمل کرنے کی خداوند ذرا الجلال کی طرف سے تاکید جبریل حدیث بھی نازل کرتے تھے (کان جبریل تنزل علی النبی بالسنۃ کما تنزل علیہ بالقرآن) (سنن دارمی)

حدیث کے معلق رسول کریم کا ارشاد ہے عن الحسن قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کتبت الحدیث فاکتبوا باسناده یعنی حدیث کو سند کے ساتھ لکھا کرو (تہذیب التوہام ص ۱۷۱)۔

الا دالکم علی الخلفاء منی ومن اصحابی ومن الانبیاء من قبلی ہم حملة القرآن والاحادیث عنی وعنہم یعنی میرے اور میرے اصحاب اور انبیاء سابقین کے خلفاء وہ ہیں جو خدا کی رضا کے لئے قرآن حفظ کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور میری حدیثوں کی روایت کرتے ہیں (جامع صغیر)

من کتب عنی اربعین حدیثاً وجاء ان یتفرق الله له غفر له رواہ ابن الجوزی

بعض میری چالیس حدیثیں بامید مغفرت لکھے گا خدا اس کو بخشے گا۔ (سنن ابی حنیبلہ)  
جلد رابع و منتخب کنز العمال بر حاشیہ

ابتداء کی زمانہ میں حضور نے حدیث لکھنے کی ممانعت کی تھی۔ عن ابی سعید ان النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم قال لا تکتبوا عنی غیر القرآن ومن کتبہ فلیحیہ یعنی مجھ سے قرآن کے سوا  
کچھ نہ لکھو اور جس نے لکھا ہو مٹا دو۔

رسول کریم نے بعض معاملات میں بمقتضائے مصلحت تغیر و تبدل بھی فرمایا ہے اور حدیث میں  
ناخ و خور بھی ہے۔ اسلئے ہمارے ائمہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضور کے آخری زمانہ کی حدیثیں صحیح ہیں  
مذکورہ بالا حدیث ابتدائی زمانہ کی ہے۔ چونکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔ نیا نیا معاملہ تھا۔ صحابہ اچھی طرح  
تعلیم نہ پا چکے تھے۔ آئیے ملاحظہ فرمایا تھا تاکہ کہیں غلطی سے قرآن و حدیث کو نہ ملا دیں۔  
جب صحابہ میں ایک بڑا گروہ اس قابل ہو گیا کہ دوسروں کو تعلیم کرنے لگتا تھا پسے تحریر حدیث کی اجازت  
دی دی اس لئے یہ حدیث اجازت کی حدیث سے شروع ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بھی  
کہا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث کے متعلق اچھا فیصلہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موقوف  
ہے اور اجازت کتابت کی حدیث مرفوعہ ہے اس لئے اجازت والی حدیث کو ترجیح ہے۔

حدیث موقوف کے مستعمل امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک  
لائق تحت نہیں۔ علامہ سیوطی نے جرجانی اور علامہ محمد طبر صاحب مجمع البحار اور قاضی شوکانی  
صاحب نیل الاوطار نے بھی لائق تحت قرار نہیں دیا۔ مگر اصفیٰ کا مسلک یہ ہے کہ جو سونف جوش  
آیات قرآنی یا احادیث مرفوعہ کے موافق ہیں وہ لائق تحت ہیں اور جو مخالف ہیں قابل تحت نہیں  
رسول کریم نے خود حدیثیں لکھائیں۔ اور آپ کی لکھائی ہوئی حدیثیں آج تک موجود ہیں ان میں سے بعض کے  
نوٹ بھی ملتے ہوئے ہیں۔ اور صحابہ نے آپ کی حیات میں حدیثیں لکھیں اور کتابیں مرتب کیں۔  
انہ حدیث کے حدیث کی قسمیں مقرر کی ہیں۔ کتب احادیث کے چار طبقے مقرر کئے ہیں۔

راویان حدیث کے بھی چار درجے مقرر کئے ہیں۔ راویوں کے درجات باعتبار علم و فضل، زہد و تقویٰ  
فہم و صحت و زہد و قیام کئے گئے۔ جو راوی علم و فضل میں سب کم، فضل و فہم میں کم، حفظ و اتقان  
کم ہیں اور کسی مرض میں مبتلا ہیں یا ان کے صحیح حالات معلوم نہیں ان کو درجہ چہارم میں رکھا گیا ہے  
کتب احادیث میں دو جہاں کی کتابیں تین ہیں۔ موطا المکلف صحیح بخاری صحیح مسلم و  
آخر الذکر دونوں کنہوں کو صحیحین کہتے ہیں۔ ان میں جو حدیثیں مرفوعہ متصل ہیں حسب یقین صحیح ہیں

ان کتابوں میں دو ٹکٹ کے قریب درجہ اول و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں اور ایک ٹکٹ میں درجہ سوم کے راوی بھی ہیں۔ اولیٰ درجہ یعنی درجہ چہارم کے راویوں کی روایتیں ان میں نہیں ہیں۔ ان کے متعلق بھی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ صحیحین کو صحیحین باعتبار اعلیٰیت کہا جاتا ہے ورنہ حسن و ضحاک ان میں بھی ہیں۔ صحیحین ہی صحیح سترہ میں اول درجہ کی کتابیں ہیں۔ صحیحین میں علت ظاہری سے حفاظت کا کامل التزام ہے۔ علت معنوی کا کم التزام ہے۔ بخاری میں دلیل اکرم کا عمر ۶۵ سال مذکور ہے جو صحیح نہیں۔ مگر بخاری کا التزام بجائے خود قائم ہے۔ ان کی روایت میں بجا ہے۔ ابن عباس نے ضرور ۶۵ سال بیان کی۔ ابن عباس سے شمار یا حساب میں غلطی ہوئی ہو۔ یا ان کی مسلمات اس باب میں صحیح نہ ہو۔ اس کا بار بخاری پر نہیں۔ روایت بالکل صحیح ہے۔ صحیح سترہ میں یہ چھ کتابیں ہیں۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔ ان میں صحیحین اول درجہ کی ہیں لیکن ان میں حسن و ضحاک روایات ہیں اور درجہ سوم کی روایات بھی ہیں۔

صحیح سترہ میں جامع ترمذی نمبر سوم اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ دوم کی کتاب ہے۔ اس میں نصف کے قریب درجہ سوم کے راویوں کی روایتیں ہیں۔ اور باقی نصف میں سے دو ٹکٹ ہیں درجہ اول و دوم کے راویوں کی اور ایک ٹکٹ میں درجہ چہارم کے راویوں کی روایتیں ہیں۔ ترمذی کے متعلق علامہ مستدرین نے لکھا ہے کہ اہل ترمذی نے بعض ایسی حدیثوں کی تحسین کی ہے کہ جن کی مذکورنی چاہئے تھی۔ سنن ابی داؤد، سنن نسائی۔ یہ دونوں کتابیں طبقات کتب حدیث میں طبقہ دوم کی کتابیں ہیں اور صحیح سترہ میں بہ ترتیب نمبر چہارم و پانچم کی۔ باقی ان کی کیفیت بھی مثل جامع ترمذی کے ہے۔

سنن ابن ماجہ۔ یہ صحیح سترہ میں درجہ ششم کی اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ سوم کی کتاب ہے۔ اس میں ایک ٹکٹ سے کم درجہ اول و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں اور ایک ٹکٹ سے زیادہ درجہ سوم کی اور ایک ٹکٹ درجہ چہارم کے راویوں کی روایتیں ہیں۔

کتب حدیث کا طبقہ چہارم جو ادنیٰ درجہ کا طبقہ ہے۔ اس طبقہ کی کتابوں میں ضعیف مجہول و مروجہ راویوں کی روایتیں زیادہ ہیں۔ اس طبقہ کی خاص خاص کتابیں یہ ہیں۔

تصانیع ابن مردودہ۔ تصانیع حاکم۔ تصانیع فردوس دیلمی۔ تصانیع حذقانی۔ تصانیع ابی عساکر۔ توفیۃ الاحباب وغیرہ۔ اس طبقہ کے کتابوں کی کوئی حدیث مسوق کہ نہ ہو۔ نہیں کہا جاسکتی جب تک وہ شرائط شیخین پر ثبات نہ ہو۔ اپنی کتابوں کی روایتوں کے متعلق حضرت

شاہ عبدالغفر نے محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

”احادیث کے نام و نشان آہنا حد قرون سابقہ معلوم نبود و متاخرین آن را روایت کرتے ہیں حال آہنا از دوستی خالی نیست یا سلف نفیض کردند و ان را اصلے نیانند از مشغول بروایت آہنا می شدند یا یا بقصد وہ آن قدسے و غلے ریزند کہ باعث شد ہر آہنا را بر ترک آہنا و علی کل تقدیر این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا علی آہنا نمک کدہ شود۔ و بدین قسم احادیث کتب بسیار معتقت شدہ اند و بیشتر مسالہ و وضع احادیث و اکثر مسائل ناوہ از ہن کتب ہی برآید۔ و ایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیرطی در رسالہ و نوادر خود ہمیں کتابت کیا است (عملاً نہ نافہ)

حدیث کی جانچ کیلئے علم الروایۃ و علم التواریخ ایجاد ہوئے ہیں وہ علوم جن سے حدیث کی جانچ ہوتی ہے انہیں عظیم الشان علماء اسلام و الرجال ہے۔

مگر اسپر گزرنے لگا ہے کہ کوئی قوم دنیا میں آج تک ایسی نہیں گذری جس نے مسلمانوں کی طرح اسلام و الرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکا، (انگریزی فقہ احادیث)۔

اسلئے حدیث جب تک اصول روایت و اصول حمایت کی موافق صحیح ثابت نہ ہو قبول نہیں کی جائیگی۔ کم علم کچھ فہم، متعصب و دہم متعرض ادنی درجہ کی کتابوں اور ضعیف و بھول بابوں کی بناء پر غلط کہتے ہیں۔

کتب احادیث کی تعداد اٹھارہویں صدی عیسوی تک (۱۳۶۵) بیان کی گئی ہے احادیث اہل اسلام صنف پادری فریوگر لڈ بجوال ایستات النبلاء و ذکر شریعت اسلام اس کے بعد و اضافہ ہوتا رہا۔ کسی کتاب کی روایت بغیر جلیق قبول نہیں کی جاسکتی۔

## تخریرات عہد رسالت

بعض تاریخ سے ناواقف اور معاند کہہ دیتے ہیں کہ عہد رسول کریم میں کوئی تخریر نہیں ہوئی کیونکہ عرب جاہل اور فن کتابت سے ناواقف تھے۔ مسلمان کتابت بھی نہ تھا۔ اور بعض وہ مسلمان جن کی صفات محدود ہیں کہہ دیتے ہیں کہ عہد رسول کریم میں قرآن کے سوا حدیث نہیں کہی گئی۔ اس بیانیہ ابطال کے ساتھ حسنہ کے عہد مبارک کی تین سو کے قریب تخریرات کا ذکر ہے اور ان کے متعلق کافی

ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

صاحب مغلّہ الانکار نے رسول کریم کے (۳۶) خطوط نقل کئے ہیں۔ حضور کی حکم تحریرات کے صاحبزادہ عبدالرحیم خان مظفر جنگ ہرم مبریات گزنگ نے مع عبارت ترجمہ و حوالہ اپنی کتاب بنام مراسلات نبویہ میں جمع کیا ہے جن کی تعداد (۲۵۰) سے زیادہ ہے۔

انہی محترم مولانا الحاج ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن صاحب و انہی محترم مولانا الحاج عبد الباقی صاحب نے اپنی تصانیف میں بعض مراسلات کا ذکر کیا ہے۔

سیکڑ شمار کے سوائے کل تعداد تین سو کے قریب ہے۔ میں سب کا ذکر بوجہ طرقات نہیں کر سکتا بعض بعض کا ذکر کرنا ہوں۔ بالخصوص وہ جن کا تعلق حدیث سے ہے۔ یوں تو حضور کی ہر تحریر حدیث سے اہم ہو لیکن کچھ نہ کچھ مسائل کا استنباط ہو رہا ہے۔ مگر میں صرف ان کا ذکر کر سکا جن کا کھلا ہوا تعلق حدیث سے ہے دو چار اس شرط سے مستثنیٰ ہیں بھی ہیں۔

(۱) مسابغات حدیدہ وغیرہ (ابن ماجہ۔ طبقات ابن سعد)

(۲) نزمین قبائل کے نام (ابن ماجہ۔ طبقات ابن سعد)

(۳) خطوط ائمہ و مسلمانین کے نام (بخاری و تذکرۃ النفاظ)

(۴) فہرست اسامی کاغذ (بخاری)

(۵) فتح مکہ کے بعد حضور نے ایک خط ارشاد فرمایا۔ ایک صحابی ارشاد فرمایا میں نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ بھی

حضور نے فرمایا اکبتوا لابی شاہ (ابو شاہ کیلئے کہو) یہ لکھ کر ان کو دیدیا گیا (بخاری کتاب التہذیب)

(۶) کتاب الصدقہ۔ حضور نے ابوبکر بن حزم صحابی ملک بحرین کو احکام بخیرتہ کہنے اور اس کی نقل

دیگر عمال کو بھی بھیجی گئی۔ وہ جو تھے (سند احمد بن حنبل۔ دارالطبیعی) یہ تحریر خلیفہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے آل حزم سے ۹۹ھ میں لے لی تھی (دارالطبیعی)

(۷) عمرو بن حزم صحابی کو ایک قیمہ سال لکھا دیا تھا جس میں تلاوت قرآن، نماز، زکوٰۃ، طلاق، عتقا

تصاویہ ویت، فرائض، سنن، تنصیف و غیرہ کے احکام تھے۔ اس رسالہ کا ذکر نسائی، مسوط الامم، مالک و مستدرک حاکم و تاریخ خطیب بغدادی وغیرہ وغیرہ میں ہیں ہے۔ علامہ ابن قیم نے اس رسالہ کے متعلق لکھا ہے۔ ہو کتاب عظیم (نادوا لعلہا و جلد اول)

(۸) عبداللہ بن حکیم صحابی کے پاس حضور کا ایک نامہ تھا جس میں مردہ جانوں کو زندہ کرنے کے متعلق

احکام تھے۔ (معجم صغیر لطیف الرافی)

- (۹) قائل بن حجر صحابی کو غار، دہلہ، شراب وغیرہ کے احکام پکارتے تھے (معجم صغیر)  
 (۱۰) حناک بن صفیان صحابی کے پاس حضور کی تحریر لائی ہوئی ایک ہدایت تھی جس میں سترہ رکعت کا حکم تھا (ابوداؤد - دارقطنی)

- (۱۱) سادہ بن جبل صحابی کو ایک تحریر بھیجی گئی جس میں ستر ترکازیوں پر زکوٰۃ ہونے کا حکم تھا (طحاوی)  
 (۱۲) مدنی بھی مثل کہہ کر حرم ہے مانگے متعلق حضور کی تحریر رافع بن خدیج کے پاس تھی (سنن احمد)  
 (۱۳) حذیفہ ایمان کو ایک فرمان لکھا یا جس میں زکوٰۃ کے فرائض کا بیان تھا۔ (طبقات ابن کثیر)  
 (۱۴) عمار بن الحضری کو زکوٰۃ کے مسائل لکھائے۔

- (۱۵) حضرت ابو بکر صدیق کو ستر چری میں جب ایسا لکھا گیا تھا تو سنن حج لکھا دیے (بیہقی)  
 (۱۶) عمیر بن افضل کو فرمان لکھا یا۔ اس میں صدقہ اور جاندوں کی زکوٰۃ کے احکام تھے (ترمذی)  
 (۱۷) غالب بن عبد اللہ لشیخ کو فرمان لکھا یا اس میں غنیمت کا حکم تھا۔  
 (۱۸) وقار نامہ کو ایک تحریر لکھائی اس میں فرائض و صدقات کا بیان تھا۔  
 (۱۹) ابی وکر کو ایک تحریر لکھائی اس میں وغیرہ کے احکام تھے۔  
 (۲۰) ابی راشد الاندلی کو غار کے احکام لکھائے۔

- (۲۱) اسقف اہل خیران کو فرمان لکھا یا اس میں دعوت اسلام اور جزئیہ کا حکم تھا۔  
 (۲۲) اساقف خیران کو ایک دوسرا فرمان لکھا یا اس میں حرجت چیز کی تفصیل تھی۔  
 (۲۳) حکام حضرت موت کو نماز، زکوٰۃ، خمس کے احکام لکھائے۔  
 (۲۴) اہل دوسرا جندل کو جزئیہ و زکوٰۃ کے احکام لکھائے۔  
 (۲۵) اہل طائف کو حرجت بنید کھجور کا حکم لکھا یا۔  
 (۲۶) دوسرا جندل و قطن قبائل کو احکام عشر لکھائے۔  
 (۲۷) قبائل عرب و افسر کو جزئیہ کی تفصیل لکھائی۔  
 (۲۸) نبی جند کو زکوٰۃ کے جاندوں کے متعلق حایات لکھائیں۔  
 (۲۹) نبی حید کو جزئیہ کے مسائل لکھائے۔

- (۳۰) وفد نبی باریق کو پھلوں اور چراگاہوں کے متعلق احکام لکھائے۔  
 (۳۱) قیم ہادی کو قبول ہدیہ کا مسئلہ اور شہری ہشید کے استعمال کے احکام لکھائے۔



(۳۳) جنادہ ازدی کو مال غنیمت کا مسئلہ لکھایا۔

(۳۳) جیفرو و عہد سلوک عمان کو عشر وغیرہ کے احکام لکھائے۔

(۳۴) عارث بن کلال و معافیر و ہمدان کو خمس وغیرہ کے احکام لکھائے۔

(۳۵) حارثہ و حصن و بنی قطن کو عشر کے احکام لکھائے۔

(۳۶) خالد بن ضمار ازدی کو ارکانِ اسلام لکھائے۔

(۳۷) ذہیر بن سیف کو جزیرہ زکوة کے احکام لکھائے۔

(۳۸) ربیعہ بن ذی مرجب حنفی کو محضل وغیرہ کے احکام لکھائے۔

(۳۹) شرجیل، عارث و نعم بنی عبد کلال کو مال غنیمت و عشر و زکوة کے مسائل لکھائے۔

(۴۰) عام مسلمانوں کے لئے ایک تحریر لکھائی جس میں پچھتے سے قبل بھوکہ کی فروخت اور فسخ سے حصہ لینے کے احکام تھے۔

(۴۱) عدایہ بن خالد کو بیس سے قبل شے کے میوب ظاہر کر دینے کے احکام تھے۔

(۴۲) حضرت عمر کو سائل صدقہ لکھائے۔

(۴۳) حضرت ابو بکر صدیق کو سائل صدقات لکھائے۔

(۴۴) عامہ کلب کو مع قطن سائل زکوة لکھائے۔

(۴۵) عبداللہ و درمیان مہاجرین و انصار و یمومہ لکھایا ابھی دیتے و خدیجہ کا حکم تھا۔

(۴۶) مالک بن احمر کو خمس کے مسائل لکھائے۔

(۴۷) مجاہد بن مرارہ سلمیٰ کو خمس و حصص ذوی القربی کے احکام لکھائے۔

(۴۸) مصعب بن زبیر کو نماز جمعہ کا حکم لکھایا۔

(۴۹) سلط بن کلثوم بن ابیہ کو سائل زکوة لکھائے۔

(۵۰) معاذ بن جبل کو قبولِ ہدیہ کا مسئلہ لکھایا۔

(۵۱) سفید بن سادہ کو جزیرہ کے مسائل لکھائے۔

(۵۲) سفید بن سادہ کو بھوس کے سفلق احکام لکھائے۔

(۵۳) آل ابیدر کو ایک فرمان لکھا اس زمانہ تک کسی مہر تیار نہیں ہوئی تھی اس پر آپؐ انگوٹھا لگادیا۔

(حکامِ یورپ کو انکار دینے میں نیگرا اسپریشن کا علم ہوا ہے۔ نیہامی کو چودہ سو برس پہلے مسلم تھا) اسکی تخریج ابنِ مندہ نے کی ہے۔ (اصحاب و ائسادانہ)

- (۵۴) جغینہ الجہنی (بعض نے ہندی لکھا ہے) کو فرما لکھایا اس کا راوی ضعیف الحدیث ہے۔
- (۵۵) سرلیک ہندی نے بیان کیا کہ رسول کریم نے عزیز اور سالار و صہبائے کرام کو سیکر پاس نامہ دیکر بھیجا۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ اس کی تخریج مری نے مسیح بن احمد اسفرائینی سے کی ہے۔
- بجلی بن یحییٰ نیشابوری کے شاگرد کے طریقے سے کہا۔ حدیث بیان کی ہم سے علی بن احمد بروعی نے کہا میں نے مستنصر الحنفی بن ابراہیم طوسی سے وہ کہتے تھے امدان کی عمر (۹۷) برس کی تھی کہ دیکھا میں نے سرلیک بادشاہ ہند کو ذکر کیا یہ نصہ۔ (اصابہ)
- (۵۶) مسعود بن وائل نے کہا کہ رسول کریم نے میری قوم کو دعوت نامے لکھائے، آپ نے معاویہؓ کیا لکھو انہوں نے کہا کس طرح لکھوں، آپ نے فرمایا لکھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اے (اصابہ) اسد الغابتہ (۵۷) سید کذاب کو فرما لکھایا اس کا نوٹ ۹۹۷ھ میں لندن کے پیر میگزین میں شائع ہوا تھا
- (۵۸) یہود خیر کو ایک مسلمان مقول کی دیت کے متعلق خط لکھایا (صحااح شریف)
- (۵۹) جرش والوں کو مسئلہ نبیہ لکھا کہ روانہ کیا (مسلم)
- (۶۰) یہود والوں کو مسئلہ نبیہ لکھا کہ روانہ کیا۔
- (۶۱) مسلم بن حارث تمیمی کو کچھ وصایا لکھائیں (ابوداؤد)
- (۶۲) یحییٰ بن داؤد کو لکھا کہ شہد کی پیداوار سے رکوع ادا کیا ہے (تفسیر الراہی للزیلعی)
- (۶۳) تلم قبا ئی کو دیت کے مسائل لکھا کہ بھیجے ہو مسلم والی داؤد)
- (۶۴) ارض خیر کا تقسیم نامہ لکھایا (۳۶) حصوں پر تقسیم ہو۔ نصف حصہ حضرت نے لکھا حضرت ابیہ کیلئے اپنے پاس رکھے باقی نصف صحابہ میں تقسیم کر دے۔ (کتاب التلخیص فی بن آدم محدث)
- (۶۵) سفید بن سادی کو خط لکھایا۔
- (۶۶) سفید بن شاہ مصر کو خط لکھایا۔
- (۶۷) تمیم الداری کو فرما جاگیر لکھایا۔
- (۶۸) شاہ اسپین کو خط لکھایا۔
- (۶۹) قطن بن حارث کو فرما لکھایا۔
- (۷۰) نجاشی حدیث کے نام خط لکھایا۔
- (۷۱) سفید بن شاہ مصر کے نام خط لکھایا۔
- (۷۲) ایک ہندو جرمیائیوں کیلئے لکھا گیا۔

(۷۳) دندنجیب جب حاضر خدمت ہوا تو انہوں نے کچھ سوالات کئے، آپ نے ان کے جوابات کہنا شروع کیے۔

قرآن مجید کے علاوہ کہ حضور پر وقت نزول فرما کر تحریر کرا دیتے تھے۔ رسول کریم کی کم و بیش تین سو تحریرات ہیں (۷۴) کا ذکر میں نے کیا۔ ان میں سے سوائے نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ کے جن کی تعداد کل ۱۱۲ ہے باقی ۶۰ نمبر خالص حدیثیں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین کے نام جو نامے لکھے وہ عامر بن نبیرہ نے لکھے تھے۔ اور ائمہ اعدائے ان کے نام خطوط آئی ہیں لکھے۔ اور قطیف بن عارث کے نام ثابت بن قیس نے ۵۷ مساویہ بن ابی سفیان غلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھے تھے قرآن مجید کی کتابت بہت کچھ اصحاب کرتے تھے ان میں خاص زید بن ثابت و شریک بن حسنہ و عثمان بن عفان تھے۔

۷۵ کا ذکر امام ابو یوسف (۱۵۲) نے کیا ہے اور اس کی تصدیق کیفیت ابن فضل اللہ العمری نے کتاب سالک الایضار جلد اول ۱۵۱ میں لکھی ہے۔ گویا یہ تحریر چوتھی صدی ہجری تک موجود تھی۔ ۷۶ کا ذکر گیارہویں صدی ہجری تک کے مصنفین نے کیا ہے۔ (الترتیب الاداریہ مطبوعہ رباط ۱۳۲۶ ہجری جلد اول ص ۱۵۶)

نمبر ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ اب تک موجود ہیں۔

۷۷ کا نوٹ ۱۵۶۳ م میں لندن کے پچھریس گین میں شائع ہوا تھا۔

۷۸ کا نوٹ ۱۵۶۳ م میں شریعت کے دارالمطبعہ جلد ۱ ص ۱۶۲ م میں طبع ہوا۔ یہ اصل خط

خواجہ کمال الدین قادری نے دمشق میں بخشم خود کیا (سالک الایضار ص ۱۹۱ م)

۷۹ کا نوٹ ۱۵۶۳ م میں پچھریس گین میں شریعت کے دارالمطبعہ جلد ۱ ص ۱۶۲ م میں

شائع کیا تھا۔ جو اس کو ایک سیاہی میں سیاہ اور اسی سے سیاہ تھا۔ جن کو سیاہی نے مہر کے لیک عیب آئی خانقاہ سے حاصل کیا تھا۔ اب اس کے نوٹ تمام دنیا میں شائع اور فروخت ہو رہے ہیں۔

۸۰ کے حبش کے دارالسلطنت عدلیہ کے شاہی خزانہ میں محفوظ ہے۔ حبشہ اور اسی کی جنگ کے موقع پر اس کے متعلق یورپ میں اخبارات نے کثرت سے مضامین شائع کئے تھے۔ اور ہندوستان کے اخبارات میں ان کے ترجمے شائع ہوئے تھے۔

۸۱ قاہرہ کے کتب خانہ قوس میں یہ خط محفوظ ہے۔

۸۲ قاہرہ کے کتب خانہ قوس میں محفوظ ہے۔ چند سال ہوئے یہ خط مصر کے سامنے

پیش ہوا تھا۔ اور اس کے متعلق تمام اخبارات میں مضامین شائع ہوئے تھے۔

## شہادتیں

دولت کریم علی ائمہ علیہ وسلم نے جو خطوط سلاطین کو لکھائے تھے اُن کی تعداد ایک دو سو تک تحقیق ہوتی ہے (اعلام السالکین مؤلف ابن طولکین، دو کیوان سیورہ و علمای سمان مطبوعہ پیرا ۱۹۳۵ء حصہ دوم ص ۹۹ تا ۹۷ و منشآت السلاطین مؤلف احمد فریدی مطبوعہ مستنبرک ص ۱۲۴ ص ۲ تا ۳)

اکثر مکاتیب یوم البکا جم میں بعد حجاج بن یوسف (سعدی کے بعد) چل گئے (کتاب الفرائض و بلاذری) یہ بھی شہور ہے کہ ایک خط سلطان صلاح الدین کے خاندان میں محفوظ ہے۔ اس کے متعلق بھی چند اخبارات میں مضامین شائع ہوئے ہیں۔

حضرت عمرو بن عزم صحابی نے رسول کریم کے بیس مکاتیب جمع کئے ایک رسالہ مرتب کیا تھا۔ (دو کیوان جلد اول ص ۱)

میں ایک تو رسول کریم کی تحریرات اور آپ کی لکھا لی حدیثوں کا ذکر تھا۔ اب حدیث کے اُن مجموعوں کا بیان ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جمع کئے تھے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے ہزار حدیثیں جمع کر کے اُس مجموعہ کا نام صادقہ رکھا۔ یہ حضور کے بعد میں مرتب ہوا تھا۔ یہ صحیفہ دوسری صدی ہجری تک موجود تھا (تاریخ الحدیث) (۲) حضرت علی نے حدیثیں لکھی تھیں۔ اُن کا ارشاد ہے کہ ہم نے رسول کریم سے قرآن اور اس صحیفہ کے سوا اور کچھ نہیں لکھا (ابو داؤد کتاب الحدود)

(۳) حضرت انس نے حدیثیں لکھی تھیں (بخاری تفسیر العلم - تخریج الراوی)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جو اُن کے نزدیک کے پاس خلاصہ جامع تھا

(۵) حضرت ابو ہریرہ کے پاس دفتر حدیث لکھا ہوا تھا (فتح الباری)۔ اس میں (۷۴۳) سے زیادہ حدیثیں لکھی ہوئی تھیں تو دین حدیث (ص ۱) یہ لیسورت ملاحظہ فرمائیے قدیم زمانہ میں ہزار گوں کے خطوط کو عرض کی طرف سے جوڑ کر لپیٹ لیتے تھے۔

(۶) حضرت سعد بن عبادہ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ وہ کئی پشت تک اُن کے خاندان میں

محفوظ رہا۔ اس کا نام کتاب سعد بن عبادہ تھا (مسند احمد بن حنبل)

(۷) حضرت سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی نہسر انصاری نے حدیثیں جمع کیں (مسند الخلفاء)

(۸) حضرت عمر بن حنظلہ صحابی نے ایک نثر حدیث مرتب کیا تھا (تہذیب التہذیب)

(۹) حضرت عبداللہ بن ربیعہ بن رعدہ سلمی نے حدیثیں جمع کیں (تہذیب التہذیب)

(۱۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حدیثیں لکھی تھیں (شرح برغ المرام)

اس تمام بیان سے عہد رسول کریم کی قریب چار سو تقریبات کا پتہ چلتا ہے۔ بعد وفات

رسول کریم حضرت عبداللہ بن عباس صحابی نے قرآن کی تفسیر لکھی جس کے متفرق نسخے آج تک مختلف

کتب خانوں میں موجود ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ کریمؐ نے اپنے پاس ایک اونٹ کی بارہا بن بکنا

حضرت ابی بن کب صحابی نے تفسیر لکھی اس تفسیر سے امام احمد بن حنبلہ نے اپنی سند میں

امام ابن جریر طبری نے تفسیریں۔ حاکم نے مستدرک میں بہت کچھ کام لیا ہے۔ امام حاکم نے ۴۰۰۰

میں وفات پائی اس نے یہ تفسیر پانچویں صدی ہجری تک موجود تھی (تاریخ التفسیر ص ۲۵)

اور بھی حدیث کا ذخیرہ تھا جو قرن اول میں جمع ہوا تھا تفصیل کیلئے تاریخ الحدیث دیکھئے تفسیر

ملاحظہ ہو۔ امام ابن سنیہ تلمیذ نے ایک صحیفہ جمع کیا تھا۔ جو ایک پرل کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

# الباب الرابع فی الرجال

## قرون ثلاثہ

قرون ثلاثہ (تین زمانے) ان کو خیر القرون (بہترین زمانے) کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ

کا ارشاد ہے۔ خیر القرون قرون ثلث الذین یلونہم ثلث الذین یلونہم یعنی تمام زمانوں

میں سب سے زیادہ کے لوگ اچھے ہیں پھر اس کے بعد والے پھر اس کے بعد والے۔

سنتین سابقین نے قرون ثلاثہ کی اس طرح تفسیم کی ہے۔

قرون اولیٰ۔ بہشت رسول کریم سے سلسلہ جاری تک یہ زمانہ عہد رسالت کہلاتا ہے

قرون دوم۔ سلسلہ سے سلسلہ تک، یہ عہد تابعین کہلاتا ہے۔

قرون سوم۔ سلسلہ سے سلسلہ تک، یہ عہد تابعین کہلاتا ہے۔

قرون ثالث کے متعلق اختلاف ہے۔ شیخ عبدالحی محمد دہلوی نے قرن ثالث کو ۲۰۰

تک درست دی ہے، ۲۰۰ تک تو کچھ شبہ نہیں۔ آگے بڑھا اختلاف ۲۰۰ سے ۲۰۰ تک

کہا ہے کہ انہوں نے کہا کہ طائف کے کچھ لوگ میرے پاس میری تصانیف کی نقیصہ نسخے کا فرض سے لائے (شرح مسند احمد)

زمانے کو ہم نے عہد اختلاfi سے تعبیر کیا ہے۔

قرون ثلاثہ کے بعد کے زمانہ کو حصہ نے فرمایا ہے۔ ثم یفشو الکذاب یعنی پھر جھوٹ پھیل جائیگا۔  
 پہلے اس کتاب میں علما و مفتیین و محدثین و ائمہ و قراء و کاتبین کے ذکر میں یہ اصول رکھا ہے کہ  
 قرن اول کے رجال قرن دوم کے شروع ہونے تک یعنی مستدام تک جن کی وفات ہوئی۔ اسی طرح  
 قرن دوم کے رجال تیسرے تک۔ قرن سوم کے رجال تیسرے تک۔ عہد اختلاfi کے رجال تیسرے تک  
 اسلئے رجال خیر القرون کا خاتمہ تیسرے تک ہے مگر تلاش کیا جائے تو اس کے خلاف کم شایس  
 مل سکیں گی۔ صحابہ کے بیان رجال میں ترتیب باعتبار سن وفات رکھی ہے۔

## رجال قرن اول

حفظ قرآن، اقراءت، تفسیر، کاتبیت وغیرہ میں عہد رسول کریم سے آج تک لاکھوں آدمی  
 گنتے ہیں۔ میں نے ہر عہد کے دو دو چار چار بزرگوں کا تذکرہ مختصر طور پر کیا ہے۔ ان میں قراء بھی  
 ہیں، مصنفین بھی ہیں۔ کاتبین بھی ہیں۔ ان میں سے اکثر بزرگوں کا تذکرہ میں تلخیص الیہ بت تاریخ  
 التفسیر میں اس سے زیادہ لکھ چکا ہوں اور والدہ ماجدہ نے تلخیص الفقہ میں لکھا ہے۔ باقی تفصیل طلب  
 حضرات کتب سیر و تاریخ کی طرف رجوع کریں یہاں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔ فقہاء و محدثین کے  
 بعد صحابہ کا ذکر ہے۔ پھر صحابیات کا، ہر رنگ کے تذکرہ میں باعتبار سن وفات ترتیب قائم کی گئی ہے

## صحابہ صحابیات رضی اللہ عنہم

### حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

عبداللہ نام۔ ابو بکر کنیت۔ صدیق و متیق لقب۔ ان کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں رسول  
 کے سلسلہ سے مل جاتا ہے۔ یہ سچے پہلے مسلمان ہیں (۳۷) سال کی عمر میں شرف اسلام ہوئے۔  
 اصحاب بدر و احد و بیت الرضوان میں سے ہیں۔ رسول کریم کے خسر یعنی ام المؤمنین عائشہ و فاطمہ  
 کے آپ ہیں۔ ان سے ۴۲ حدیثیں مروی ہیں۔ رسول کریم کے بعد سارے میں خلیفہ ہوئے اور ۶۳  
 برس کی عمر میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ رسول کریم کے یار غار تھے۔ اور اب بھی یار غار میں سے  
 دیکھو تو وفات ہے ابو بکر و مسٹر کا چھوڑا آپس میں رنگ بھی چھوٹے محمد

اگر حضرت ابوبکر کی جان شہریوں اور خدایہ اسلامی پر نظر کی جائے تو صحابہ میں ان کا مثل و نظیر نظر نہیں آئے گا۔ احادیث میں ان کے جید فضائل مذکور ہیں۔ ان کی بہت سی سوانح عمریاں لکھی جا چکی ہیں۔ صفات تاریخ ان کے شاندار کارناموں سے مزین ہیں۔ غیروں نے بھی ان کو قابل توصیف قرار دیا ہے۔ مشہور محقق لدنس لی بول نے کہا ہے:۔ ابوبکر کی شخصیت کو دیکھ کر دھوکا ہوتا ہے کہ اس شخص کو نبی ہونا چاہیے تھا۔ مگر معلوم نہیں کہ مسلمانوں نے اپنے نبی کا جانشین کے اسکو بلند ی سے پستی میں کیوں گرا دیا۔ (انجمن حجازی ۱۳۲۹ھ)

ایورینڈ کیس مل کہتے ہیں:۔ آپ کی سخاوت کی اہتزاز تھی۔ اپنے اپنا تمام مال واسباب محمدیہ اسلام کی مدد کیلئے خرچ کر ڈالا۔ اسلام بہت کچھ ابوبکر کا احسان مند ہے۔ شروع اسلام میں اس شخص کی زبردست شخصیت نے تمام عیسیتیں دور کر دیں اور تمام شکایں آسان کر دیں۔ ورنہ بہت ممکن تھا کہ تباہ و برباد ہو جاتا (خلفاء راشدین)

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عمر نام۔ ابوجنح کنیت، فاروق لقب، ان کا سلسلہ نسب آنحضرت میں رسول کریم کے سلسلہ نسب سے ملتا ہے۔ عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر واحد و بیۃ الرضوان میں تھے۔ رسول کریم کے خسر یعنی اہل المؤمنین حضرت حفصہ کے باپ تھے اور حفصہ کے ہر زلف بھی تھے کہ ام المؤمنین ام سلمہ کی بہن قرینہ ان کے عقد میں تھیں۔ حضرت مرتضیٰ کے والد تھے۔ ہجری میں حضرت ابوبکر کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۶۴۴ میں شہید ہوئے۔ ان سے (۵۲۹) حدیثیں مروی ہیں۔ مسلمانوں میں ترویج تعلیم کے لئے مدارس قائم کئے۔ عسکریں و تعلیم کے وظائف مقرر کئے۔ جبری تعلیم رائج کی۔ ایک شخص ابوسفیان نام کو سفور کیا کہ وہ ایک اور مسلمانوں کا استہان لے جس کو قرآن نہ آتا ہو سزا دے۔ (اغانی واصحاب)

ان کی بہت سی سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔ ایورینڈ کیس مل کہتے ہیں:۔ ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کہ جو وقت عمر خلیفہ بنائے گئے تھے وہ وقت ایسے ہی شخص کیلئے سببوں تھا۔ عمر کی سیاسی اور فوجی قابلیت کی وجہ سے ہم اسکی جس قدر توفیق کریں کم ہے۔ وہ صحیح طور پر ابوبکر کے جانشین تھے۔ اسلام ان دو جلیل القدر خلفاء کا ہیرو احسان مند رہے گا (خلفاء راشدین)

## حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عثمان نام - ابو عبد اللہ و ابو عمر کنیت - ذوالنورین و غنی لقب - ان کا سلسلہ نسب اپنی پخت میں رسول کریم کے نسب سے مل جاتا ہے۔ واقعہ نبیل کے چھ سال پیدا ہوئے۔ (۳۴) سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر و احد و بیت الرضوان میں تھے۔ رسول کریم کی دو صاحبزادیاں کے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔ ۲۵ھ میں حضرت عمر کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔ ان سے (۱۱۴) حدیثیں مروی ہیں۔

ابو ربیعہ کبیر بن سل لکھتے ہیں:۔ عثمان نے احکام قرآن سے کبھی ذرا سا بھی تجاوز نہیں کیا ہے گو کہ وہ حملہ آور کی ممانعت کے وقت انتہائی بہادری کرتے تھے۔ لیکن وہ کبھی مسلمانوں کے خون کو بے دریغ بہانے کو تیار نہیں ہوئے (خلفاء راشدین)

## حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

علی نام - ابو طالب و ابو الحسن کنیت، حمید لقب، رسول کریم کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر و بیت الرضوان میں تھے۔ بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ دس کی عمر میں ایمان لائے۔ ۲۵ھ میں حضرت عثمان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۴۰ھ میں کوفہ میں شہید ہوئے۔ ان سے (۵۸۶) حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت علی کی بہت سی سوانح عمریاں لکھی گئی ہیں۔ تاریخ الحدیث میں اس سے زیادہ بیان ہے۔

ابو ربیعہ کبیر بن سل لکھتے ہیں:۔ علی اسلامی علم و فضل کا بحر اسیا کا تھا۔ وہ مسلمانوں کا ستارہ تھا وہ ایک نڈر بہادر سپاہی تھا۔ جو میدان جنگ سے کبھی پیٹھ نہیں موڑتا تھا۔ (خلفاء راشدین)

## حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

ظفیل بن عبد اللہ بن خزیمہ کے غلام تھے۔ جب یہ مسلمان ہو گئے تو ان کے آقا اور دیگر ائمہ نے ان کو سخت اذیت پہنچائی شروع کی۔ حضرت ابو بکر نے ان کو خرید لیا۔ ہجرت میں رسول کریم کے ساتھ تھے۔ بعد ہجرت کفار مکہ نے سراف نور رسول کریم کی گرفتاری پر امر کیا تھا۔ سراف سرخ لگا کر حضور تک پہنچ گیا۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے اُس کو حضور پر قادر نمونے دیا اور مجبور ہوا اُس نے حضور کو رخصت



کی کہ مجھ کو امان نامہ لکھ دیجئے۔ تو حضور نے امان نامہ عامر ہی سے تحریر کرایا تھا۔  
 عامر بن طفیل رسول کریم کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ چند قرآن تعلیم قرآن کیلئے میری قوم میں بھیج دیجئے  
 آپ نے قرار کو روانہ فرمایا انہیں عامر بھی تھے۔ کفار نے دعا کی کہ بقیہ پر مسوئان کو شہید کر دیا۔ یہ  
 واقعہ مسیحی میں ہوا۔ یہ قرآن ہندو واحد میں بھی شریک تھے۔ حضرت عمران کے بڑے تلامذہ تھے۔

## حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ

نبی کریم کے خاندان سے تھے۔ سعد بن وقاص کے بعد سلطان ہوئے۔ ۵۰ ہجری اول مسیح ہجری  
 یوم پنجشنبہ کو شرف باسلام ہوئے۔ یہ پانچویں مسلمان تھے اور قرآن کے پہلے کاتب تھے۔ بیت سے  
 غزوات میں شریک ہوئے۔ رسول کریم نے ان کو صفاء کا حاکم حدیث مقرر کیا تھا۔ خلیفہ اول نے ایک  
 لشکر کا سرکردہ بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا۔ جنگ اجنادین میں ۶۸ ہجری اول روز شنبہ ۳۳ ہجری کو  
 شہید ہوئے۔

## حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

معاذ نام۔ ابو عبد الرحمن کینت۔ قبیلہ خزرج سے تھے۔ نبوت کے بارہویں سال (۱۸) سال  
 کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ نبی کریم کے محلہ میں کچھ بتویر چوٹی نور رسول کریم نے ان کو اُس کا اہم بنایا تھا۔  
 فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کی تعلیم پر مامور ہوئے تھے۔ مسیح ہجری میں یمن کے گورنر بنائے گئے۔ حضرت ابوبکر  
 کے عہد میں مجلس شوریٰ کی مدد کی۔ حضرت عمر کے عہد میں مسئلہ حد میں سپہ سالار بنائے گئے۔ اسی سال  
 وفات پائی۔

## حضرت ثمر جلیل بن حنہ رضی اللہ عنہ

یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ ان کے متعلق کھیلے کہ ہجرت حبشہ میں شامل تھے۔ لیکن حبشہ  
 کی پہلی ہجرت بعد جب حبشہ چری نبوی میں ہوئی۔ اس میں گیارہ مرد تھے۔ اُس ہجرت میں ان کا نام نہ آیا  
 چند ماہ بعد جب سورۃ النجم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور دوبارہ حبشہ کو مسلمانوں نے ہجرت کی  
 (غالباً ابتدا ۶۳ء) ان میں یہ شامل ہوئے ہوں گے۔ اس لئے یہ غالباً حبشہ نبوی میں شرف باسلام پہلے  
 رسول کریم کے کاتب تھے۔ حضرت عمر کے عہد خلافت میں ایک لشکر کے شاگرد تھے۔ یمن (نواح طبرستان)  
 انہوں نے فتح کیا تھا۔ مسیح ہجری میں انہوں نے اور حضرت ابوجہیدہ بن الجراح نے طاعون سے ایک  
 ہی دن وفات پائی۔

## حضرت ابو الذر ذار ضی اللہ عنہ

عویض نام۔ ابو الذر ذار کنیت۔ حکیم اللہ لقب۔ قبیلہ خزرج کے خاندان عدی بن کعب تھے۔ مسیحی میں مشرف باسلام ہوئے۔ بدر کے علاوہ اکثر غزوات میں شریک رہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو خاتم میں قلعہ پر اس کر دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے دمشق کا قاضی مقرر کیا۔ امیر معاویہ جب کبھی باہر جاتے انکو اپنا قائم مقام مانتے۔ یہ قرآن صحابہ میں سے تھے۔ ۳۷ عمر میں وفات پائی۔

## حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ چھ مسلمان تھے۔ خلوت و عبادت میں رسول کریمؐ کے پاس رہتے تھے صحابہ میں بڑے بزرگ اور ذی علم تھے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ ابن مسعود سے حدیث سیکھو (ترمذی) اور فرمایا ہے کہ ابن مسعود میری امت کیلئے جو سائل تجویز کرے میں اس پر رضامند ہوں (کنز العمال) اور فرمایا ہے کہ چار آدمیوں قرآن سیکھو ابن مسعود۔ سالم سہلی ابی حذیفہ۔ معاذ بن جبل، ابی بن کعب (بخاری) حضرت عمرؓ ان کو فزیر العلم کہا کرتے تھے۔ حضرت صدیق کا قول ہے کہ رسول کریمؐ سے طرز و روش میں فریب نہ ابن مسعود تھے۔ حضرت مسروقؓ نابھ کا قول ہے کہ میں نے صحابہ کو دیکھا تو تم صحابہ کے علوم کا سرچشمہ ان چھ کو پایا۔ علی بن ابی طالب، ابن مسعود، عمر فاروق، زید بن ثابت، ابو الذر ذار، ابی بن کعب ان کے بعد دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ ان دو کو پایا۔ علی بن ابی طالب و ابن مسعود (اعلام النبیین) صحابہ میں ابن مسعود پہلے شخص تھے جنہوں نے مکہ میں علانیہ اعلان کفر کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو کوفہ میں محکم اور قاضی مقرر کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں بھی اسی عہد پر رہے۔ اور بیت المال کے خازن رہے۔ جس طرح ان کے شاگردوں نے ان کے فتاویٰ اور مذہب فقہ کو مژدوں کیا ہے اس طرح دیگر صحابہ کے فتاویٰ اور مذاہب مرتب نہیں ہو سکے (اعلام النبیین) ۳۷ عمر میں وفات پائی۔ ساٹھ سال کی عمر میں۔ ان سے (۶۲۸) حدیثیں مروی ہیں۔

## حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی نام۔ ابو المنذر و ابو الطفیل کنیت، اقران القیم لقب، حضرت عمرؓ ان کو سپہ المسلمین کہا کرتے تھے۔ بدر سے لیکر طائف تک تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضورؐ نے ان کو عامل مدینہ

مقرر کیا تھا۔ حضرت ابو بکر نے ان کو حج قرآن پر مامور کیا تھا۔ حضرت عمر کے عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ حضرت عثمان نے بھی ان کو حج قرآن پر مامور کیا تھا۔ اس سے (۳۴) حدیثیں مروی ہیں ۳۵۰ میں وفات پائی۔

## حضرت لبید رضی اللہ عنہ

لبید بن بقیع عرب کے مشہور شاعر اور نبایت شریف النش انسان تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد شاعری چھوڑ دی اور کثرت قرآن کا شغل اختیار کیا۔ خدا جانے کتنے قرآن کھئے۔ ایک سو چالیس برس کی عمر میں ۳۸۰ میں وفات پائی۔

## حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

زید بن ثابت نام۔ ابو سعید و ابو عمار۔ ابو عبد الرحمن کنیت۔ انصار دینہ کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجہ سے تھے۔ ہجرت سے چھ سال قبل پیدا ہوئے۔ گیارہ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ غزوہ تبوک میں مالک بن النجار کا علم رسول کریمؐ سے ان کو دیا تھا۔ یہ علم عمار بن حرمہ کے پاس تھا۔ عمار نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ مجھ سے لیگا ان کو علم کیوں دیا گیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ قرآن تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ غزوہ خندق اور اُس کے بعد کے فرقات میں شریک رہے، کاتب ہی تھے انہوں نے قرآن جمع بھی کیا تھا۔ حفظ بھی کیا تھا۔ رسول کریمؐ نے تین رتبہ اُن کو اپنا جانشین بنایا، ایک رتبہ جب شام کی جانب تشریف لیجانے گئے۔ دوسرے دو حجوں میں۔ حضرت عمرؓ نے بھی اگر تیسرے ان کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ حضرت عثمانؓ بھی اپنے عہد خلافت میں جب حج کو جاتے ان کو اپنا جانشین بناتے۔ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو حج قرآن پر مامور کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں جماعت شوریٰ کے رکن تھے۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں انصاریت المال تھے۔ ۳۵۰ میں ہجرت ۵ سال وفات پائی۔

صحابہ میں عبداللہ بن عمر، ابوسعید، ابو ہریرہ، انس، سہیل بن سعد، سہیل بن حنیف، عبداللہ ابن زید خطمی نے، تابعین میں سے سعید بن المسیب، قاسم بن ابوبکر بن صدیق، سلیمان بن یسار، ابان بن عثمان اور خود ان کے دونوں بیٹوں خارجہ و سلیمان نے ان سے روایت کی ہے۔

## حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ (قاریاً عالمنا بالفتاویٰ شاعر کا کاتب فصیح القرآن جمع القرآن) یعنی قاری تھے، علم فرائض کے سب سے عالم تھے شاعر تھے، رسول کریم کے کاتب تھے فصیح تھے۔ انہوں نے بھی قرآن مجید کیا تھا۔ ان کا کہنا ہوا قرآن سترہ مرتبہ میں ابن پونس نے صرف میں دیکھا تھا۔ سترہ مرتبہ میں وفات پائی۔

## حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

حسین امام۔ ابو عبد اللہ کنیت۔ سید و شہید لقب اس کے عجمی میں پیدا ہوئے حضرت علیؑ کے دوسرے صاحب جزائے اور رسول کریم کے نواسے تھے اس کے عجم میں کربلا میں شہید ہوئے، ان سے (۸) روایتیں براہ راست رسول کریم سے ہیں۔ باقی روایات حضرت علیؑ حضرت عمرؓ وغیرہ سے ہیں۔ ایک مرتبہ امام حسینؑ مسجد میں تشریف لائے۔ بہت سے آدمی بیٹھے تھے۔ انہوں نے سلام کیا۔ سب نے جواب دیا۔ عبد اللہ بن عمرؓ اس میں خاموش بیٹھے رہے۔ جب سب لوگ خاموش ہو گئے تو عبد اللہؓ نے پکار کر کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اور لوگوں سے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ ان کو زمین و آسمان کے رہے ہوں میں محبوب ترین کوٹ شخص ہے وہی ہیں جو مبارک ہیں (راستابند) ایک عراقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا کہ مجھ کا خون پڑے یا لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ ابن عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ ان کو دیکھو رسول کے نواسے کو تو شہید کر دیا۔ مجھ کے خون کا سوال کوٹے ہیں۔ (ترمذی)

## حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

رسول کریم کے چچا زاد بھائی تھے۔ ہجرت سے تین سال قبل شب ابی طالب میں پیدا ہوئے حضرت نے ان کو کئے دُعا فرمائی تھی کہ خدا اس کو دین کا فہم عطا فرما اور قرآن کی تفسیر کا علم دے۔ خدا نے یہ دعا قبول فرمائی اور یہاں سے ہی ہوئے سلطان المفسرین، ترجمان القرآن اور حبل الامۃ ان کے لقب تھے۔ باوجود کم عمر ہونے کے حضرت عمرؓ نے عہد خلافت میں ان سے مشورہ لیا کرتے اور احکامات کی تفسیر دریافت کیا کرتے تھے۔ ابن عباس ایک دن تفسیر ایک من خدا

ایک دن سیر و غازی، ایک دن اونب، ایک دن یایغ کا درس دیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں فتوحات افزا تھے جو حرب العبادہ مشہور ہے۔ اُس کے رکن اعظم تھے جنگ مضع میں حضرت علی کی طرف سے سپہ سالار تھے۔ حضرت علی کے عہد میں بصرہ کے گورنر رہے۔ آنحضرتؐ میں اہلبیت جاتی رہی تھی۔ (۱۱) سال کی عمر میں طائف میں وفات پائی۔ ۶۷ھ ہجری۔

شیخ ابوبکر محمد بن موسیٰ نے ان کے فتاویٰ کو بیس جلدوں میں جمع کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ (۳۶۶۰) حدیثیں روایت کی ہیں ان میں سے (۲۵) براہ راست حضورؐ سے ہیں باقی صحابہ سے ہیں۔

## حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

عمر فاروقؓ کی بیٹی اور رسول کریمؐ کی زوجہ تھیں۔ بہشت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں ۳ھ میں رسول کریمؐ سے عقد نکاح ہوا۔ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے فتاویٰ کی تعداد ایک سالہ کے قریب ہے۔ ان سے (۶۷) حدیثیں مروی ہیں۔

## حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی اور رسول کریمؐ کی زوجہ تھیں۔ بہشت سے چار سال قبل پیدا ہوئیں۔ چھ سال کی عمر میں ان کا نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں شخصیت رسولی (۱۸) سال کی عمر میں۔ ۶۷ھ ہجری میں (۲۱) سال کی عمر میں ۶۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان سے (۳۱۰) حدیثیں مروی ہیں، ان کو کل قرآن حفظ تھا۔ یہ عہد قول کی امام بنا کرتی تھیں۔ صحابہ ان سے مسائلِ دینیت کیا کرتے تھے ان کا علم و فضل مستم تھا۔ تاریخ الحدیث میں ان کا ذکر میں نے تفصیل لکھا ہے۔

## حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

مہندہم۔ ام سلمہ کینت، ان کے باپ ابی اسید بن العزیر قریش کے قبیلہ بنی خزوم سے تھے یہ ابتداء اسلام میں اپنے شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ اور حبشہ کو ہجرت کی۔ ۳ھ میں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ ۴ھ میں رسول کریمؐ نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ کمالِ عقل اور صاحبِ لڑائی تھیں۔ خلفائے راشدین کے عہد میں فتوے دیتی تھیں۔ رسول کریمؐ کے طرز پر قرآن پڑھتی تھیں۔ (۴۸) برس کی عمر میں ۶۳ھ میں وفات پائی۔ ان سے (۳۷۸) حدیثیں مروی ہیں۔

# تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم

## ابوالاسود

علاء بن عمر بن مغیان نام، ابوالاسود کنیت۔ ان کا نسب کنادہ میں رسول کریم سے مل جاتا ہے۔ یہ ویل بن بکر بن عبد مناف بن کنادہ کی نسل سے ہیں۔ اس لئے ان کا قبیلہ دولی اور دلی مشہور تھا ہجرت سے سولہ برس قبل پیدا ہوئے۔ ابوجہید نے لکھا ہے کہ یہ صحابی تھے مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت کے دیر بار سبک سے بحالت اسلام شرف نہیں ہوئے۔ مخضرمین اور کبار تابعین میں سے ہیں حضرت عمر کے عہد میں مدینہ آئے۔ عمر بن الخطاب، علیؓ، ابن عباسؓ، ابوذر وغیرہ صحابہ سے علم حاصل کیا۔ عمر، عثمان، علی، تینوں خلفاء کے عہد میں ممالک کے والی رہے۔ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ محدث، فقیہ، مفسر، ادیب، قاری تھے۔ دانشمند اور طائر جواب تھے، کفایت و دستند تھے۔ علم ٹھوکے موجد تھے۔ کفایت شماری کی وجہ سے خیال مشہور ہو گئے تھے۔ سرے گئے تھے، گندہ و ہنسی کے مرض میں مبتلا تھے۔ حضرت علی نے ابن عباس کو جب ابصرہ کا والی مقرر کیا تو ان کا سیرشتی بنایا مگر دونوں میں موافقت نہیں ہوئی۔ اور انہوں نے ابن عباس کی شکایتیں لکھ کر شروع کیں اس پر حضرت علی و ابن عباس میں خط و کتابت ہوئی۔ آخر ابن عباس ناراض ہو کر مستغنی ہو گئے حضرت علی نے ابن عباس کی جگہ ابوالاسود کو والی مقرر کیا اور ابوالاسود کی جگہ زبیر بن ابیہر جو زیاد بن ابیہر کا بیٹا تھا مہتمم ہے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ کا زید قال المم حسین کا باپ کا تقرر کیا (عبید اللہ بن زیاد ابوالاسود کا شاکر تھا)

ابوالاسود اور زیاد بن ابیہر موافقت نہیں ہوئی۔ زیاد نے ان کی شکایتیں حضرت علی کو لکھیں۔ لیکن حضرت علی نے ایک دستخط۔ جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے زیاد کی ہر گہی جواب تک بوجہ ان کو حکومت کرنے ہوئے ایک ہی سال ہوا تھا کہ حضرت علی شہید ہو گئے۔ حضرت امام حسن نے ان کو بدستور قائم رکھا۔ جب اس پر صلیب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کچھ دنوں تک ان کو بحال رکھا پھر بسیرۃ ارطاة کو گھر زبیر و مقرر کیا۔ ابوالاسود نے ۶۶۹ میں وفات پائی۔ ان کو حضرت عمرؓ نے قرآن پر اعراب لگانے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے عرصہ کے بعد اعراب بصورت نفاذ قائم کئے اور اس کے متعلق ایک رسالہ لکھا اور حضرت علی کے حکم سے قرآن خود مؤذنوں کے اور ایک رسالہ لکھا۔

## خليفة عبد الملك بن مروان

مروان بن الحکم کا بیٹا تھا۔ سترہ برس میں پیدا ہوا۔ اکیس سال کی عمر میں شہنشاہ میں تخت نشین ہوا۔ اس کے افسر قیس مشہر ظلم و ادب و قاری حجاج بن یوسف نے مکہ پر چڑھائی کر کے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو مسجد میں شہید کر دیا۔

عبد الملک نے مدتوں تک مسجد نبوی میں عوام کی طرح تحصیل علم کی۔ یہ بہت بڑا ادیب و فقیہ تھا۔ اس نے حکم دیا کہ قرآن مجید پر نقاط لگائے جائیں مگر یہ کام اس کے عہد میں نہ ہو سکا۔ اس کے عہد میں سلطنت غنی تھی کہ استحکام اور ترقی ہوئی۔ سترہ برس میں وفات پائی۔

## نصر بن عاصم لیشی

ابو الاسود کے شاگرد تھے۔ قراءت حجاج بن یوسف میں ہیں۔ انہوں نے بھی بن عمر کی بات اپنے استاد کے ایک بار کردہ نقاط قرآن میں اصلاح کی اور حرکات لکھیں۔ سترہ برس میں وفات پائی۔

## سعید بن جبیر

ابن مسعود، ابن عباس، ابن عمر و عدی بن حاتم طائی کے شاگرد تھے۔ خلیفہ عبد الملک ابن مروان کی فراکش سے انہوں نے تفسیر لکھی تھی۔ عطاء بن ابی رباح ان کے شاگرد تھے حضرت ابن عباس کے پاس کوئی استغناء لیکر جاتا تو قرآن کیا تمہارے یہاں سعید نہیں ہے۔ پچاس برس کی عمر میں کہ حجاج بن یوسف نے شہنشاہ میں شہید کیا۔

## خليفة وليد بن عبد الملك

اپنے باپ کے بعد سترہ برس میں تخت نشین ہوا۔ اس کے وقت میں بہت سے ممالک فتح ہوئے۔ ترکستان کا کچھ حصہ ہندوستان میں مسندہ، اکسین میں اندلس اسی کے عہد میں فتح ہوئے۔ حجاج ابن یوسف کے مظالم اس کے عہد میں اور بھی زیادہ ہو گئے تھے۔ حجاج کے صحابہ پر ظلم کئے۔ تابعین میں سے بزرگوں کو قتل کیا۔ حجاج شہنشاہ میں را۔ خلیفہ ولید نے اپنے باپ کے حکم کا تنجید کی یعنی حجاج کو حکم دیا کہ قرآن مجید پر نقاط وغیرہ لگائے جائیں۔ یہ کام اس کے عہد میں مکمل ہوا۔ اسے سترہ برس میں انتقال کیا۔

## عکرمہ

حضرت عبداللہ بن عباس کے سوائے اور شاگرد تھے۔ ابن عباس نے ان کو بہت محنت سے تفسیر لکھا کی تھی۔ عباس بن مصعب مرندی کا قول ہے کہ ابن عباس کے تلامذہ میں عکرمہ انیس کے سب سے بڑے ہیں تھے۔ امام شافعی اور مسٹر قرآن قتادہ نے بھی ان کی توفیق لکھی ہے۔ سعید بن جبیر اور مجاہد نے بھی ان سے استفادہ کیا تھا۔ عکرمہ جب تک بصرہ میں رہے۔ امام حسن بصری فتویٰ دیتے تھے۔ مرنے والے میں وفات پائی۔

## امام حسن بصری

۲۱ھ میں پیدا ہوئے حضرت انس اور حضرت امام حسن کے شاگرد تھے۔ احنف بن قیس اور قیس بن عباد شاگردان حضرت علی سے بھی استفادہ کیا تھا۔ ان کی والدہ خیرہ نام ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ ایک دن ان کی والدہ کی کلام میں مشغول تھیں۔ یہ شیر خوار تھے رو رہے تھے۔ ام المؤمنین نے ان کو چبائے کیلئے پستان مبارک منہ میں دیدی۔ خدا کی شان دور نکل آیا۔ یہ بچ گئے۔ یا فضیلت ان کو ایسی حاصل ہوئی کہ کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ قرآن مجید کے سبب نصف ثلث مقرر کرنے اور نفاق لگانے کے لئے ان قرار کو حجاج بن یوسف نے مامور کیا تھا ان میں سے بھی تھے۔ ان کا شمار قرار بدو میں ہے۔ امام مجتہد تھے۔ حمید الطویل ان کے شاگرد تھے۔ ۸۰ھ میں وفات پائی۔

## امام باقر

محمدیام۔ ابو جعفر کنیت۔ باقر لقب، امام زین العابدین کے صاحبزادے اور امام حسین خدیو کا بچہ پوتے تھے۔ بروز جمعہ صفر ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد اور صاحب میں ابو ہریرہ، ابو سعید خدری اور ابن عباس کے شاگرد تھے۔ حضرت جابر جعفی نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔ انہوں نے قرآن کی تفسیر لکھی تھی۔ امام زہری، امام مالک، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، امام داؤد ان کے شاگرد تھے۔ ۸۰ھ میں وفات پائی۔

## ابن عامر

عبداللہ بن عامر بن یزید بن قیس زرارہ سبیعی ہیں سے ہیں۔ حضرت ابو اللہ وہ صاحبی اور حضرت مساز بن جہل صحابی کے شاگرد تھے۔ دمشق کے رہنے والے تھے۔ حلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت



میں دمشق کے قاضی تھے۔ حافظ ابن حجر نے ان کو طبقہ سادس میں شمار کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے تھے (۹۷) برس کی عمر میں سحلاب میں وفات پائی۔ ان کی قرأت کے دواوی ہیں۔ ایک ابن ذکوان القرظی الدمشقی سنہ ۴۱۲ھ - دوسرے ہشام بن عمار بن ظہیر السہمی۔

## ابن کثیر

عبد اللہ بن کثیر الداری سولی عربین مقلد الکسانی۔ مکہ کے رہنے والے تھے۔ حافظ ابن حجر نے ان کو طبقہ سادس میں شمار کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن السائب الخزومی صحابی و مجاہد بن زبیر کے شاگرد حضرت ابی بن کعبؓ ایس سولی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ان کے اساتذہ میں تھے۔ ان کی قرأت کے دواوی ہیں۔ ایک ابو عمر محمد عبدالرحمن کی مخروی المعروف قتیل سنہ ۴۲۸ھ - دوسرے احمد بن محمد کی المعروف نری۔ بڑی اور ابن کثیر کے درمیان دوا اور قتیل اور ابن کثیر کے درمیان چار واسطے ہیں ابن کثیر قرآن سب سے ہیں سنہ ۴۱۸ھ میں وفات پائی۔

## عاصم

عاصم بن ابی الجود قرآن سب سے ہیں انہوں نے اخذ قرأت ابو عبدالرحمن بن حبیب سے کیا۔ ابو عبدالرحمن حضرت زید بن ثابتؓ و حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبد اللہ بن کعبؓ و حضرت علیؓ کے شاگرد تھے۔ ابو رویم حضرت ابن مسودہؓ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے شاگرد تھے عاصم کی قرأت سند بہت صحیح تسلیم کی جاتی ہے۔ امام اعظمؒ بھی قرأت میں ان کے شاگرد تھے۔ مگر ذیل سنہ ۴۱۸ھ میں وفات پائی۔ ان کی قرأت کے دواوی ہیں۔ ایک حفص بن سلیمان بن خیر و سنہ ۴۱۸ھ دوسرے ابوبکر بن مسلم سنہ ۴۱۸ھ۔

## ابو سلیمان یحییٰ بن بعیر عدانی

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ و عبد اللہ بن عباسؓ و ابوالاسود کے شاگرد تھے۔ قتادہ نے ان سے روایت کی ہے۔ خولسان کے قاضی تھے۔ انہوں نے نصر بن عاصم کے ساتھ اپنے استاد ابوالاسود کے تقاطع قرآن میں اصلاح کی اور حرکات اکیا و کئے۔ حجاج بن یوسف نے ان کو شہرہ ور کر دیا تھا۔ سنہ ۴۱۸ھ میں وفات پائی۔

## ابو عمر

ابو عمر ابن العلاء بن العمار - قرادیسویں سے ہیں۔ لجرہ کے رہنے والے تھے۔ ۸۶ برس کی عمر میں بڑا نہ خلافت منصور عباسی ۱۷۵ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ حافظ ابن حجر نے ان کو طبقہ خاص میں شمار کیا ہے۔ اسی عیوب بن حیر اور حسن بصری وغیرہ کے شاگرد تھے۔

ان سے ابو شیبہ صلیح بن زیاد بن عبد اللہ مشہور سوسی (سویا ایک موضع ہے) ۱۶۱ھ اور ابو عمر حفص بن عمر صدیقی (دوسرا بڑا ایک موضع ہے) ۱۷۴ھ۔ ابو عمر کے بوساطت ابو محمد یحییٰ بن المبارک الصدوقی راوی ہیں۔

## حمزہ کوفی

ابو عمارہ بن حبیب الزیات مولیٰ بنی تیمیہ ۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۵۵ھ میں بمقام علوان وفات پائی۔ قرادیسویں سے ہیں یہ امام جعفر صادق کے شاگرد تھے۔ اس طرح ان کا ایک سلسلہ حضرت علی پر ختمی ہوتا ہے اور دوسرا سلسلہ حضرت عبد اللہ بن مسعود پر۔

انہوں نے عاصم و امش اور منصور بن العفر وغیرہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ان کی قرأت کے دوراوی ہیں ایک ابو یسیٰ غلام بن غلام الکوفی البصری ۲۲۲ھ۔ دوسرے محمد بن خلف معروف بکار یہ محدث تھے امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے تھے۔ امام سلمہ نے ان سے تخریج کی ہے۔

## خلیل بن احمد

ابو عمرو بن العلاء (شاگرد نصر بن عاصم) کے شاگرد تھے۔ سیبویہ، نظریں، ثمالی، ابو یوسف سوریہ علی بن نصر جنہوں نے ان کے شاگرد تھے۔ انہوں نے خط نسخ میں اصلاح کی اور جزہ اور تشدید وغیرہ ایجاد کئے۔ ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔

## نافع

نافع ابن عبد الرحمن بن ابی نعیم مولیٰ بنی لیث۔ بعض ان کو حافظ کی نسبت سے ابی نعیم بھی کہتے ہیں۔ ان کی کنیتیں چار مشہور ہیں۔ ۱۔ محمد دوم۔ ۲۔ عبد اللہ۔ ۳۔ ابو عبد الرحمن۔ ۴۔ ابی الحسن۔ تین تار میں سے تھے

اصل ان کی اصناف اس سے ہے مگر دین میں رہتے تھے۔ خلیفہ داؤد عباسی کے عہد میں ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں وفات پائی۔ قراصبہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ستر قراء تابعین سے اخذ قراءت کیا۔ ابو جعفر زید ابن نعناع سولی مخزومی، ابو دلو عبد الرحمن بن ہزرا الاعرج، مشیب بن المنصاح مدنی۔ ابو عبد اللہ مسلم بھی ان کے اساتذہ میں سے ہیں یہ سب شاگرد تھے ابن ابی ربیعہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس کے اور یہ دونوں شاگرد تھے حضرت ابی بن کعب کے۔ حافظ ابن حجر نے ان کو قریب انتہایہ میں طبقہ سابع میں شمار کیا ہے۔ ان کی قراءت کے دور راوی ہیں۔ ایک عثمان بن سید الخویف و شمس ۱۹۷ھ دوسرے قالمون ۲۲۲ھ۔ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ تہذیب سند نافع اور عاصم کی قراءت اصح ہے۔

## رجال قرن ثانی (۱۷۱ھ سے ۲۲۲ھ تک)

### ضحاك بن عجلان

مشہور کاتب اور مصنف خط تھا۔ قرآن مجید کثرت سے لکھا کرتا تھا۔ خلیفہ ابو العباس سفاح کے عہد میں تھا۔ ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔

### کسانی

ابو الحسن علی بن حمزہ بن عبد اللہ بن ہشام قراصبہ میں سے ہیں۔ ابو عمارہ حمزہ کے شاگرد تھے۔ ..... خلیفہ ہارون الرشید کے مصاحف تھے۔ اور استاد بھی تھے۔ علم قراءت و علم نحو و علم ادب و علم خط ان چاروں علوم کے امام تھے۔ انہوں نے خط میری سے خط کوئی یاد کیا۔ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ ابو عمر و کسانی کی قراءت تمام قراءتوں میں زیادہ فصیح ہے۔ ۱۷۷ھ میں وفات پائی۔

ان کی قراءت کے دور راوی ہیں۔ ایک ابو عمر حفص سعوت و ددی، دوسرے ابو الحارث بن خالد البغدادی۔

### امام ابو بکر

۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۳ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ امام احمد بن حنبل و شیخ ابن مبارک نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ انہوں نے اپنی عمر میں چوبیس ہزار بار قرآن ختم کیا۔

## نضر بن شمیث

فضل بن احمد کے شاگرد تھے۔ ابو عبیدہ قاسم بن مسلم ان کے شاگرد تھے۔ کتب الترمذیہ کتب الفضل  
کتاب المعانی وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔ ۲۱۷ھ میں وفات پائی۔

## الفریابی

محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الفریابی نام۔ بوس ابن یابی اسحاق کے شاگرد تھے۔ امام احمد بن  
حبیل اور امام بخاری نے ان سے روایت کی ہے۔ ان کا تفسیر لایم تفسیر الفریابی ہے ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔

## رجال قرن ثالث

### شیخ ابن راہویہ

اسحاق ابن ابراہیم نام۔ شیخ فضل بن عیاض و شیخ فضل بن دیکین کے شاگرد تھے۔  
شیخ عبد اللہ بن مبارک سے بھی روایت کرتے تھے۔ شیخ یحییٰ بن سعید نے ان سے روایت کی ہے۔  
امام بخاری ان کے شاگرد تھے۔ (۷۷) سال کی عمر میں ۲۳۷ھ میں وفات پائی۔

## امام احمد بن حنبل

۲۴۱ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ امام ابو یوسف، امام محمد بن الحسن، امام زفر، امام شافعی  
کے شاگرد تھے۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ محمد بن حنبل سب سے زیادہ صحیح حدیث جانتے والے ہیں۔  
بہت صاحبِ مذاہب تھے۔ ان کا شہد ضمیمہ و مشہور ہے۔ اس پر پچاس ہزار حدیثیں ہیں۔ ۲۴۱ھ میں  
خلیفہ کا عقیدہ ہوا کہ قرآن مخلوق ہے۔ اس پر محدثین و علماء سے جواب دیا گیا۔ خلاف رائے ظاہر کرنے  
والوں میں سے بعض قتل کئے گئے۔ بعض کو اور سزائیں دی گئیں۔ اسی سلسلہ میں امام صاحب قید ہوئے  
اور مصائب میں مبتلا ہوئے۔ ۲۴۱ھ میں امام صاحب نے وفات پائی۔

## امام بخاری

محمد بن اسماعیل نام۔ ابو عبد اللہ کنیت۔ امیر المؤمنین فی الحدیث و ناصر الاحادیث النبویہ

فنا شرا الموارث المحمود لقب، ۱۹۳۴ء میں بنجھایا میں پیدا ہوئے۔ امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد تھے۔ ان کی کتاب مجمع بخاری مصطلح ستہ میں اول درجہ کی کتاب ہے۔ ۱۳۵۴ء میں وفات پائی۔

## رجال عہد اختلافی (۱۲۶۱ء سے ۱۳۱۰ء تک)

### امام ابن ماجہ

ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی ۱۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ترمذی کے شاگرد تھے۔ ان کی کتاب سنن ابن ماجہ مصطلح ستہ میں شامل ہے۔ کثیر التصانیف، صاحب تفسیر ہیں۔ ۱۳۴۰ء میں وفات پائی۔

### امام ابن جریر طبری

ابو جعفر ابن جریر نلم ۲۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ اسماعیل بن سونجہ مدنی سے روایت کرتے تھے۔ ان سے طبرانی نے روایت کی ہے۔ مجتہد صاحب مذہب تھے۔ ان کا مذہب ۱۳۵۰ء تک جمل کر ممدوم ہو گیا۔ کثیر التصانیف شہود ستہ و مفسر ہیں۔ ۱۳۴۴ء میں وفات پائی۔

ایک ابن جریر طبری فرقہ کرایہ میں بھی گندہ ہے۔ وہ بھی صاحب تفسیر و تاریخ ہے۔ دونوں میں عزت سنین ولادت و وفات میں فرق ہے۔ بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کر کے دہوکہ دیتے ہیں۔ کوہستان شام میں ایک فرقہ جریری مشہور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ امام ابن جریر کا متعلقہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ابن جریر کرایہ کا بیرو ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

## رجال قرون ثلاثہ کے بعد (۱۳۱۱ء سے ۱۳۵۴ء عجمی تک)

### اسحاق

ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم حمیری مشہور کتاب تھا۔ اس نے دو کمالات پر ایک کتاب تصنیف المرقاۃ نام تصنیف کی تھی۔ قرآن لکھا کرنا تھا۔ خلیفہ المقتدر بادشاہ کے عہد میں تھا جس نے ۱۳۵۴ء تک حکومت کی۔

## ابن مقلہ

ابو علی محمد بن علی بن الحسین بن مقلہ۔ خلیفہ القادر باقر عباسی کا وزیر تھا۔ اس نے خط حرجی سے خط نسخ ایجاد کیا۔ اور پھر خط نسخ سے پانچ خط اور نکالے۔ خط محقق۔ خط ایمان۔ خط ثلث خط توحی۔ خط رقاع۔ اس کے عہد سے قرآن کی کتابت خط نسخ میں ہونے لگی۔ سترہ سو میں وفات پائی۔

## ابن بواب

پلانی نام۔ ایک شخص اسیر حبشہ کے دروازے پر چڑھ گیا تھا۔ جس کو عربی میں بواب کہتے ہیں۔ اُس کے بیٹے ابو الحسین علی بن پلانی بواب نے محمد بن اسد اور سانی ملاذہ ابن مغلقے کو کتابت سکھا اور ابن مغلقہ کے مباد کردہ خط نسخ کی اصلاح تفرزین کی۔ یہ قرآن مجید کے شہور کاتبوں میں سے تھا۔ ۱۳۳ھ میں وفات پائی۔

## علامہ دانی

ابو عمر عثمان ابن سعید الدانی نام۔ سرحد ابن سیرین۔ ۳۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کے متعلق ان کی متعدد محققانہ تصانیف ہیں۔ ۴۸۵ھ میں وفات پائی۔

## سجاولندی

ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن طیفور سجاولندی (سجاولندی غزنی کے قریب بنار کے راستہ میں ایک ضلع ہے) علامہ عصر و کثیر التصانیف تھے۔ علامات رموز و اوقات و مرقوع و غیرہ ان کی ایجاد ہیں۔ آخر صدی ششم میں وفات پائی۔ بعض علما نے رموز و اوقات کے متعلق لکھا ہے کہ علما غزنی کی ایجاد ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ علما ماوراء النہر کی ایجاد ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ سجاولندی کی ایجاد ہیں۔ کہنے والوں نے شہر مقام کا نام لکھا ہے اور یہ علاقہ اوراہانہر بھی ہے۔

## فخر الکتاب

عماد جرجانی نام سلطان صلاح الدین کا کاتب تھا۔ کتاب غریبہ بھی تصنیف ہے۔ قرآن کا کاتب تھا۔ سترہ سو میں وفات پائی۔ فخر الکتاب خطاب تھا۔

## یا قوت رقم اول

آمین الدولہ ابوہریرہ بن عبد اللہ الموصلی نام۔ یہ کشتہ بحر حق کا کاتب تھا۔ قرآن کہتا تھا  
۶۱۸ھ میں وفات پائی۔

## یا قوت رقم ثانی

ابن عبد اللہ بن ابی الحوی۔ قرآن کا شہرہ رکاتب تھا۔ ۶۲۵ھ میں وفات پائی۔

## قاضی بیضاوی

ابوسعید ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی نام۔ شافعی المذہب تھے۔ شیراز کے قاضی تھے۔  
آخر عمر میں ترک منصب کر کے شیخ محمد بن محمد تھکانی کی خدمت میں رہے شیخ کے ایمانے تفسیر لکھی۔ ان کی تفسیر  
مشہور و مقبول ہے۔ ۶۹۲ھ میں وفات پائی۔

## یا قوت رقم ثالث

ابوالحجہ خواجہ عمار الدین مدنی۔ قرآن کا کاتب، فن کتابت کا اہم تھا۔ خلیفہ مستعصم بادشاہ کا  
درباری تھا۔ ۶۹۸ھ میں وفات پائی۔ اس کا لکھا ہوا قرآن قرآنِ ثانی ہے وہ سید الکفر خان آن بھوپال کے  
کتب خانہ میں ہے۔ اس نے خط قیرا مندر سے خط نستعلیق کو آباد کیا۔

## امام سیوطی

عبدالرحمن بن ابوبکر کمال بن محمد بن سابق الدین بن عثمان نام۔ ابوالفضل کثیف، جلال الدین  
مروغی سے ملا غلام مصر کے باشندے تھے۔ ۸۹۹ھ میں مدینہ پہنچے۔ شیخ الاسلام علم الدین طبعین،  
شیخ تقی الدین شمش، شیخ محمد الدین کافجی سے علم حاصل کیا۔ ان کے والد ان کو بنیال برکت ایک مرتبہ  
حافظ ابن حجر عسقلانی کے ہمسایوں میں لگائے تھے ماموت بن زین برس کہتے تھے۔ اس لئے بعض علماء کو غلط  
کاشت گو کہہ دیا ہے۔ ان کی کل تصانیف کی تعداد پانچ سو ہے ان میں سے ۷۹ کتابیں فن حدیث میں ہیں  
۹۹۸ھ میں وفات پائی۔ ائمہ علمائے ان کو حاطب اللیل (انصاری) میں مکرر بیان جمع کر کے (۱۰) لکھا  
اکل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے بغیر کسی امتیاز اور جانچ کے جو حدیث بھی بخشنی کہہ دی۔ ان کی کتابوں میں

منہجیت مضطرب وغیرہ اقسام کی حدیثیں بہت ہیں۔ لیکن سب کچھ فتح کر گئے۔

میں کہتے ہوں کہ اس امر میں سیوطی کے ساتھ علمائے انصاف نہیں کیا۔ یہ خطاب ان کے لئے جب مناسب موزوں تھا کہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہوتا کہ میں نے جس قدر حدیثیں لکھیں ہیں سب قبل ازل کی ہیں اور شیخین کی شرائط پر ہیں۔ اور میری نظر سے شیخ کا ایسا دعویٰ نہیں گذرا۔ اس کے شیخ کا مسلمانوں پر احسان ہے کہ جو کچھ مناسب لکھ دیا اور تحقیق کو آئندہ آنے والوں پر چھوڑ دیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو احادیث میں جمل کا سلسلہ آج تک بھی ختم نہ ہوتا۔ اور خدا جانے کس کس قسم کی روایتیں گزری ہوتیں اور ان روایتوں میں بھی کیا کیا تغیرات ہو جاتے۔ اسی وجہ سے شیخ ابوالحسن بکری نے فرمایا ہے کہ میری کتاب تمام عالم پر احسان ہے (تاریخ الحدیث ص ۱۸) ان کی تصانیف میں اتقان و درمندی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

## قبلہ الکتاب

مرزا سلطان علی ہمدانی نام۔ میر علی تبریزی کے شاگرد تھے۔ قرآن کے کاتب تھے۔ قبلہ الکتاب خطاب تھا۔ بار بار شام نے اپنی ترک میں ان کی تعریف کی ہے۔ ۹۲۲ھ میں وفات پائی۔

## میر علی ہروی

مرزا سلطان علی کے شاگرد تھے۔ قرآن کے کاتب تھے۔ شام بھی تھے ہندوستان میں تھیں۔ صاحب تصنیف تھے۔ قرآن لکھنے کے شائق تھے۔ ان کی تصانیف لندن اور کتب خانہ پٹنہ میں موجود ہیں۔ سلطان بنجارا کے دربار میں تھے۔ ۹۵۵ھ میں وفات پائی۔

## شعبان

شیخ زین الدین شعبان بن محمد بن داؤد الہامی۔ یہ مصر کے مسئلہ اور یمن گئے پھر عربستان آئے۔ قرآن لکھتے تھے۔ غالباً دسویں صدی ہجری میں وفات پائی۔

## شیخ علی قاری

نور الدین علی بن محمد سلطان القاری الہروی نام۔ تصانیف میں یہ الم میر علی سے کچھ یکساں ہیں۔ اور علم و فن پر ان کی تصانیف ہیں۔ مسئلہ میں وفات پائی۔



## میر عماد قزوینی

فنِ نستعلیق کے امام تھے۔ شاہ ایران عباس صفوی کے درباری تھے۔ بادشاہ نے ان سے شاپناہ لکھنے کی فرمائش کی۔ انہوں نے ستر اشعار لکھ کر پیش کئے۔ بادشاہ نے ستر تو تان ڈایمان کا چاندی کا سکہ (انعام دیا۔ میر صاحب نے خلافتِ شانِ بھگوان پس کر دیا۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر سکہ نام میں ان کو قتل کرا دیا۔ جب یہ خبر ہندوستان پہنچی تو شہنشاہ جہانگیر نے رو کر کہا کہ اگر عباس کو صیغہ پاس بھیجتا تو میں اُن کو ان کے ہنر مند سوتی دیتا۔ یہ بھی قرآن لکھا کرتے تھے۔

## شاہ ولی اللہ

دہلی وطن تھا۔ شاہ عبدالرحیم کے صاحبزادے۔ محدث تھے، مفسر تھے، فقیہ تھے، جارج تھے، سرحلقہ سلاسلِ طریقت تھے۔ قرآن اور علومِ دینیہ کی ظاہری و باطنی عظیم الشان خدمات اپنے اپنے صاحبزادوں شاہ عبدالعزیز (۱۱۳۳ھ) شاہ رفیع الدین (۱۱۳۲ھ) شاہ عبدالقادر (۱۱۳۳ھ) اور دیگر کے دیگر افراد اور اہل خاندان نے جنہیں سے ہر ایک امامِ وقت تھا۔ انجام دی ہیں۔ آپ کی اور آپ کے صاحبزادوں کی ہر علم و فن پر تصانیف ہیں۔ جو نہایت محققانہ ہیں اور کثیر التعداد ہیں۔ آپ کی تصانیف عرب و مصر میں بھی مقبول ہوئی ہیں۔ ہندوستان میں علمِ دین کے تقریباً تمام سلسلے آپ کی ذات والا صفات سے وابستہ ہیں۔ ۱۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

آپ کے صاحبزادگان کے تلامذہ میں شاہ عبدالنہی مجددی عمری، ہمایوںی (۱۱۳۹ھ) قاضی شہنشاہ پانی پتی (۱۱۳۲ھ) کتابِ قطب الدین خان (۱۱۴۹ھ) حاملانِ علم و عمل تھے۔

## قاری کرم اللہ

اصل باشندہ اردوہ کے تھے۔ دہلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ فنِ قراءت کے امام تھے۔ محدث تھے۔ سلسلہ طریقت میں شاہ غلام نقشبندی کے خلیفہ تھے۔ ۱۱۵۲ھ میں وفات پائی۔ قاری کرم اللہ من شاہ عبدالحمید دہلوی عن قاری غلام مصطفیٰ تھانیسری عن قاری عبدالملک ابن نواب حبیب خان عن قاری محمد فاضل عن شیخ عبدالحامد عن شیخ غفر الدین محمد بن اسماعیل انہری مصری عن شیخ عبدالرحمن بن شیخ حماد عن شہاب الدین احمد بن شیخ سبط علی عن شیخ غلام نبی (شیخ کا سلسلہ اس کتاب میں لکھا جا چکا ہے)

## قاری سید امام الدین

امردہ کے رہنے والے تھے۔ قاری کرم اللہ کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۵ھ میں وفات پائی۔  
قاری عبدالرحمن محدث پانی تھی ان کے خاص شاگرد تھے۔ اہم مطبوعہ کے خاندان کے ایک بزرگ مطبوعہ  
احمد حسن بن قاضی جلال الدین (المتوفی ۱۲۹۹ھ) کے شاگرد تھے انہوں نے قرأت بسبب کمرہ متواترہ بقاعدہ  
جمع الجمع مع الفصیح کی تحصیل کی تھی۔

محدث پانی تھی کے ایک شاگرد ان کے جناب قاری عبدالرحمن امینی تھے۔ ان کے شاگرد مولوی  
لقارائہ پانی تھی موجود ہیں۔ ایک مخلص قوی کارکن ہیں۔ وجہ تشکیل ہیں۔ ساتھ بریں کا رہنے ہے  
گراں بھی سیکڑوں میں ایک ہیں

از نقش و نگار درو دیوار شکست آباد پر بدست حسنا ویدیم را

حضرت محدث پانی تھی کے والد ماجد کے برادر عم زاد حافظ حاجی محمد ابراہیم ڈپٹی کلکٹر سید آباد  
اور والد ماجد کے برادر خالہ زاد حافظ احمد علی بن قاضی بنیاد علی سید آبادی نے بھی استفادہ کیا تھا۔  
حافظ احمد حسن سے استفادہ کیا والد ماجد کے ماموں زاد بھائی حافظ قاضی وقار علی شہر سی  
مرحوم نے اور راقم مطبوعہ کے پھر حافظ قاضی نجم الہدی گنپتوی مرحوم نے اور عم کرم حافظ حاجی نور الدین  
مظاہر نے (عم کرم سے بعض سورتوں کی مشق راقم مطبوعہ بھی ہے)  
حافظ نجم الہدی سے بعض سورتوں کی تعلیم حاصل کی ان کے فرزند اکبر اہل قریل حافظ محمد ابراہیم  
بنی ایل ایل بنی علیگ سابق وزیر صوبہ یوپی نے۔

## طنطاوی

علامہ طنطاوی جوہری قاہرہ مصر کے باشندے تھے۔ اس عہد میں عالم اسلام کے سب  
بڑے عالم تھے۔ کثیر التضاویات تھے۔ ان کی تفسیر الجواہر الم (۲۵) جلدوں میں ہے۔ عجیب غریب  
تفسیر ہے۔ اردو زبان میں بھی اس کا ترجمہ شروع ہو چکا ہے۔ ۱۲۶۵ھ میں وفات پائی۔  
راقم مطبوعہ نے حضرت مرحوم سے تقریباً دو سال تک استفادہ کیا ہے۔ دودھ حاضر کے دیگر بزرگ  
کا تذکرہ متفرق طور پر اس کتاب میں آچکا ہے۔

# الباب الخامس فی شہادۃ الاقوام

## فصل القرآن والنبی والاسلام علی

اس باب میں غیر مسلم محققین و مستزہنین اور فضلا کی رائیں جمع کی گئی ہیں۔ ان کے ملاوہ بھی رائیں تھیں۔ جنکو میں نے بخوف طوالت چھوڑ دیا ہے۔ ہر مذہب کے فضلا کی رائیں درج ہیں۔ بعض فضلا کی رائیں کئی کئی جگہ درج ہیں اس لئے کہ انہوں نے مختلف اوقات یا مختلف مضامین اور تصانیف میں مجزا مجزا رائیں ظاہر کی ہیں۔

چونکہ رسول کریم - قرآن مجید، اسلام اور شریعت ان چاروں کے متعلق علیحدہ علیحدہ رائیں نقل کی ہیں اس لئے بعض فضلا کے مضامین سے جو فقرات جس مضمون کے متعلق تھے اسی متن پر درج کئے گئے ہیں۔

خوشتر آن باشد کہ سر دہراں گفتہ آید در حدیث و گہراں

## قرآن کے متعلق فضلاء یورپ کی رائیں

ڈاکٹر وکٹر عما نویل ڈبلیو

اس کتاب (قرآن) کی مدد سے عربوں نے سکندراعظم کی اور رومیوں کی سلطنتوں سے بڑی دنیا فتح کر لی۔ فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس میں ہوا تھا۔ عربوں نے اُسے دو سو حصہ وقت میں انجام پر پہنچایا۔ اسی قرآن کی مدد سے اسی اقوم میں حرت عرب ہی یورپ میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے۔ جہاں اہل فیشیا بطور تاجروں کے اور یہودی لوگ پناہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں پہنچے۔ ان عربوں نے نئی نوع انسان کو روشنی دکھائی۔ جبکہ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی ان عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مغرب و مشرق کو فلسفہ طیب اور علم حقیقت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے خیمے لپٹے میں انہوں نے حصہ لیا۔ (رسالہ پیشوا دہلی جنوری ۱۳۲۳ء)

ڈاکٹر راڈولف

قرآن میں ایک نہایت گہری سچائی ہے۔ جو ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے جو اب جو منظر ہونے

قری اور صحیح رہ سگائی اور الہامی حکمتوں سے ملو ہیں۔ (ویاچہ قرآن)

## ڈاکٹر راڈویل

قرآن نے اقل توجیرہ غار عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک مشاہیر کی قوم میں تبدیل کر دیا اس کے بعد اس نے اسلامی دنیا کو عظیم الشان سیاسی و مذہبی جماعتیں قائم کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لئے ایک بڑی طاقت کا وجود رکھتی ہیں۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی اور فلسفی قریب کا آغاز کرنے والا ہے جس نے ازمنہ وسطیٰ میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودی اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ تحقیقات سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یورپ میں علم کے دور جدید سے کئی صدیوں پیشتر یورپ کے علماء، فلسفہ، ہندسہ، ہیئت اور دیگر علوم کے متعلق جو کچھ جانتے تھے وہ تقریباً سب کا سب اصلی عربی کتابوں کی لاطینی ترجموں کے ذریعہ انہیں حاصل ہوا تھا۔ قرآن ہی نے شروع میں کتابت ان علوم کے حاصل کرنے کا ذوق شوق عربوں اور ان کے دوستوں میں پیدا کیا تھا (حوالہ مذکور) یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا جو تختہ بلحاظ صفات قدرت، علم، علم ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے۔ اس بنا پر قرآن بہترین تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ قرآن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ سے زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں۔ یہی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔ (حوالہ مذکور)

یہ (قرآن) تحریف سے پاک ہے (حوالہ مذکور)

قرآن ایک عام مذہبی، تمدنی، ملکی، تجارتی، دیوانی، فوجداری وغیرہ کا ضابطہ ہے اور ہر ایک امر پر حاوی ہے۔ مذہبی عبادت سے لیکر رات دن کے کاروبار، روحانی نجات سے لیکر مادی محنت، جماعت کے حقوق سے لیکر حقوق افراد، اخلاق سے جرائم اور دنیوی سزا سے دینی سزا و جزا وغیرہ تک کے عام احکام قرآن میں موجود ہیں اس میں سیاسی اصول بھی ہیں جن کی بنا پر حکومت کی بنیاد پڑی۔ اور انہیں سے ملکی قوانین اخذ کئے جاتے ہیں۔ اور مذمت کے مقدمات جانی و مالی کا فیصلہ کیا جاتا ہے قرآن ایک بے نظیر قانونِ ہدایت ہے۔ یہی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں اور ہر شے آت و آتی (مخلوق) منجھ اور بہت سی خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کر سکتا ہے وہ نہایت ہی عیاں میں ایک تودہ متوازن انداز اور منطقت جس کو قرآن خدا کا ذکر، اشارہ کرتے ہوئے ہمیشہ مد نظر رکھتا ہے کہ وہ خدا کے خواہشات، مصلحت اور انسانی جذبات کو منسوب نہیں کرتا۔ اور دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ عام نامہذب

ناخوش خیالات، حکایات اور بیانات سے بالکل منزوع ہے جو بد قسمتی سے یہودیوں کے معاملات میں عام ہیں قرآن تمام قابل انکار عیوب سے بالکل ستر ہے۔ اس پر خفیت سے خفیت محنت گری بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کو شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ مگر تہذیب کے رخساروں پر ذرا بھی جھپکے اٹھ نہیں پائے جائیں گے۔ (جان ڈیون پورٹ)

### جان ڈیون پورٹ

• حضرت مسیح کے بعد دنیا کی اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ ہر طرف جہالت کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ ہر سمت بے چینی اور بد امنی کے شرابے بلند تھے۔ پتھروں کو قابل پرستش سمجھا جاتا تھا اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔ ان حالات میں حضرت محمد پیدا ہوئے اور مسلمانوں نے قرآن کی اشاعت کی۔ یہ ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے۔ جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کیلئے سب کچھ مروج ہے۔ یہی ایک امتیازی شان ہے کہ اسکی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کینئے ہدایت کی ہے اور دوسری طرف دنیوی ترقی کے سببیں بنی اصول تعلیم کئے ہیں۔ (دی گریٹ ٹیچر)

### جرمن فلاسفر و شاعر گوٹے

• قرآن کی یہ حالت ہے کہ اسکی دلفریبی بہت درجہ فرنیض کرتی ہے۔ پھر تعجب کتنی ہے اور آخرش ایک رقت آمیز تحریر میں نال دیتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب تمام زبانوں میں اثر کرتی رہے گی (کوسلوی ریکٹان)

### ڈاکٹر لد ولف کرہل

• قرآن میں عقائد اخلاق و عقائد اور ان کی بنیاد قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے۔

### ڈاکٹر ہشلر

• اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جنڈا اسکو سیکھے۔ جو حکم دیتا ہے کہ استقلال، استقامت، عزت نفس نہایت لازمی ہیں یہی خصوصیات میں شایستگی اور تمدن کی بنیاد ہے۔ (ادب العرب)

### موسیو سیدلیو

وہ آداب و اصول جو نصف حکمت پر قائم ہیں جنکی بنیاد عدل و انصاف پر ہے جو دنیا کو بھلائی اور انصاف کی تعلیم دیتے ہیں انہیں ہے ایک جز بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال اور میانہ روی کا راستہ دکھاتا ہے۔ مگر ابھی سے بچتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں سے نکال کر انصاف کی روشنی میں لاتا ہے

اور انسانی زندگی کے تقاضوں کو کالات سے بدل دیتا ہے (ادب العرب)

## برٹش انسائیکلو پیڈیا

”قرآن کے احکام مطابق فعل و حکمت مانع ہوئے ہیں۔ کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں۔“

## مسٹر کارلائل

”مجھے نزدیک قرآن کے تمام صفات ہیں سچائی کا جو ہر مروجہ ہے، یہ کتاب سب سے اعلیٰ اور سب سے آخری جو خبر بیان بیان ہو سکتی ہیں۔ اپنے میں رکھتی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کی توصیف و نعت اُسی سے ہو سکتی ہے۔“

## مسٹر ولیم میور

”ہم نہایت قوی قیاس سے کہتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت محمد کی غیر محض اور صحیح الفاظ میں (لا یت آت محمد) یہ تو ضرور مقرر ہے گا کہ قرآن جیسا محمد نے بیان کیا وہی کامی ہے اور اسی کو نبی اور انجیل کی طرح غریت نہیں ہوں۔“ (دیباچہ قرآن المکرمینڈر)

کئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں کہ اسکی عبارت اتنی دت مدد تک فالصی ہی ہو

(لفظ آت محمد)

## مسٹر اسٹین لی لین ٹول

قرآن کو حضرت محمدؐ نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جبکہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کا عکرائی تھی۔ اخلاق انسانی کا جوازہ مکمل چٹکا تھا۔ بت پرستی کا ہر طرف زور تھا۔ قرآن نے ان کو گمراہیوں کو مشاہدہ جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل پھو صدیاں گنتہ چکی تھیں۔ قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تہذیب دی، اصولی مذہبیت و علم و حقانیت سکھائے۔ ظالموں کو درم حل اور وحشیوں کو پیر و سرپرست بنایا۔ اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے۔ اور دنیا کے باشندے براہ علم انسان نہ ہوتے (مؤرخہ تصانیف ہونی قرآن)

## کاؤنٹ ٹالسٹائی

یہ کتاب (قرآن) عالم انسانی کے لئے ایک بہترین ماہر ہے اس میں تہذیب ہے، شائستگی ہے تمدن ہے۔ معاشرت ہے اور اخلاق کی اصلاح کیلئے ہدایت ہے اگرچہ یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوئی اور کوئی ریفاہ و برپا نہ ہو تا تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی۔ ان ناموروں کے ساتھ ہی جب ہم سب پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی تھی جبکہ ہر طرف

آتشِ فساد کے شر اسے بندھے۔ خوں خوری اور ڈاکہ زنی کی تحریک جاری تھی۔ اور فحش باتوں سے باہل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔ اس کتاب نے ان تمام گمراہیوں کا خاتمہ کیا (وہی لائٹ آف یمن)

### مسٹر طاس کار لالیل

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے۔ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی جبکہ طرح طرح کی گمراہیاں مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت، شرافت، تہذیب و تمدن کا نام مٹ چکا تھا۔ ہر طرف بے حسی اور بڑا سخی نظر آتی تھی اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان اُٹھ اُٹھ آیا تھا۔ قرآن نے اپنی تعلیمات سے اس وسوسوں اور محبت کے جذبات سے پہلے کئے۔ عیسائی کی ظلمتیں کا فہرہ جو گئیں اور ظلم و ستم کا بادل سرد پڑ گیا۔ ہزاروں گمراہ و ماسٹ پر گئے اور بے شمار وحشیانہ قتلے ہو گئے۔ اس کتاب نے دنیا کی کاپیٹل دی، اس نے جاپون کو عالم، خالموں کو جسم حل اور عیش پرستوں کو پرہیزگار بنادیا (وہی پاپولر یمن آف دی ورلڈ)

### پروفیسر ہیریٹ وائل

قرآن جو اخلاقی ہدایتوں اور دنیا کی باتوں سے بھرا ہوا ہے ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش ہوا جبکہ طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں نیکیوں کا دریا بہے اور کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو سیدھے راستے پر چلتی ہو۔ قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی اور وحشیوں کو انسان کا لال بنا دیا۔ جن افتخاروں نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے۔ انسانی زندگی کی کوئی سی مشائخے لیجئے۔ ناممکن ہے کہ اس شبہ میں۔ اسکی تعلیمات رہنمائی نہ کرتی ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر اسکی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھدار آدمی ہوگا۔ دنیاوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ان اخلاق کو لے لیجئے جو شرف انسانیت ہیں مثلاً راستہ بازی پرہیزگاری، رحم و کرم، عفت و عصمت تو قرآن میں یہ سب جہاتیں موجود ہیں اور اگر ان اخلاق کو لیجئے جن کا تعلق دنیاوی ترقی سے ہے مثلاً محبت و شفقت، عزم و استقلال، جرأت و شجاعت تو ان ہدایتوں سے بھی قرآن سمور ہے ہر کیفیت و ہر ایک حیرت انگیز قانون ہدایت ہے (الکھیران اسلام)

### ڈاکٹر فرک سوئخ جرمنی

قرآن کی عبارت کیسی نصیح و مصلح اور مضامین کیسے عالی و لطیف ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ناصح امیر نصیحت کر رہا ہے اور ایک مخبر فلسفی حکمت الہی بیان کر رہا ہے؟

## ڈاکٹر سبیل

قرآن اچھا لکھیا ہوا پاکیزہ زبان میں ہے۔ اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان ہیکل مثل نہیں لاسکتا۔ یہ لازوال معجزہ ہے جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے۔

## ڈاکٹر سمویل فرانیس

یہ کتاب قرآن اتمام سائنس کی کتابوں پر مبنی ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی انسانی حیات کے انسان کیلئے جو کتاب ہمیں عطا کی ہے ان سب میں بہترین کتاب ہے۔ اس کے نسخہ انسان کی خیر و فلاح کے متعلق غلامیہ زبان کے لغتوں سے کہیں اچھے ہیں۔ خدا کی عظمت سے اس کا معنی صرف بڑھتا ہے۔ قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، شائیس علم لغت کے لئے ذخیرہ لغات، شرا کے لئے عروض کا مجموعہ اور شرائع و قوانین کا علم انسان کیلئے ہے۔ ان کی یہ کتاب ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت انہیں سادہ چہان سے بے نیاز کرتے ہوئے ہے۔ یہ بات گواہ اور اس کی واقعیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاپر و دانشور اور شاعروں کے سراسر کتاب کیلئے جھک جاتے ہیں۔ ان کے عجائبات روز بروز نئے نئے نکلتے ہیں۔ اور ان کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے۔ (لابادل)

## نیرلیٹ لندن

قرآن ایک عقلائے معجز نامہ صحیفہ ہے (اپریل ۱۹۷۸ء)

## ایک مسیحی نامہ نگار

مسلمان جب قرآن وحدیث پر غور کرے گا تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اس میں پا جائے گا (۱۹۷۸ء مسیحی اخبار وطن)

## ڈاکٹر سمویل جانسن

قرآن کے مطالب ایسے ہیں کہ اگر اور ہر زمانے کیلئے اس قدر سوزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں۔ اور وہ محلوں، ریگستانوں اور شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے۔

## ڈاکٹر آرنلڈ

اخلاق احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں۔ یہ پرکھ گیا کہ آف اسلام

## ڈاکٹر گاڈفری ٹینکس

قرآن میں یہ عجیب خوبی ہے کہ ہر فریبوں کا دوست اور غمخوار ہے (میزان التبیق ص ۷۳)



## ڈاکٹر لیلیان

”قرآن کی فصاحت و بلاغت روزِ نئے مسلمان پیدا کر لیتی تھی“ (تمثیل عرب)

پروفیسر ایڈورڈ سونٹے

قرآن و کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور لطافت اور جلال و جہت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں۔ (باطل شکس ص ۲)

پروفیسر ڈیویڈ ہارٹ

ہم پر واجب ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں کہ علومِ طبیہ، فکریہ، فلسفہ، ریاضیات وغیرہ جو قرآن میں یورپ تک پہنچنے سے پہلے وہ قرآن سے سیکھتے ہیں اور اسلام کی بدولت ہیں (صورت الحجاز و نیوٹن) آنحضرتؐ بارہویکے آتی تھے۔ اور لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ ایک ہی وقت میں تین عظیم مقاصد یعنی قومیت، دینیت، شہنشاہیت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کے سامنے پیش کی جو بلاغت کا ایک نیر دست نشان، شریعت کا ایک واجب العمل دستور اور دین و عبادت کا قابل ازمان قرآن ہے۔ یہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت دنیا کے ہر حصہ میں مستبر اور تمکیم بھیجی جاتی ہے۔ اور اسکی انشاء و حکمت کو معجز نامہ لیا جاتا ہے (قرآن ایک معجز نامہ کتاب ہے۔ حصہ اول صفحہ ۱۷۱) علامہ لکس لائل

ڈاکٹر جے جی بول

تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم اپنی خوبیوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز کتاب ہے اور گذشتہ سالوں میں میں نے غور سے جو اس کا مطالعہ کیا تو اسکی بلاغت، الفاظ کی شان و شوکت اور معانی سے حیران رہ گیا۔ (حوالہ مذکور ص ۲۵)

قرآن کی زبان بجا بلاغت و غریب نہایت فصیح ہے اسکی انشائی خوبیوں نے اسکو اب تک بے مثل و نظیر ثابت کیا ہے۔ اس کے احکام اسقدر مطابق عقل و حکمت ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ، رنگا رنگ، بے کسل ہو سکتے ہیں۔ (پارلر لائبریری بکلوپڈیا)

قرآن کے متعلق یہودی فضلاء کی رائیں

یہودی فاضل ڈاکٹر ارونز

قرآن ایک فصیح و بلیغ عجیب کتاب ہے جو ہر حشر و ملامت خلاق ہے۔ حضرت محمدؐ کی سید علی ہادی زندگی اور حسن سلوک نے اشاعتِ اسلام میں بڑا کام کیا۔ (تقریریں ص ۲)

## قرآن کے متعلق ہندو فضلا کی رائیں

رام دیوانہ لے پرنسپل گروکل کانگریسی

قرآن کی بھاشا بہت مستند ہے۔ اس میں فصاحت بلاغت بھری ہے اس سے بھی کئی اھکا نہیں کر سکتا کہ قرآن کے اندر کئی باتیں بہت اچھی ہیں۔ قرآن کی توجہ میں کسی کو شک نہیں صاف بنایا ہے کہ اللہ ایک ہے، عرب کے اندر عورتوں کا کوئی درجہ نہ تھا۔ محمد صاحب نے عورتوں کے حقوق قائم کئے۔ (دیکھ کاش فروری ۱۹۲۷ء)

پروفیسر دیو کجا داس

قرآن ایسا جامع اور روح افزا پایہ ہے کہ ہندو دھرم اھمیت کی کئی ہیں اس کے مقابلہ میں بھل کوئی بیان پیش کر سکتی ہیں (معجزات اسلام ص ۱)

گاندھی جی

مجھے قرآن کو اہم کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ بھرتا مل نہیں (معجزات اسلام بحوالہ ننگ ۱۷۱)

چھو بندر ناٹھ باسو

حقیقی جہوریت کا دلولہ، رعاداری، مساوات کی خوبیاں اُس نے (قرآن نے) دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلادیں (باطل شکن ص ۲۷)

لالہ لاجپت رائے

میں قرآن کی معاشرتی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی تعلیم کا سچے دل سے مداح ہوں (رسالہ مولوی رمضان ۱۹۲۵ء)

رابندر ناٹھ ٹیگور

وہ وقت دور نہیں جبکہ قرآن اپنی مستند صداقتوں اور روحانی کوششوں سے سب کو اپنے اندر جذب کرے گا وہ دن بھی دور نہیں جبکہ اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا (حوالہ مذکور)

ڈاکٹر دیو گوپال راؤ ناٹھ وائیل ایم ایس تنالی

قرآن کے اہم کتاب ہوئے میں کوئی کلمہ نہیں۔ ایک ان پڑھ اور اسی کی زبان سے ضلک بہترین لکچر میں ایک نبردست پیغام کا خلاصہ ہی اسکی صداقت کا کافی ثبوت ہے۔ (ایمان جون ۱۹۲۷ء)

پنڈت شانتارام بی اے پروفیسر اندرا کالج بمبئی

اس کی قرآن کی تعلیمات نہایت آسان علم فہم اور انسان کی فطرت کی مطابق ہیں۔ ایک  
ہٹ دہرم بھی اسکی تعلیمات میں کوئی عیب نہیں بتلا سکتا جو ان کی تہذیب کے اسٹنڈرڈ سے گرا کر  
(محمد صاحب جیون پتر)

پنڈت چیمپوتی ایم اے پروفیسر گروکل کانگریسی

حضرت محمد کے دل کی آواز قرآن کی آیات ہیں۔ حضرت کی پاک اولاد انبیاء کا صحیح اندازہ  
لگانے کیلئے حضرت کی کتاب کی شلہ بیانوں سے اُن کے زندہ پیغام کو اُدا کرنا ضروری ہے  
(سورہی بیچ الاولیٰ صفحہ ۲۷)

قرآن کے متعلق بدھ مذہب کے فضلا کی رائیں

بدھ عالم جینی لیڈر مشرفن چین

پنہر عرب نے جو تعلیمات دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کی ہیں وہ روحانی اور مادی  
ہر دو اقسام کی ریاضتوں کو اپنی اپنی جگہ ٹھکانے سے رکھنے والی اور دونوں کے درمیان بہترین توازن  
قائم رکھنے والی ہیں (پیشوا بیچ الاولیٰ صفحہ ۲۷)

قرآن کے متعلق سکھ فضلا کی رائیں

گرو ناتھ صاحب

(۱) بت ان پوجا مت دن منجھ جب دن کال ہے جینو ناو جو دہو تاک چڑاؤ سچ دن سورج اُٹو

نکل پان کتب قرآن پوختی پنڈے رہے پران

یعنی پوجا پاٹ کام نہیں دے سکتی۔ جھوت پھات بیکار ہے۔ جیوا شنان اسنے پرناک لگانا  
کچھ کام نہ آئے گا۔ اگر کوئی کتاب کام آئے گی تو وہ قرآن ہے جسکے آگے پوختی پران کچھ بھی نہیں۔

(سجرات اسلام بمجا لکھتہ صاحب)

(۲) رہی کتاب ایمان دی بھی کتاب قرآن۔ تینہ ایمان کی کتاب قرآن ہے (جنم ماسکی جبا کی بالا)

و ۳) تودرت (کین زبہ ترے سن دیئے وید: رہے قرآن کتابا کل جگہ میں پرورد

یعنی تودرت (بجیل زبور وودب دیکھے گر نجات کی کتاب قرآن ہی ہے) حوالہ لکھیں

و ۴) دیکھتے عزت قرآن دے تھے سیارہ کیں پائس دچ نصیحتاں سورج سن کر نصیحتیں

یعنی قرآن کے تیس سیاحے ہیں جنہیں نصیحتیں ہیں۔ اُن پر یقین کر (ختم سادگی کھلا خوشگوار انگیزی)  
 (۵) تیری کشتیاں بجایاں ترے سوہے مجید + تودیت زبور انجیل تر سپرے سن دیئے وید  
 رسا قرآن کیترے کل جگہیں پروان + مطلب دودھلا پایا ہندوستان  
 ناتھ سے گوتری ترینوں روزہ نماز + عیلاں باجھوں شرمو دوزخ دلی نماز  
 یعنی ہندوستان سب سے تودیت زبور انجیل وید سب دھرم دالے مگر مقصد اہم تہ آیہ۔ البتہ قرآن  
 پر عمل کی صورت میں مقصد ملے۔ نماز روزہ اصل عمل کئے بغیر دوزخ نصیب ہو گا۔  
 (معجزات اسلام مثلاً بجا لگے دی سادگی)

## قرآن کے متعلق پارسی فضلا کی رائیں

پارسی فاضل فیروز شاہ ایملے۔ اڈیٹر جام جمشید  
 جہاں اس کتاب (قرآن) کی سب سے پہلے اشاعت ہوئی وہ ملک ساری دنیا سے زیادہ خراب  
 حالت میں تھا۔ اہل عالم فہم تعلیمات نے دنیا کی کاپی پڑھی اور اقتصاد و تہذیب کی روشنی پھیل گئی۔  
 (تہذیب کی روشنی)

## علماء مذہب عیسوی کی رائیں

پادری وال ریمس ڈلی ڈی  
 قرآن کا مذہب اس دسلاہتی کا مذہب ہے (باطل شکن مٹا)  
 ریورینڈ آر میکنیویل کنگ  
 دنیا کے اہام میں اگر اہام کوئی شے ہے اور وہ اپنے کمال وجود میں موجود ہے تو قرآن منہ  
 اہامی کتاب ہے۔ (باطل شکن مٹا)  
 ریورینڈ بوسوٹھ اسمتھ

ادی عرب کو ایک ساتھ تین چیزوں کے قائم کرنے کا مبارک موقع ملا۔ وطنیت، اصلاح اعمال  
 تہذیب۔ تمدنی دنیا میں اس قسم کی کوئی دوسری مثال نہیں دکھائی جاسکتی (محمد اور محمد انور)  
 ریورینڈ جارج

حضرت اسماعیل کی نسل سے حضرت محمد پیدا ہوئے آپ کی شان میں بڑی بات بائبل مقدس میں  
 لکھی ہوئی ہے کہ اس قوم کی بنی گئی ہے جس میں حضرت محمد پیدا ہوں گے حضرت سحاق کی نسل سے یسوع مسیح

پیدا ہوں گے (پیشوا برع الاول ۲۳۵)

## رسول کریم کے متعلق فضلاء یورپ کی رائیں

ڈاکٹر ڈی رات

مہم اپنی ذات اور قوم کیلئے نہیں بلکہ دنیاۓ ارضی کیلئے ابر رحمت تھا۔ تاریخ میں کسی شخص کی مثال موجود نہیں جس نے احکام خداوندی کو اس ستھن طریق سے انجام دیا ہو کہ مسلمانوں کو یورپینڈ مسلم اندھا فروری ۱۹۴۳ء)

سٹرائیٹ

حضرت پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ٹال کر دیکھ سکتی ہے۔ اور تاریخ اور کھجور کا کوہ لوگ جو حضور پر حملہ کرنے کے خوگ میں جہل مرکب میں مبتلا ہیں۔ حضور کی زندگی سادگی شجاعت اور ان کی تصویر تھی (قاسم العلوم بیچ الاول ۲۳۵ء ہجری)

ڈاکٹر اینڈ بریسنگم

مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون سنت ہے بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ، بے لوث، ایفائے وعدہ، اصحاب و پیروں کی غیر معمولی مایست توکل، خدا اور خالق جرات و استقلال سے وابستہ ہے۔ نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا، اچھے اور دور رس طریقوں کا وضع کرنا نسبتاً آسان ہے لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ اور پھر جبکہ یہ عظیم الشان کام اپنے ہی خاندان اور قبیلے سے شروع کرنا ہو جس کے لوگ آپ کی زندگی کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں لیکن محمد نے کام شروع کر دیا تھا حالانکہ وہ اپنا نام بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ تاہم انہوں نے اس لمبے سفر پر اپنی جوانی کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہے یعنی بندہ اور خدا کے تعلقات (ڈاکٹر ایل پل) اگر محمد سے نبی نہ تھے تو پھر کوئی نبی دنیا میں برحق آیا ہی نہیں دوسری آیت ہی سہی کہ نبی

سٹرائیٹ نے اپنے کچھ ہیں رسول کریم کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا۔

جو شخص ایسے ملک میں پیدا ہو جس کا میں نے تذکرہ کیا جس کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا جس کے ناگفتہ بہ حالات کا نقشہ کھینچتا ہے اور جس نے ان کو ہندو ترین مخلوق اور تہمتی بنا دیا ہو۔ جو نہیں سکتا کہ خدا کا رسول نہ ہو (مدینہ جولائی ۱۹۴۳ء)

## کونٹ ٹالسٹائی

حضرت محمد متواضع، خلیق اور روشن فکر اور صاحب بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ معاملہ رکھتے تھے۔ آپ مدۃ العمر پاکیزہ فضا میں رہے (حوالہ مذکور)

سر ولیم میور

اہل تصنیف محمد کے بارے میں اُن کے چال چلن کی مصمت اور اُن کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل کلمہ میں کیا بقی متفق ہیں (لائف آف محمد)

ایس۔ ایچ لیڈر

جب آپ بوڑھے ہو گئے تو محض دقت قلب کی وجہ سے جو آپ کو خاص طور پر عطا کی گئی تھی آپ کو کئی بولیں کو محض اُن کی حالت پر رحم کرنے کیلئے اپنے ازواج میں داخل کرنا پڑا (مذبحہ جگہ ۱۴۴۴ م)  
میجر آر تھر گلن موزنڈ

حضرت محمدؐ بارشہ اپنے عصرِ مقدس میں ازواجِ مطہرہ میں سے تھے۔ وہ صریح معتقد نہ تھے بلکہ تخلیقِ دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص خیرات، ان سے بھی متنازعہ تھے۔ (استقلال دیوبند فروری ۱۳۸۵)  
میجر آر تھر گلن لیونارڈ

حضرت محمدؐ نہایت عظیم المرتبہ انسان تھے۔ حضرت محمدؐ ایک مفکر اور ایک معارف تھے۔ انہوں نے صرف اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ اپنے ہی زمانہ کے نہیں کی بلکہ رستی دنیا تک کے مسائل کو سچا اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کی (حوالہ مذکور)

ڈاکٹر جی ویل

آپ کی (رسولِ کریم کی) خوش اخلاقی، فیاضی، رحم دلی محمدؐ وہ تھی

سٹریٹ ورڈ مونیٹ

آپ نے سوائے اُن کے تو کبہ ادا اعمال کی تلبیر کیلئے جو اسوہ حسنہ پیش کیا ہے وہ آپ کو انشت کا محسن و اقل قرار دیتے ہیں۔

کونٹ ٹالسٹائی

اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ محمدؐ ایک عظیم المرتبہ مصلح تھے۔ جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی۔ آپ کے لئے یہی فکر کیا کہ آپ امت کو نور حق کی طرف لیگئے۔ اور اسے اس قابل بنایا

کہ وہ امن و سلامتی کی دلداد دے ہو جائے۔ زہد و تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے، آپ نے اسے انسانی خورزی سے منع فرمایا۔ اس کے لئے حقیقی تمدن و ترقی کی راہیں کھول دیں۔ اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پا سکتا ہے جس کے ساتھ کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً عام اکرام و احترام کا مستحق ہے (حیات اسلام لاہور جولائی ۱۹۲۱ء)

ایس مار گولیو تھ

آنحضرت کی دردمندی کا دائرہ انسان ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ جانوروں پر بھی ظلم و ستم کو روکنا کو بہت بُرا کام ہے۔

کر نل سائیکس

کوئی شخص آپ کی غلامیّت سادگیا اور رحم و کرم کا اقرار کرنے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ڈاکٹر ایس اے فرمین

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد بڑے پکے اور پختے راست بننا اور بغیر ہتھے (عجزات ہستہ)

مسٹر سار مستشرق

قرون وسطیٰ میں جب کہ نام یورپ میں چہل کی موجیں آسمان سے اُتیں کہ یہی تھیں عربوں کے ایک شہرے تیرنا بان کا ظہور ہوا جس نے اپنی ضیاء یاریوں سے علم و ہنر اور ہدایت کے چمکنے ہوئے فوری دریا سادہ سادہ ساسی کا گھنٹل ہے کہ یورپ کو عربوں کے توسط سے یونانیوں کے علوم اور فلسفے نصیب ہو سکے (صوت انجلاز ذی قعدہ ۱۹۵۳ء)

رسول کریم ص کے متعلق ہند و فضلا کی رائیں

ڈاکٹر مدیحہ ویر سنگھ دہلوی

محمد صاحب ایک نیک ہستی تھے۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کون کے عقیدہ کے لحاظ سے حضرت ایک پیغمبر تھے دوسرے لوگوں کے لئے محمد صاحب کی سادہ عمری ایک ہمتا ہی دل بڑھانے والی اور سچا آموز ثابت ہوئی ہے (رسالہ سولوی برص ۱۵ ایل ۱۹۵۳ء)

بایو جیکل کشور کھٹہ بی اے۔ ایل ایل بی

حضرت محمد کی لائف اور آپ کی تعلیم کی بنیادی چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمدؐ کو اپنے دنیا پر بہت کچھ آسانات کئے ہیں۔ اور دنیائے بہت کچھ آپ کی تعلیمات

سے فائدہ اٹھایا ہے۔ صرت مکہ عرب ہی پر حضرت محمد صاحب کے احسانات نہیں بلکہ آپ کا فیض تعلیم و ولایت دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا۔ غلامی کے خلاف سب سے پہلی آواز حضرت محمد نے بلند کی، اور غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کئے کہ ان کے حقوق بھائیوں کی برابر کر دیئے۔ آپ نے عورتوں اور استرلیوں کے درجہ کو بلند کر دیا۔ سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ پر ایسا کلہاڑا مارا کہ اس کے بسے پھر۔ درخت اچھی طرح پھل پھول نہ سکا۔ سود خاری ہمیشہ دنیا کے لئے ایک لعنت رہی ہے۔ مساوات کی طرف ایسا عملی قدم اٹھایا کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل نا آشنا اور ناواقف تھی۔ حضرت محمد صاحب نے نہایت کمزور طریقہ سے تو تہات کے خلاف جہاد کیا۔ اور نہ صرف اپنے پیروؤں کے اندر سے اس کی نیج و بنیاد اکھاڑ کر بھینک دی بلکہ دنیا کو ایک ایسی روشنی عطا کی کہ تو تہات کے بھیاک چہرے اور اس کی بیہیت خدو حال سب کو نظر آ گئے۔

بی۔ ایس اندیم واہوشیار لٹوری (محلہ نمبر)

حضرت محمد صاحب کو جتنا سنا یا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں سنا یا گیا۔ اسی لحاظ میں کہوں نہ محمد صاحب کی رحمت اور شفقت اور روت علی المخلوق کی داد دوں جنہوں نے خود تو ظلم و ستم کے پیارے سر پر اٹھائے مگر اپنے سستلے واسے اور دکھ دینے والوں کو اُفت تک بھی نہ کیا بلکہ ان کے حق میں دعائیں مانگیں اور طاقت و اقتدار حاصل ہو جانے پر بھی ان سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ دنیائے مذہب میں سے سب زیادہ ناقصافی اور ظلم اگر کسی پر کیا گیا ہے تو بالی اسلام پر۔ اور کوشش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام کو ایک خونخوار اور بیرحم انسان دکھلایا جائے۔ اور خواہ مخواہ دوسروں کو ان سے نفرت دلائی جائے۔ اس کا بڑا سبب یہ ہوا ہے کہ محمد کی لائف پر تنقید کرنے والوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ کرنے کی تخیلیت نہ کیا، انہیں کی۔ بلکہ کئی سنگین اور بے بنیاد باتوں کو سرمایہ بنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی، اگر وہ اسلامی روایات کو کچھ لیتے اور سچائی کے اظہار کیلئے اپنے اندر کوئی محجرات و ہمت پاتے تو وہ یقیناً اپنی اسے تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتے (حرا لند کور)

گملا دیوی بی، لے بیٹی

لے عرب کے پہاڑ پر مشرک ہیں جن کی مشکت سے سہتی پو جات گئی اور ابشر کی بھگتی کا وہ بیان پیدا ہوا۔ بیشک آپ نے دہرم سیکو کر میں وہ بات پیدا کر دی کہ ایک ہی عکے اندر وہ جرنیل کمانڈر اور جیت جیش بھی تھے۔ اور آتما کے سدبار کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ نے



عورت کی سٹی ہوئی عزت کو بچایا۔ اور اس کے حقوق مقرر کئے۔ آپ نے اس دُکھ بھری دنیا میں  
مخافتی اور امن کا پرچار کیا۔ اور اسیرِ فریب سب کو ایک بچہ میں جمع کیا۔ (اخبارِ اعلانِ دہلی، ۱۸۵۷ء)  
سوشیلہ بابائی

حضرت محمد صاحب نے ایک سے زیادہ ایسے کام کئے ہیں جن کی بدولت کمزوروں اور  
بیکیوں کو آج بھرنے اور ترقی کرنے کا موقع مل گیا۔ ایک فرقہ جس کی حالت قابلِ رحم تھی اور لوگ اُٹھا  
ہوئیوں کی حالت کچھ غلاموں سے بھی گئی گزری تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مردانِ فریب مجھے توں  
کو انسان ہی نہ سمجھتے تھے۔ محمد صاحب نے (خدا اُن کی مدد کو) لیکن دس لوگوں کو بتایا کہ مرد  
اور عورت انسانی جنس کے دو برابر کے حصے ہیں اور مرد و عورت کی، عورت مرد کی زینت ہے (حوالہ مذکور)

گاندھی جی

جبکہ مغرب توجہِ جہالت میں ڈبا تھا تو مشرق کے آسمان سے ایک درخشاں ستارہ ظہور فرمایا  
اور تمام مضطرب دنیا کو راحت اور روشنی بخشی۔ (حوالہ مذکور)

موتی لال مائٹرا ایم اے

پینیرا سہ ماہی نے اُتو حید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں  
(سالِ سولہوی دہائی، سیرجی الاول مسلمان پریس)

مفسرِ رازِ حیات سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامانِ نبی عالم کے تمام صفاتِ زندگی کی اُستفادہ  
صحیح تفسیر کرنے والی دوسری شخصیتِ عظمیٰ کے بیان سے ظاہر ہے کہ کوئی ادیشیں تھیں جو کمزور  
عرب کے کافروں نے اپنے عقائدِ باطل کی حفاظت کیلئے اس بت شکن پینیر کو نہیں دیں، وہ کوئے  
انسانیت سوز مظالم تھے جو عرب کے دزدلوں نے اس دم و ہمدردی کے شجر پر نہیں توڑے، وہ کوئے  
زہر و گدازِ رستم تھے جو جہالت کے گہوارے میں پٹنے والی قوم نے اپنے اس بچے اُدی پر روا نہیں کیے  
مگر انسانیت کے اس محسنِ عظیم کے زبانِ فیضِ تر جان سے بجائے بددعا کے دُعا ہی نکلی۔ غیر مسلم سوتلوں  
اور مصنفوں کی جہنموں نے قسم کھالی ہے کہ قلم اُنہیں لینے وقت عقل کو چھٹی دیدیا کریں گے اور انہوں  
پر تعصب کی عسکری رکھ کر برادار کو اپنی کج نگاہی کے رنگ میں رنگ کر نیلے سائے پیش  
کریں گے، آج کہیں چکا چوند ہو جاتی ہیں اور اُن کے گستاخ اور کج رقم قلوں کو اعتراف کرتے ہی  
نبی ہے کہ واقعی اس نفس کش پینیر نے جس شانِ استنار سے دولت، عزت، شہرت اور محسن کے  
طلسمی طاقتوں کو اپنے اُصول پر قرار کیا وہ ہر کس و نا کس کا کلام نہیں۔ عجب سرِ آلودہ بزدلوں نے

اپنے عقاید، طلب کی حفاظت کیلئے اس آفتاب حقانیت کے سامنے جس کی ہر کرن کمزور تھی ایک دور سے بالکل متضاد اور مخالفت راستے رکھ دیے اعلان کو اختیار دیدیا گیا کہ ان میں سے اپنی حبیبی جو راستہ چاہیں منتخب کر لیں۔ ایک طرف رنگین غرب کی حمیں سے حسین غور تیں، دولت کے بنا عزت و شہرت کی دستار قدسوں پر نشانہ کرنے کو تیار تھیں۔ اور دوسری طرف ذرۂ ذرۂ مخالفت کے طوفان اٹھارہ قتل کی دہکیاں دی جاتی تھیں آغا خان کے جلتے تھے۔ نجاستیں بھینکی جاتی تھیں۔ راستے میں کانٹے بچھائے جلتے تھے۔ بی بی عالم اس حقیقت غیر شائبہ پر شاہ عادل ہے کہ اس کے اوراق کو تزکیہ نفس کے ایسے نقید المثال مظاہرہ کا بیان کبھی میسر نہیں ہوا۔ اس حق کو ش بنیبر کو جس کا مدعا نفس پروری سے کوسوں دور تھا۔ دولت کی جھینکا اپنی طرست سوجھ بکھو کی شہرت کی طلسمی طاقت اس کے دل کو فریب دے سکی جس نے اپنی تلم دل آویزیوں کے ساتھ نظر التفات سے محروم رہا۔ انہوں نے بلا تاغلی فیصد کن پہچے میں کہہ دیا کہ آپ لوگ جائز اور مباح کو بھی میری گودیاں لاکر ڈال دیں تو بھی میں تسلیم حق سے باز نہ آؤں گا (سوانحی کشمیں رائے رٹھی ضلع حصار مشرق از اخبار صحیفہ حیدر آباد دکن نومبر ۱۹۳۷ء بحوالہ زمیندار لاہور)

جس وقت بھارت ورش میں مذہبی کمزوری اپنا پاؤں جا رہی تھی۔ اس وقت ویکے رگستان میں ایک مہمان پرش ایک عجیب غریب جھانبت کی تعلیم دے رہا تھا۔ ہر شہری سوامی دیانند اومان کا کار مصنفہ لالہ لاجپت رائے)

پنڈت وشنو نرائن نے دومان تقریر میں کہا کہ

دولت و عزت و جہاد و شہادت کی خواہش سے آنحضرت نے اسلام کی بنیاد نہیں ڈالی۔ شاہی ملج ان کے نزدیک ایک ذلیل و حقیر شے تھی۔ تحوت شاہی کو آپ ٹھکرانے تھے۔ دنیاوی وجاہت کے بھوکے تھے ان کی زندگی کا مقصد قوموت اور حیات کے ستلن اسم نہاد یوں کا پرچار تھا۔ (مدیر جہانگیر علی)

مہاشے منور مہاشے

آپ کو مال و دولت کے جمع کرنے یا امیر و رئیس بننے کی خواہش نہیں تھی بلکہ آپ نہایت درجہ سادگی پسند اور سیکرٹری لڑاچ شخص تھے۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوا تو موجود شاہد ہونے کے باوجود آپ کے پاس مال و زر نہ تھا نہ جائیداد تھی نہ ذاتی ریاست بلکہ اس وقت بھی معمولی حیثیت رکھتے تھے یہ وہ باتیں ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ دنیوی خواہشات کیلئے حضرت موصوفے کچھ بھی نہیں کیا، بلکہ جو کچھ کیا خدا کے حکم سے کیا اور خلوص کے ساتھ کیا۔ (حمادہ کھر)

## سوامی برج ترین سنیا سی

پیشہ بر اسلام نے ایک جنگ بھی جارجاٹ نہیں کی بلکہ ہر ایک موقع پر مدافعت لڑائی لڑنے پر آپ کو مجبور کیا گیا (حوالہ مذکور)

## لالہ میر چند لدھیانوی

بانی اسلام کے دشمنوں کی زبان سے اور ان کے افعال سے وہ ظلم برداشت کئے جن پر کفر سے کمزور آدمی بھی بگڑ کھڑا ہوتا ہے مگر بانی اسلام نے استدلال مقابلہ اور طاقت کے باوجود کبھی جواب میں زبان نہ اٹھایا نہ اٹھاتا پسند نہیں کیا۔ مگر افیس کرکپ کے دشمنوں کی زیادتی حد سے گزری جا رہی تھی۔ اور اندیشہ تھا کہ ظالم ان کے دودگا روں کی قلیل جماعت کو کچل ڈالیں آخر وہ مجسم بن جائیں جس کو خدا نے دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا، اس امر پر مجبور ہو گیا کہ تلواریں کے ذریعہ سے انہیں گول کی مضرت رسد یہ ایک ایسا آخری فیصلہ تھا کہ جس کے سوا اپنے گروہ کے بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی۔ ہر چند کہ بانی اسلام کی ذات والا صفات سزا پریم و شفقت تھی اور اگر بانی اسلام کے پس میں ہوتا تو سرزمین عرب میں خون کا ایک قطرہ بھی گرنے نہ پاتا۔ فرض جو لڑائیاں ہوئیں نہایت مجبوری کی حالت میں ہوئیں (حوالہ مذکور)

## لالہ سرواری لال

فائدہ جاہلیت کی نہ رہی آپ دہوا اور ایسے طاقت خیز احوال میں ایک شخص پرورش پا کر جوان ہوتا ہے اور اس کی حالت ہے کہ اس کے مقدس افعالوں نے کبھی شراب کو نہیں چھوا۔ آؤ سکی ایک شخص ایسی نسوانی حسن و جمال کی دلفریبیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ وہ کبھی قتل و غارت میں شریک نہیں ہوا۔ کبھی کسی کو ہمارا نہیں کہا۔ کسی کی دل آزاری نہیں کی۔ اس نے کبھی تبار بازی میں حصہ نہیں لیا اور لوگ جن گناہوں میں مبتلا تھے ان میں سے ایک بھی اس نے اختیار نہیں کیا۔ (حوالہ مذکور)

## حکیم چند کمار بی اے

عالم شباب میں آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ تازہ شادی کے بعد کئی کئی روز تک گھر سے غیر حاضر رہ کر تڑپنے لگے اور باخفت کشتی میں مشغول رہتے تھے۔ بی بی عائشہ صدیقہ کے سوا جتنی عورتیں آپ کے عقد میں آئیں سب کا سب بیوہ تھیں۔ ان حالات پر غور و فکر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نجات کی خاطر نہ تھے بلکہ کسی اخلاقی نوری کی ادائیگی کا خاطر تھے (حوالہ مذکور)

## لالہ لاجپت رائے

میں پیغمبر اسلام کو دنیا کے شے بہا پر خون میں بھجوتا ہوں (رسالہ مولوی رمضان ۱۳۴۲ھ)

## سوامی بھوانی دیال سنیا سی

جس وقت تمام ملک عرب میں جڑیں جہالت پھیلی ہوئی تھیں۔ اس وقت محمد صاحب کی ہی تہنا نجات تھی جس نے جیشال محبت و جہالت کے ساتھ قوم عرب کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ اور ہر طرح کی برائیوں اور بد پرستی کو چھوڑ کر خدا کے آگے سر جھکا دینے کی دعوت دی (رسالہ ایمان شیخ ضلع لاہور سکیکسٹ لاء) مسٹر بی۔ ایس کشا لیبی نے 'لے ڈی' اسی لندن ڈی ایسٹر مدرارس ضلع کوہگ آنحضرت کی کثرت از درواج کے متعلق بہتان باورھا کیا ہے لیکن یہ محض غلط ہے، جبکہ آپ نے کئی بیویاں کی تقدیر گزارنے کے بڑے رواج کو مٹانے کیلئے، اور ہر طبقہ کے عورتوں کو نکاح میں لاکر ان کا سہارا بن جانے کیلئے۔ اور لوگوں کو ترغیب دینے کیلئے کہ وہ بھی بیوہ، یتیم، غلام اور لاوارث عورتوں کو اپنے نکاح میں لائیں اور آپ کے نمونہ کی پیروی کریں، آپ نے اپنی نفسانی خواہش کیلئے نکاح نہیں کئے، آپ میں نفسانی خواہش کی کوئی بھی دلیل یا علامت نہیں پائی جاتی۔ (حوالہ مذکور)

## بابو مکٹ دھاری پر شا دہلی لے لے۔ ایل ایل بی ایل کیل گیا

حضرت محمد صاحب کی تعلیمات کی طرح حضرت محمد صاحب کے اخلاق بھی بہت بلند تھے (حوالہ مذکور) راجہ رادھا پر شا دہلی لے لے ایل ایل بی ایل آتے تیلو تھلو سیٹھ آپ کا رسول کریم کا ہر قول و فعل استقامت اور رستی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اور آپ کوئی قدم بھی اخلاق کے جائز ستیغ سے نہ تھا۔ (حوالہ مذکور)

## پنڈت بہاری لال شا استری ساکن اجمیانی

محمد صاحب کا جنم عرب کے مکہ مکرم میں اس سے پہلے کہ وہ دیش گھرانہ بیکار میں ڈوبا ہوا تھا اور وہاں کے رہنے والے تشریف لے کر ہندوستان آیا تھا اور وہاں پرستی کا شکار ہو رہے تھے۔ محمد صاحب نے ملک کے مذہب کو دھرم کا گھنڈن کیا اور نہ کسی پیشہ کو بڑا کیا۔ بلکہ تمام پیغمبروں کی عزت کو مٹا کر ہر ایک مذہب کی تائید کی، اگر اس وقت کے لوگوں نے خود غرضی میں چھن کر مذہب کے روپ کو جو چاہا تھا اس کو نظر نہ کیا۔ دھرم کا ٹھیک ٹھیک روپ بچایا۔ اخیر و شمس آپ میں پریم ان کے ساتھ بھلائی آپ کی قدیم تھی۔ حضرت محمد صاحب نے اپنے ملک کی دھماک حالت ہی درست نہیں کی بلکہ اپنے بچے کاغذ پانڈت دور کے سب کو ایک کر کے اہل بکری ہونی لگا اور عرب قوموں کو ایک ملک کو کے انہیں لیا

ایسا جوش بھرا کہ خانہ بدیش اور تمام گزائیوں کے جہاز و ب لوگوں نے اپنے ملک یا میندرت حکومت قائم کی جس کا رعب پاس برٹیس کے تمام بادشاہوں پر جم گیا۔ سو سال کے اندامد عربیوں کی حکومت کلال، مصر، افریقہ اور سندھ تک قائم ہو گئی۔ جاہل سمجھے جانے والے عربوں نے محدود کیا بدولت و قابلیت حاصل کی کہ یورپ میں تہذیب اور کئی اصلاحوں کے پھیلانے کا فخر انہیں حاصل اس طرح محدود صاحب کی بدولت عرب، عراق اور اس کے اس پاس کی قوموں کو دھارمک، سماجی و راج نیک اور آرٹھک سب طرح کا فائدہ پہنچا اور وہ دنیا میں مشہور ہو گئے۔ محمد صاحب نے زندگی پر بے غرض ہو کر اپنے ملک اور قوم کی بہاں تک سیوا کر لی کہ آپ اور اپنی اولاد تک کو نریمان کر دیا۔ حضرت محمد صاحب نے اسلام کو کوئی نیا دین نہیں بتایا بلکہ سب سوں سے یہ کہا کہ است ایکہ ستان ہے وہی اسلام ہے، یہ شروع میں بھی تھا۔ اس کا روپ بدل کر آج ہے۔ محمد صاحب نے اپنی جاتی والوں کو اپنا مسند پیش منشا شروع کیا تو لوگ دشمن بن گئے۔ جملہ جوں قریش ستانے گئے حضرت کا جوشن کام کے لئے دوتا ہوا گیا، لوگ ان کی جان کے گاہک بن گئے۔ تب یہ کہ چھوڑ کر دینے چلے گئے۔ کہ پرتھو کرنے کے بعد حضرت محمد صاحب نے اپنے دشمنوں کے اگنی تپا و اتیار چار کومحاکات کر دیا آپ بچوں سے پیار، غریبوں کی مدد، دین و دھرم کی سیوا، سب کا تھا انصاف کا جتنا کرتے تھے، دوسرے مذہبوں کا بڑا آور کرتے تھے۔ محمد صاحب کے گوں کا دشمن کیا جات تو کئی سال تک رخصی اخبار کے کام بھرت جاسکتے ہیں۔ ان میں آدھ گن سب مہاں تھے، ایشور و شواس اور سنگھن کی سنگھنی۔ آپ کے جیون پر کچھ اعتراض ہیں جو مستحب یوروپین پادریوں کی ایکاد ہیں اور ان کے خیال کو بغیر سمجھے ہندوؤں نے بھی انہیں اپنا لیا۔ ہمارے مانے میں تو محمد صاحب ہندو ہیج جنگ کو اخلاق اور ایثوری و شاس سے فخر کیا۔ اور سوشل انڈام پوٹیشل کام تلوار سے کیا۔ عرب لوگوں کے سماجک سڈار کے لئے نیچنی اگر لگائی تو کبھی بڑی نہیں ہو سکتی۔ ایسی سنگھنی ملک کے ہر ایک و کٹیشٹر کے ہے۔ جو لوگ مسلمان بادشاہوں کے ان ظلم و ستم کے حوالوں کو پیش کیا کرتے ہیں جو کہ انہوں نے غیر مذہب والوں پر گئے، امان کے ان میلے آئینہ میں حضرت کے ادریش کی تصور کو دیکھا کہتے ہیں ہم ان سے اتفاق نہیں کر سکتے۔ یہ کام پوٹیشل ہے۔ آجکل بھی مذہب کے نام پر تھمت اپنا آٹو سیدھا کرتے ہیں۔ وہ بادشاہ اپنے ان کاموں کے لئے خود ذتر داریں۔

آنحضرت نے کئی شادیاں ضرور کیں مگر یہ سب پوٹیشل ضرورت سے اسی طرح کیا گیا جس طرح سری کرشن بھگوان کو ہندوستان کی پوٹیشل حالت تک کرنے کیلئے کئی کئی دودھا کرنے پر پڑے

ان خادموں کو نفس کے لئے نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان دیویوں کی بھلائی، سب سرحدوں کو رشتہ دار بنا کر اپنے مشن میں سہا یک بنانا وغیرہ مقصد تھا۔ ہم نے جہاں تک آپ کے جیون پر غور کیا۔ آپ کو ایک مہاراجا دیش بھگت، ہنسار کا پرتکاری پاپا۔ دیہ پندت جی کے طویل مضمون کے جستہ جستہ فقرات ہیں یہ مضمون اخبار ریشنی میچر، کیم جی والی حلقہ میں شائع ہوا۔ یہ اخبار زیر اثر نری لال جگتا ندر شرن بی شلے ایل ایل بی شلے ہو رہا ہے)

**گانڈھی جی**

وہ (دوسری کیم) روحانی پیشا تھے۔ بلکہ میں ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ کسی روحانی شخص نے خدا کی بادشاہت کا پیغام ایسا صاف اور مانع نہیں سنایا جیسا کہ پیغمبر اسلام نے۔ (مالا یان پٹی شلے لاہور اگست ۱۹۴۷ء)

**کرسمہ ماراؤ**

دنیکے کل پیغمبروں میں حضرت محمد صاحب کو اپنے مشن میں لاجواب کا سایا بی ہوئی جو کسی دوسرے پیغمبر کو نہیں ہوئی اور یہ پیغمبر خدا کے اخلاق مطہرہ و اوصاف مسیدہ کا پیغمبر تھا۔

**ہنرمانش مہاراجہ نرسنگ گڈھ**

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سراپا عمل اور ایثار کا مرقع ہے جس نے زمانہ جہالت میں دنیا کی اصلاح فرمائی۔ اور اسے اپنی ان نمک کوششوں سے جگہ لگایا۔ جی و جہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا نام ساری دنیا میں روشن ہے۔ (مالا یان پٹی جون ۱۹۴۷ء)

**لالہ برجیو پن سروپ بھٹنا گریفر ڈیلا دی**

حضرت محمد کی زندگی انسانیت کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہے جس کے ساتھ ہی عمل سے لالہ ہے انہوں نے فرض شناسی اور خدمت انسان کی زندہ مثال پیش کی۔ انہوں نے تیس سال کے قبل درمیان صحت پرستی اور نیم پرستی شکار و درانیت کا سبق پڑھایا (پیشوا برجیو لالہ ۱۹۴۷ء)

**ڈاکٹر امبالال ایل ایم ایس**

آپ (دوسری کیم) بڑے دوداں تھے۔ اعلیٰ درجے کے سنی تھے تھے۔ آپ نبردست تھے تھے ان کا جیون سادہ تھا۔ (احمد ندر کر)

رائے بہادر پندت مکھن لال بی لے ایل ییل بی ایڈوکیٹ قصبہ رادہ کراج اجیر

حضرت محمد نے جو حق "خدا تعالیٰ ایک ہے" یہ آواز بلند کیا۔ تو اس وقت ہندوستان

ایران، عرب و عجم میں ہر جگہ بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ بلکہ خدا کی ہستی سے لوگ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اتہ ہی اتہ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے حضرت محمد کو فرمایا کہ ثابت کر دو کہ خدا تعالیٰ واقعی ہے  
لالہ امیر حیدر کھنہ خرٹٹ ماہر انکم ٹیکس جو نامنڈی دہلی (حوالہ مذکور)

حضرت محمد صاحب خدات غفلت کے سب سے بڑے علمبردار تھے۔ جیسا کہ ان کرشن نے گئی میں اشور کی طرف سے ایک مشہور وعدے کا ذکر کیا ہے جس کا ترجمہ طے فیضی نے یہاں کیا ہے۔  
جو بنیادوں میں ست گرد ہے نہ نائیم خود را جھل کے

اس وعدہ کا الفاظ حضرت محمد کے وجود سے کیا گیا (حوالہ مذکور)

لالہ نایک حیدر ناز جرنلٹ لاہور

دنیا کی عقل پرستوں میں ہیں ان (دہلی کریم) کا دور جس کی سے کم نہیں (حوالہ مذکور)

پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق ایم لے لیکچرار الہ آباد یونیورسٹی

میں حضرت پیغمبر اسلام کی بشت کو ان کی شخصیت انسان کے کا نامہائے زندگی کو تخلیق کا ایک معجزہ سمجھتا ہوں (حوالہ مذکور)

پنڈت امر ناتھ زتشی دیال بانغ اگرہ

سیرت نبوی کو بغیر غور و دیکھنے سے یہ بات آسانی نہیں لیں ہو جاتی ہے کہ پیدا بشت سے بکر وفات تک ہر حال میں آنحضرت کو مینہ بھی حاصل ہی ہو کہ لازم نبوت ہے (حوالہ مذکور)

ماسٹر شیو چرن داس پریزیڈنٹ دہلی پریوٹیل ٹیچرز ایسوسی ایشن

آنحضرت نے اس مرتبہ کو اپنی خدا پرستی، استقلال کامل اور روحانیت کی وجہ سے حاصل کیا (حوالہ مذکور)

ڈاکٹر جے کارام برہما

حضرت محمد نے اخلاق عالیہ کی تلقین ہی نہیں کی بلکہ ان اصولوں پر عمل بھی فرمایا۔ ان کی زندگی پیشہ و ترقیاتی کی زندگی تھی۔ (حوالہ مذکور)

پنڈت ہر دے پرشاد

اگر کوئی مجھ سے دریافت کرے کہ حضرت محمد کون تھے تو میں اس کے جواب میں براہ کھوں گا کہ آپ اپنے زمانہ کے بہت ہی بڑے بزرگ اور پیغمبر اور حیدر اور حیات کے علمبردار، سچائی کے دلوں کو اور ایک ایسے شخص کے ہمتار تھے آپ کی اصلاح قابل داد تھی۔ اور دنیا قیامت یاد رہے گی۔ (حوالہ مذکور)

شیام سندھ ادیش و سالہ پانینہ لاہور

پیشوا اسلام کی اولوالعزمی، فخری اثبات کے لئے مسیحیوں میں بہت پریم ہے۔ (حوالہ مذکور)

پنڈت دھرم دیو شاستری

اسی ملک میں کہ حضرت محمد صاحب نبی نور انسان کے بھلے کیلئے تھے (حوالہ مذکور)

ہماتما ناراین صاحب سوامی پر دامن انٹر نیشنل نارین لیگ دہلی

گیتا میں جیسا کہا گیا ہے کہ جب خرابیاں مدد سے متجاوز ہو جاتی ہیں تو ان کے دور کرنے کے

لئے سدا کوں کا جنم ہوا کرتا ہے۔ اسی اصول کے تحت حضرت محمد کا جنم ہو گیا۔ (حوالہ مذکور)

لالہ سدا سکھ لال

محمد صاحب اپنی فصاحت و بلاغت سے اکثر شکستے عرب کو نریا کرتے تھے (تالیف ہند)

شوق ہے پرکاش دیو جی پرچارک براہمنہ دھرم

ہم محمد صاحب کو ان بے باخیزات کو بروہی نسل انسان کی پیروی کیلئے بجا مانے چلا کر احسان نریش

نہیں ہر سکے۔ (سوانح عمری محمد صاحب)

ٹی، ایل، اوسمانی

محمد کی زندگی تمام وعظیات و پچھلے سے پڑ ہے۔

پروفیسر ایشوری پرشاد

محمد صاحب امن و امان کے خواہ تھے۔ وہ لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ خدا کی عبادت کرو اور

نیک کلام کرو۔ (تالیف ہند)

بھگت راؤ ایدو کیٹ کوہ مری

مری ماہی پندہ ہی مہاراج، بیگوان سری کرشن ہی، اگر ہم ایک دوسری، حضرت موسیٰ اور حضرت

عیسیٰ پر روحانی بادشاہ تھے۔ اور میں کہتا ہوں کہ ان میں ایک روحانی شہنشاہ بھی ہے جس کا لقب

نہم محمد تھا۔ جس کے معنی ہیں مہلکے مجھے ہیں اور جس کی پوزیشن ان کے متعلق کچھ کہنا ہے۔ اس میں شک نہیں

کہ ہر ایک دیندار مرنے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا۔ مگر حضرت محمد صاحب نے دنیا پر ان خدا احسان کئے ہیں جنکی

مثال نہیں مل سکتی (نثر زبان ہند مثلاً)

پنڈت سیتا دھاری

پیشوا نے دین اسلام حضرت محمد کی زندگی دنیا کو دنیا کی تیسری سب سے بڑھاتی ہے اور تقریباً حضرت



کی زندگی ہر حیثیت سے دنیا کے لئے سبق آموز ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ سمجھنے والا دلغاہ محسوس کرنے والا دل ہندو معجزات اسلام سے ہے

لالہ رلم لال ورمادٹیر اخبار تیج

مہر پریت، اخوت، مساوات یہ عظمتیں ہیں جو حضرت محمد نے نبی نوع انسان کو عطا کئے ہندو فاضل چیلونکر وکیل اکولا سابق سکریٹری ہندو مہا سبھا نے مریض بلڈاڈ (علاقہ برار میں تقریر کرتے ہوئے کیا ہے۔

پیغمبر اسلام کی ہشت ایک ایسے آفتاب عالمیاب کا ظہور تھا۔ جس کی ضو فلک شاعروں نے ضلالت کا ظلمت کو چشمِ زندہ میں سمندر کر دیا۔ رمل عرب نے سب سے پہلے وحدانیت کی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کیا (مختار حیدر دکن حیدر آباد۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۲ء)

ماسٹر شیو چند اس پرینڈنٹ دہلی یونیورسٹی ٹیچر زالیوسی ایشن دہلی

آنحضرت نے اس وجہ کو اپنی خدا پرستی، استقلال کا ل اور روحانیت کی وجہ سے حاصل کیا۔

(پیشوا برج الاول سنہ ۱۳۵۱ھ)

لالہ راجندر بی لے ایل ایل بی پرینڈنٹ آرڈر میں لکھ سبھا لاہور

وحدانیت و مساوات یہ دونوں بے پناہ اصول دنیا کو حضرت بانی اسلام نے دیئے محمد علیہ السلام انسانی جماعت کے صحیح رہنما اور ہادی ہیں۔ جب تک وحدانیت اور مساوات کے اصول سے بھٹا اصول دنیا کو دستیاب نہیں ہوتے اسوقت تک فیضِ رسالہ کا سہرا محمد علیہ السلام کے سر رہے گا۔

(معجزات اسلام ص ۶۷)

رسول کریم کے متعلق بدھ فضلاء کی رائیں

یوکیاؤ واکٹٹ (بدھ لیڈر)

میں حضرت پیغمبر اسلام کو خراجِ عقیدت ادا کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کوئی شخص جو حضرت پیغمبر اسلام کے حالاتِ زندگی پڑھے وہ آپ کے شاندار کاموں پر جوشِ خمیں کا اظہار کئے بغیر نہیں سکتا حضرت محمد کی زندگی از حد بصورتِ زندگی تھی۔ اور قابلِ تحسین کاموں سے ہمیریز (پیشوا برج الاول سنہ ۱۳۵۱ھ)

مشرائین نے لکھا تھا کہ آفتِ برہما

ہندوؤں اور یوہوں کی مذہبی کتابوں کی مطابق جب کبھی دنیا کو ایک علمِ عظیم کی ضرورت تھی

ہوتی ہے ایک مسلم جیل مبعوث ہو سکتا ہے۔ حضرت محمدؐ کو ایسے ہی متعلقہ جیل تھے۔ حضرت محمدؐ نے محمدیت کی تخلیق نہیں فرمائی بلکہ بتائی اور اس کے اصولوں کا اعلان فرمایا (حوالہ مذکور)

پیشوائے اعظمؒ بڑھ مذہب الگ تو ننگ صاحب

حضرت محمدؐ کا حضور نبی کریمؐ انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا، لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی اصلاحات غیور سے چشم پوشی ممکن نہیں۔ ہم دینی لوگ حضرت محمدؐ سے محبت کرتے ہیں اور اُن کا احترام کرتے ہیں۔ (مجموعہ اسلام ص ۶۶)

## رسول کریم کے متعلق سکھ فضلاء کی رائیں

ماسٹر تارا سنگہ ریٹائرڈ سکھ لیگ

جب کوئی مجھ سے یہ کہتا ہے کہ حضرت محمدؐ صاحب نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلا دیا تو مجھے اس شخص کی کچھ بھی پریشانی آتی ہے۔ (اخبار ایمان دہلی، ۲۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

سر وار جوند سنگہ

دنیا میں آنحضرتؐ رسول عربیؐ پاکیزہ زندگی کا بے نظیر مثال ہیں۔ (مدنیہ جولائی ۱۹۸۳ء)

سر وار رام سنگہ امرتسری

محمدؐ صاحبؐ دنیا میں اگر بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ

اعلیٰ درجہ کے ریاضت و راد اپنے وقت کے بڑے غریب پشوا تھے۔ آپ نے عرب کے بت پرستی اور ہم پرستی

کو دھکیا۔ اور بھی بہت سے کام آپ کی زندگی سے وابستہ ہیں، آپ نے عرب کے غلامی کی انسانیت کو

دھم کو شامیا۔ اسلام کے پیروں کو غلامی کو آزاد کرنا بڑا کام ہے، کوئی شخص پیدا ہوا ہی غلام ہونے

کی وجہ سے امام یا حلیف بننے سے محروم نہیں ہو سکتا۔ سب پہلے دنیا کو آپ ہی نے جمہوریت سے

آشنا کیا۔ اور وطن کے متعلق فرمایا کہ وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ وطن والوں سے محبت کرنا

ایمان ہے اور اہل وطن سے خدا کی یا نفرت یا ترک تعلق کرنا ایمان نہیں ہے۔ اس تعلیم کا آپ نے یہودیوں اور کافروں

سے مساجد کے کھادوں سے محبت و دروہاری کا سلوک کر کے مسلمانوں کیلئے ایک اعلیٰ نمونہ بھی

تعلیم کر دیا (مولوی رفیع الدین صفحہ ۶۱۴)

سر وار کشن سنگہ (اور گرو نانک صاحب)

اس مہشت کے بڑے معجزا راضی پر ایک جدید تہذیب و دینی کا ظہور ہوا۔ پھر تیار وہ عجیب خیزا رہے

کہ اس تہذیب کے بانی وہی لوگ تھے جو کچھ دنوں پہلے بالکل دشمن تھے۔ اور تہذیب کی ہوا ان کو چھو بھی نہیں لگی تھی۔ وہ لوگ دن رات شرابیں پیتے تھے۔ اور آپس میں کشت و خون کے سماں کا کوئی کام نہ تھا۔ معمولی بات پر بھی قبیلے کے قبیلے کٹ مارتے تھے۔ لڑائی کی ولادت اس قدر تنگ خیال کہانی تھی کہ پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیا جاتا تھا۔ غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی کوئی حد نہ تھی جہالت کی انتہا یہ تھی کہ دادا پر دادا کا بولہ پڑنے پر پوتے بیٹے تھے۔ ان حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی معمولی تعلیم کا اثر نہ تھا بلکہ حضرت محمد صاحب کو خداوند عالم کی طرف سے خاص ودود ہل نہیں تھیں کہ باوجود ان کے غیر تعلیم یافتہ ہونے اور اس سوسائٹی میں نشوونما پانے کے ایسی کایا پلٹ کر دکھائی کہ جس سے ہم پرمان لینے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد صاحب ضرور بندگان خدا کی ہدایت کیلئے خدا کے بھیجے ہوئے تھے (آگے کہتے ہیں) حضرت محمد صاحب کی شخصیت عظیم شخصیت تھی چنانچہ ہمارے آقا سردار گردانک صاحب جن کی ترکیبی روحانی اور مادی انہی نے لاگ انصافیت پر مبنی تعلیم کو ایک دنیائے نیا، انہوں نے حضرت محمد صاحب کی سیرت کے مطالعہ کے بعد ان کی تعریف میں جو دو بات لکھا ہے وہ اس پر ولادت کرنا ہے کہ حضرت محمد صاحب کی شخصیت دنیائے تمام انصاف پسند اور غیر متعصب مذاہب میں بھی پسندیدہ اور مقبول رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے۔

دُشمنانہ دُشمنی دُشمنانہ رسول      تاکہ قدرت دیکھ کر خودی گتھی بھول

(غالبین ہند ۱۱)

## اسلام کے متعلق فضلاءِ یورپ کی رائیں

میر وائل مصنف ہسٹری آف دی اسلامک پیپل

رسول کریم نے مسلمانوں کو ایسے مذہب کے شیرازہ میں منک کر دیا کہ جس میں صحتِ خداوندی واحد پرستش اور مادی نجات کی تعلیم تھی اور عملِ شریعت سے یہ وادہ کر دیا۔ اور اس قانون کا عمل بنادیا جو ہر زمانہ میں یکساں منفعت کے ساتھ نافذ اور ملکہ ہو سکتا ہے۔

پروفیسر مارس

کوئی چیز عیسائیوں کو اس فضیلت و رغبت کے خدق سے جیسوں لوگ پرے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اُس آواز کے کہ جو سرزمینِ عرب میں فارحہ سے آکر رسول کو لائی تھی برحق اللہ تعالیٰ

ڈاکٹر لیڈیان

مذہبِ اسلام کے استغادات کج بھی اُن کا اثر دیا ہی نہ تھا جیسا پہلے خدا (تعالیٰ) عرب

ہاں شکرتے ہیں ایک ایسی چوری فہرست اُن اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانوں میں بطور مقبولوں کے مانجے ہیں اور بلا غور و خاندیکہ جاسکتے ہیں کہ ان مقبولوں سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملی زندگی کی طرف راغب اور بہتری سے بچانے کیلئے نہیں ہو سکتا۔ (تمذّن عرب)

روئے زمین کے تمام مسلمان اپنے مذہب کو ان وہ چھوٹے بھلوں میں بیان کرتے ہیں جن کا انحصار اور جن کی جامعیت حیرت انگیز ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (حوالہ مذکور)

### ٹاکسٹریک ٹیلر

ازلیقہ کے جن وحشی مقامات پر اسلام کا سایہ پڑا وہاں سے زنا، غار بازی، دختر کشی، عید منگنی، قتل و غارتگری، وہم پرستی، شراب خوردی وغیرہ وغیرہ ہمیشہ کے لئے جاتی رہی مگر اُسے ملک کے دوسرے حصے پر کسی غیر اسلام مذہب کے قدم جایا تو ان لوگوں کو زنا کی مذکورہ بالا میں اندازہ مانج کر دیا۔ (سینٹ جیمز گزٹ لندن ۸ اکتوبر ۱۹۵۷ء)

### مشرانجی۔ جی ویلز مورتخ انگلستان

محمد سے قبل عربوں کا ذہن و دماغ مٹی پر چرہا تھا۔ وہ مشاعری اور مذہبی مباحث میں مبتلا تھے مگر پیغمبر اسلام کے مبعوث ہوتے ہی اُن کی قومی اور نسلی کامیابیوں نے ان میں وہ ولولہ پیدا کر دیا کہ تھوڑے ہی دنوں کے اندان کے ذہن و دماغ میں وہ روشنی اور ہمک دکھ پیدا ہوئی کہ دنیا میں کی بہترین دھم کے لگ بھگ پہنچ گئی۔ یعنی اُنہوں نے ایک نئے نیا دیا اور قوت از مہم کے ساتھ علم کے اس ذخیرہ کو باقاعدہ نشو و نما دینی شروع کی جس کا کلام نیا نیا نیا نے شروع کیا تھا اور شروع کر کے چھوڑ دیا تھا۔ ان عربوں ہی نے انسانوں کے اند سائنس کی تحقیقات کی تحریک کو از سر نو زندہ کیا۔ موجود دنیا کو علم و افتاد کی جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں وہ عربوں کے فضلے ہی ہیں۔ تاریخ تمام اعلیٰ ترین علم اور فلسفے کی جڑ بنیاد ہے اور یہی حضون تاجس میں اولین عرب مصنفین نے امتیاز حاصل کیا۔ ہسکلم میں فلسفیانہ معلوم کا عظیم اثر ان اخبار لک گیا تھا۔ لہو۔ کوثر، بغداد، قاجارہ، قرطبہ میں عظیم اثر ان یونیورسٹیاں قائم تھیں مان یونیورسٹیوں نے چارہنگ علم میں اُجالا کر دیا۔ اسلامی فلسفہ کا رنگ و روغن جاسمہ قرطبہ ہی کے فضلے سے پیرا اور افسوسہ وادہ خالی اٹھایا کی یونیورسٹیوں پر چھا۔ بلکہ ہویں صدی تک علم الحساب میں صفر کا پتہ تک نہ تھا مگر انشا میں ایک عرب اہل علم یا مہاتمت محمد امین موسیٰ نے صفر ایجاد کیا۔ اسی نے سب سے پہلے اندیشہ ہستیاں کیا اور غور و انداز کی قیمت کا تعین اُن کی حیثیت کے مطابق کیا۔ تجربہ انہی کی چھایا کی ہوئی چیز ہے،

ستاروں کے علم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ علم نجوم کے متعلق بہت سے آلات بنائے جو کچھ ممکن ہوتا تھا ہوتے ہیں۔ فن ادویہ میں وہ یونانیوں سے بہت بڑھ گئے۔ انہوں نے جو کتاب الادویہ عرب کی تھی وہ آج تک جون کی توں سحر مند ہے۔ ان کے علاج کے بہت سے طریقے ایسے تھے جن پر آج تک عمل کیا جا رہا ہے۔ ان کے جملہ رے جس کو نئے والی دواؤں کا استعمال جانتے تھے۔ اور دنیا میں خشک سے خشک جو جراثیم حمل ہوئے ہیں ان میں ان کے آپریشن بھی شامل ہیں۔ اسی طرح کیمیا میں انہوں نے نہایت عمدہ ہستیا کی اور بہت سے نئے مادے اور نئے مرکبات مثل الکحل وغیرہ دریافت کئے۔ فن تعمیر میں بھی وہ دنیا سے باڑی لے گئے۔ اور ہر قسم کی دھات سے کام لے لیتے تھے۔ اسی طرح پارچہ پانی میں کوئی آن سے آگے نہ بڑھ سکا۔ وہ رنگ آمیزی کے گروں سے بھی واقف تھے اور کاغذ کی صنعت بھی انہی کی رہی ہے (الان دہلی مئی ۱۹۲۶ء بحوالہ اسٹارٹ رائٹ انڈیا)

### سٹرولڈرسن

حضرت محمد کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے وہ ایک جامع مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتب بینی قرآن پاک پر مبنی ہے وہ شخص کے ساتھ توحید کا نہ چسپے۔ (پیشوا ابی الاولیاء محمد) پروفیسر مارلسن

کوئی چیز عیسائیوں کو اس فضیلت اور گمراہی کے خندق سے جمیں وہ گر پڑے تھے انہیں بحال نہ کھڑا تھی۔ جیسے آواز کے جو سزمن عرب کے غار حرا سے آئی۔ اعلا کلہ اللہ جس سے یونانی انکار کرتے تھے اس آواز نے دنیا میں پیدا کیا۔ اور ایسے علمی میرا یہ میں کیا جس سے ہنر ممکن نہ تھا۔ جیسے انسانیت اور وہ مسلمانوں میں ہے شاؤ فادہ کی کسی قوم میں پائی جاتی ہے (مذکرۃ المسیح)

### ڈاکٹر کلارک

حضرت محمد کی تعلیمات ہی کو یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں (میزان التبحر ص ۱۳۵)

اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے (آؤٹ ہیکل جرنل از معجزات اسلام ص ۲۶)

مذہب اسلام کا وہ حصہ جس سے اُس کے بانی کی طبیعت صاف معلوم ہوتی ہے نہایت کامل اور غایت درجہ شرف ہے اس سے ہماری مراد اس کی اخلاقی نصیحتیں ہیں (جیمز اسٹونیکلو پیڈیا) اسلام کی تعلیم کی بڑی فضیلت، عزت و اہمیت اللہ تعالیٰ ہے۔ محمد کا اسلام کامل مذہب ہے

جس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلامی تعلیم بالکل خالص ہے، قوانین و آئین مسلمانوں کی رو سے دنیا پر واجب ہے، کہ دنیا پر آپ نے تہذیب و تمدن کا جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اسکو کبھی فراموش نہ کیے۔  
(جو اکبر بولت۔ از معجزات اسلام ص ۴۴)

## اسلام کے متعلق ہندو فضلاء کی رائیں

### لالہ شیا م ناتھ ایم اے دہلوی

جامعہ اسلام نے جہاں بے شمار اصلاحات اور نئی نوع انسان کی خدمت میں شغف کا اظہار کیا۔ وہاں انفراد غلامی کے متعلق بھی اس کی مساعی بہت قابل قدر اور قابل توصیف ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی لعنت اگر کوئی چیز ہے تو یہی غلامی۔ خدا جلنے کس منوں ساعت میں اس سوار چنے جہنم لیا تھا کہ ہزار ہا برس گزر جانے کے بعد اب تک کسی نہ کسی حصہ عالم پر اس کا وجود نظر آ رہا ہے۔ آپ نے (رسول کریم نے) غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین شروع کر دی۔ یہ بھی دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلا آواز تھی۔ غلام ایک انڈل ترین مخلوق سمجھے جاتے تھے۔ عزت اور سلوک تو ایک طرف کسی آسائش و آرام کے بھی مستحق نہ سمجھے جاتے تھے۔ سب سے پہلے مسلمانوں نے اس طرف توجہ کی اور جن چول مسلمانوں کا اعتقاد اور ان کا دائرہ اثر بڑھ گیا۔ غلاموں کی حالت بھی سنوئی گئی (رسالہ مولوی پٹی بریج الدل ص ۱۳۴)

### ماسٹر شکر داس گیلیانی ہیڈ ماسٹر ڈل سکول ضلع لائل پور

آپ کی تعلیم میں جس بہت سی خوبان نظر آتی ہیں جن کو دیکھ کر بے اختیار آپ کی تعریف کرنے کو ہی چاہتا ہے۔ اگر آپ کچھ کہتے صرف خدا پرستی، اور مسلمات کی تعلیم پر اکتفا دیکھتے تو بہت کچھ تھا اور اتنے ہی دنیائے ان کے قدموں پر عقیدت کے پھول پھلا دے کرتی۔ مگر اب جبکہ آپ کی تعلیمات میں توحید تقویٰ، یکنی، پارسائی، محبت، رواداری، اور عورتوں کے حقوق، آزادی وغیرہ چیزیں بھی نظر آتی ہیں تو ایسی حالت میں ان کی تعریف سے چشم پوشی کرنا ہٹ دھرمی اور بدترین تعصب (جو انہیں)

### لالہ دیش بندہ ہوا ایڈیٹر اخبار شمع دہلی

حضرت محمد صاحب کی پوری زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملا کہ آپ نے کسی قوم کو قوم کسی ایک شخص کو مجبور و سب میں داخل کرنا تو کیا کبھی کسی کو اسکی اجازت بھی دی ہو۔ خیر یہ تو مذہب میں مثال کہنے کو نہ کہنے کا معاملہ تھا۔ مسلمانوں کا سلوک غیر قوموں کے ساتھ اتنا روادارانہ رہا ہے کہ انکی مثال

کسی دور نہیں ملتی۔ ہمسایہ جہاد جس کو بڑی صورت میں پیش کیا جاتا ہے اُس میں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب فوج میں بڑھیں تو راہ میں کسی نقصان نہ پہنچائیں۔ دشمن کو پہلہ دینے میں بخل نہ کریں، غمور آن بیاروں، بچپن، بوڑھوں اور بچاریوں سے تعرض نہ کریں۔ یہ کتنے اعلیٰ احکام ہیں۔ جنگیں ہمیشہ ہلتا ہی ہیں اور ہوتی رہیں گی مگر کسی قوم نے دشمن پر کبھی رحم نہیں کیا اور رحم کیا پوری سنگدلی سے لڑا، جلا یا اور برباد کیا مگر حضرت محمد کے وقت میں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی۔ (حوالہ مذکور)

### لالہ رام لال اور باقیام مقام اڈیشہ اخبار تیج دہلی

ہم نے تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور خال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے گویا کہ اسلام کی نشر و اشاعت اور اسکی بقا و ترقی کا انحصار تلوار پر ہے۔ ایسا کہنا خود اسلام کی ترویج کرنا ہے اس غلط اور شرذبہ انگیز عقیدہ کے حامیوں نے حضرت محمد صاحبِ کرم کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور صداقت سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ اسلام میں تلوار کی جگہ ہے وہی جو کسی مذہب میں ہر جگہ ہوتی ہے۔ اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے مگر صرف وہیں تک جہاں تک کہ صفا اور سچائی کی حفاظت کیلئے ضروری ہے۔ اسلام میں اس کی فحاشی اور صلح و دوستی کی جگہ تلوار سے کہیں بلا تہ ہے۔ اسلام تلوار کا نہیں بلکہ اس کا پیغام ہے۔ (حوالہ مذکور)

### مسٹر نائیدو

محمد کو جس مذہب کی تبلیغ کے لئے مبعوث کیا گیا تھا، یہ نصیب اُس کا عجیب و غریب پہلو تھا محمد کے اہل وطن نے سسلی پر حکومت کی اور سبھی اسپین پر سات صدیوں سے زائد تک کوں لمن الملک بجایا لیکن انہوں نے کسی حالت میں بھی رعایا کے حق عبادت و پرستش میں دست اندازی نہیں کی وہ عیسائیت کا احترام ہستے کرتے تھے کہ قرآن کریم انہیں غیر مسلموں سے رفا داری کا پرتو کرنا سکھاتا تھا۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذہب کم و بیش ایسا ہی اعلیٰ النفس کی تعلیم دیتے ہیں، مگر اسلام اس بارے میں سب سے آگے ہے، یہی نوع انسان کی خدمت تعلیم اسلام کا سرکاری امتیاز ہے اسی نے اسلام نے عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے دہرو پیش کیا ہے۔ دنیا اس اصول کی پیروی کرنے سے خوش حال ہو سکتی ہے (اخبار الامان دہلی ۱۹۳۲ء جلد اول صفحہ ۱۹۳۲)

### گاندھی جی

اسلام اپنے عروج کے زمانہ میں غیر رفا دارانہ نہ تھا۔ اس نے تمام دنیا سے خلیق حسین حاصل کیا تھا (حوالہ مذکور)

## رامنند ستیاسی سکری آل انڈیا دلت ادھار سجادہ

اسلام کو سب سے بڑی نعمت جو حضرت محمد صاحبؐ مطلقاً وہ لاشعرب خدا کی پرستش تھی اور  
اس چیز نے ابتدائے اسلام کو حیران کن کامیابی دی۔ (حوالہ مذکور)

## ڈاکٹر ایس ستیا رام ایم اے

دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے۔ اسلام نے ایشیائی تہذیب کی روشنی کو  
اونچا کر رکھا تھا۔ یورپین زیادہ تر تعلیم حاصل کرنے کیلئے مسلمان استادوں کے پاس گئے۔ سکونپ  
جس کے بانی بابا نانک اور گردو گوبند سنگھ جی ہیں اور بنگال کا فرقہ ستیا رام دانا اسلام پر کی بدولت  
ظاہر ہوا۔ (رسالہ مولوی دہلی بیچ الاول ۱۳۳۵ھ)

## لالہ راجپت رائے

اسلام کی وحدانیت کیا تھی۔ ایک آتش خیز میاؤں تھا جس کی آہنی ہوئی ہر کسان سے نہ بچنے  
بھڑی۔ نہ آتش پرستی بھڑی۔ نہ انسان پرستی بھڑی، نہ عیسٰی پرستی بھڑی۔ جہاں تک یہ سچ بچے دلتے  
ہیں صفائی کوئی چلی گئی (سہرشی دیا سند امدان کا کلام مصنفہ لالہ راجپت رائے)

## لالہ مہر چند لدھیانوی

بانی اسلام کی تعلیم میں اُلفت و محبت، رحم و شفقت، عفو و کرم کا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے  
(مدنیہ جولائی ۱۹۳۳ء)

جنگل عرب میں نے جب حضرت محمد صاحبؐ کے ادریشوں پر مل گیا تو مدی مغربی ذلیح کے استاد بن گئے  
(سند غری گردو گوبند سنگھ ۵)

## پنڈت کرشن گوپال بی اے اڈیش بھارت سماج پارٹی

سندھ کی اصلاح میں عیسٰی کا یہاں اسلام دھرم کو چھوٹا ہے کسی دھرم کو نہیں ہوئی۔ تاریخ  
کے پڑھنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام کا چمکنے سے پہلے پرہ بچھم میں دھرتی کے گنگا میں چھاپا  
تھیں۔ اسلام نے ایشیائی بھگتی کا سبق دیا۔ اسلام دھرم کی دوسری خدمت استریوں کا پران ہے۔  
تاریخ پر مٹھنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ شہ عیسٰی استریوں کی حالت بڑی تھی، ہر دیش  
میں ان کی دشا قابلِ رحم تھی۔ ان کا کوئی حق نہ تھا۔ اور ان کی کوئی عزت نہ تھی۔ اسلام نے استریوں کو  
عزت دی۔ اسلام کی ہر ایک تعلیم منش کی فطرت کے مطابق ہے، اسلام نے ایسے انداز سے ہر دیش  
اور آتما کو سدھارا کہ جدیدوں کی گمراہی ہمیشہ میں مٹ گئی، اسلام دھرم کا ایک سب سے بڑا اسباق ہے



کہ اس نے اسیر و غریب اور یتیم اور شہر کو ایک صف میں لا کھڑا کیا۔ اسلام سے پہلے فریوں کی کوئی حیثیت نہ تھی، ہر ملک بالدار آدمی غنت کے انگ سے ہونے لگا۔ (پیشوا صفحہ ۱۳)

بابو مکٹ دہاری پر شاہ دہلی نے ایل ایل بی وکیل کیا۔

محمود صاحب کی بے انتہا عمدہ تعلیمات و اخلاق کے ہی یہ کہنے ہیں کہ اسلام اب تک تاج ہے اور مجھے یہ اقرار کرنے میں کچھ بھی باک نہیں ہے کہ محمود صاحب کا مذہب ہی اپنی تعلیمات کی بنا پر آج دنیا میں بے زیادہ عالم پسند مذہب ہے۔ (ایمان - صفحہ ۱۹۲۵ء)

راجہ رادھا پور شاہ سہنا بی ٹالے۔ ایل ایل بی آف تیلو تھو اسٹٹ

میں آج تک اپنے مذہب کی کتاب میں اور دوسرے مذہب کے باغیوں اور بڑے بڑے رفقاءوں کی تعلیمات پر بھی ہیں۔ ان میں مجھے کہیں بھی مصلحت کا آثار نہ دست اور کھلا حکم موجود نہیں ملا جتنے صاف اور بغیر گچھے ہوئے الفاظ میں آنحضرت نے اس کی ہدایت فرمائی ہے۔ مختلف قوموں اور نسلوں اور مذہبوں میں ایک اخراج کا رشتہ قائم کر دینا آنحضرت کی ہدایت سے پیشتر ناممکن کہیں اور کہیں دیکھا گیا۔ (حوالہ مذکور)

مشرقی آسہنا ایم، لے میب برما

اسلام کا دنیا کو سکے بڑا خدا ایک پرستش ہے۔ اسلام خدا کو ایک ذات اور بے شریک منت ہے۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسلام پاک و صاف کپڑوں اور پاک جسم کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بغیر وضو کے نماز جائز نہیں۔ ڈاکٹروں کی طائے ہے کہ آنکھ اور ناک کے بہت سے امراض ان کو نجس اور ناپاک رکھنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جسم کے ۷۰ ایک ونونو فصل کافی نہیں۔ چند گھنٹوں کے بعد وہ اپنی امراض کے جراثیم ہمارے بدن پر آ بیٹھتے ہیں خاص کر ان حصوں میں جو کپڑوں سے باہر رہتے ہیں۔ وضو ان اعضا کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ رمضان کے روزے دکھاتا ان سے روحانی اور جسمانی فوائد دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے ڈاکٹروں کی طائے ہے کہ بہت سی بیماریاں جسم کے اندر ایک قسم کے نمبر کے جمع ہو جانے سے ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر ہدایت کہتے ہیں کہ ہر باہمی نمبر سے بیکر صاف دل تک نافذ کرنے سے اچھی ہو جاتی ہے۔ اس حکمت کا نام ہمارا طب میں نیچرل ہیجینی یا قدرتی علاج ہے۔ اسلام نے اس علاج کو مذہب کا جز بنا دیا ہے (حوالہ مذکور)

پنڈت سندر لال

ان کی (رسول کریم کی) پیغمبرانہ جد و جہد اور تصدیق عمل کو میں دوسرے سرور زمین کے الفاویا

بیان کروں گا۔ ریویژنڈ ڈبلیو، اسٹیفنس اپنی کتاب دی بائبل اینڈ دی قرآن میں لکھتے ہیں۔ جو  
 بُرائیاں آپ کے زمانہ میں سب زیادہ پھیلی ہوئی تھیں اور جن کی قرآن میں برائے زور کے ساتھ زکائی کی  
 گنتی ہے۔ وہ یہ تھیں۔ شراب خوردی، عجب، الجھڑ، لاقعداء مردوں سے شادیاں، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا  
 قمار بازی، سود خواری، قتل و غارت، لوٹ، ساحری، پیغمبر اسلام کے وجود سے ان خرفناک اور  
 انسانیت سرعرب میں سے کچھ تو بالکل مٹ گئے اور چند باقی ماندہ کم ہرے ہوتے تو سب انہوں نے  
 برابر دھکے۔ اس صورت میں عربوں کا آفتاب ترقی باہم کمال پر پہنچا۔ (استقلال دیوبند فوری ص ۳۳۷)

### لاماراؤنی اے ایل ایل بی

لیگ آف نیشن نے دنیا میں امن پھیلانے کی بھید کوشش کی ہے لیکن اگر اسلامی اصول پر  
 کوشش کیجاتی تو دنیا میں کبھی کا امن پھیل چکا ہوتا۔ (ص ۱۱۱ ایل بی جی ص ۳۳۷)  
 پنڈت راجنندا وجہ آری مجھٹرٹ لکھیم پور بھیری منجر ریاست بھو  
 اسلام کوئی جذباتی یا خیالی مذہب نہیں، نہ چند عقاید و رسوم کا مجموعہ ہے بلکہ ایک خالص  
 عملی مذہب ہے۔ اسلام محبت کا مذہب ہے۔ وہ انسانوں کو خالق، مخلوق سے محبت کی تعلیم دیتا ہے، اور  
 مخلوق سے محبت اُن کے حقوق کی نگہداشت سے ہوتی ہے۔ اسلام میں محبت کا مرتبہ بلند ہے۔  
 حروف اسلام ہی ایک ایسا واحد مذہب ہے جس میں ہر ایک انسان بے امتیاز قوم و دولت کے برابر قرار  
 دیا گیا ہے۔ (پیشوا ابجد الاول ص ۱۵۲)

### بابوشیرنگ شمیم

دولت اکرم کا رشا کاٹ اور علی کا زنا سوں کو اگر ہنگامہ خیر ملاحظہ کیا جائے تو ان میں نہانہ کی  
 ہم غربا یا نظر آئیں گے جو نشانے اہل حق کے سوائے اور بھی نہیں ان کے لئے مشعل ہدایت ہیں (حدیث صحیحہ)  
 بہائی سوانح الحکم

ایک شخص نے مسلمان ہوتا ہے اس میں کسی وقت ایک تبدیلی آجاتی ہے وہ مسلمان سماج کا  
 انگ (جسم) بن جاتا ہے اور اس میں مسلمان سماج کیلئے مذہبی جوش اور تامل پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن  
 آریہ سماج میں داخل ہونے پر کوئی ایسا نیا سماج جو پیدا نہیں ہوتا رآریہ گروتھ ۲۰ ص ۱۱۱  
 سرپی سی رائے سائنٹ ڈری ایس سی ایڈیٹر گپی ایلیج ڈی ایل ایل ڈی

سب نماہنگ زیادہ اسلام میں مساوات کا اصول پایا جاتا ہے۔ یہ مکمل طور پر بد انسانوں کو برابر  
 بناتا ہے۔ اسلام کو قبول کرتے ہی تم میں اور کسی دوسرے مسلمان میں فرق نہیں رہتا۔ اسلام میں رنگ

کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اس فرائض کی وجہ سے اسلام نے ہمارا نکال کے کناروں سے  
بیکراطلائیک کے کناروں تک تمام دنیا میں ترقی کی۔ ان دونوں جزیرہ نما ممالک میں اسلام حیرت انگیز  
دفعہ سے ترقی کر رہا ہے۔ یہی ترقی کا باعث تلواریا قرآن نہیں کیونکہ اس ملک میں کبھی بھی مسلمانوں کا  
راج نہیں رہا۔ بلکہ قرآنی تعلیم کے تحت یہی فرائض الی اسکے لئے برابر کی پالیسی ہی اسکی ترقی کی وجہ  
(برائے کوئی لاہور سے اجارا آمد وہیں ۲۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو نقل کیا)

### شرعی راج ویدینڈت گراوہر پشادشرا

میری رائے میں اگر کسی مذہب کو آخرت ابھیں، اخلاق و تہذیب اور اتحاد کی دولت فراوانی اور  
کثرت سے عطا کی گئی ہے تو وہ مذاہب کا سرور اسلام ہے۔ اسلام کی فیاضی، کشادہ دلی اس کا امتیازی  
نشان ہے۔ وہ اس پر غریب سب کو اپنی شفیق آنکھوں میں بچا دیتا ہے۔ اس کے دروازے کبھی کھلے  
ہیں اور ہر خیال اور ہر رنگ کا انسان اس کے زیر سایہ تمام درجات کی زندگی بسر کر سکتا ہے (اخبار راجپوت  
جون ۱۹۴۷ء)

### لالہ راجندر مچندہ

کاش ہندو سکھ، عیسائی، بودھ اور دوسرے لوگ آنحضرت کی پاک اور عالمگیر تعلیم کو سمجھیں  
اور اس سے مستفید ہوں (الایمان اگست ۱۹۴۳ء)

### پاشلا اسونا دھرم راؤ بی لے ایل ٹی وکیل

”کئی لوگوں نے کہا ہے کہ اس قسم تلوار کے نودے پھیلا یا گیا ہے۔ بالکل ناموافقیت کی بات ہے  
(الایمان مئی جنوری ۱۹۴۵ء)

### مسٹر بلدی نو سہائے بی لے

اگر کسی مذہب میں امن و امان کا نا فرض قرار دیا ہے اور اس کے قیام میں پوری قوت صرف کی ہے  
تو وہ مذہب صرف اسلام ہے۔ (حوالہ مذکور)

### پروفیسر اندر لیرینڈت ویشنا نند

اسلام کے پروردگار نے ہر مذہب کو دنیا میں اپنے دو چاروں کا پرچار کے صدیقان و تبت ہونے  
ان صدیقوں میں پیغمبر کے بتلائے ہوئے آئینہ کے اصولوں کو گھس کر ادھک اور مل کیا ہے ان کی چمک  
میں کمی نہیں ہونے پائی ہے۔ یہی کی کوئی پرکشا جا کر اسلام کے پروردگار کا بتلا یا ہوا ایکشیا اور  
میں کوئی حقیقی اصول کھرا سونا سدا ہوا ہے۔ پیغمبر کے مہارپش ہونے میں اس سے ادھک مضبوط

کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت محمد صاحب الیشود کے زہر دہشت پر چاکر تھے وہ سنا  
کے بڑے اداکیر اور سچا لکے ایک سربراہ و شافی وکیل تھے۔ (مہجرات اسلام ص ۲۲)

## اسلام کے متعلق بدھ فضلا کی رائے

ڈاکٹر یوشوی گی سول سرچن برہما

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عمل ہے اُس نے عام انسانی برادری کی تعلیم دی ہے اور عالمگیر امن  
اگر قائم ہو سکا ہے تو صرف اسلام کے زور سے (حوالہ مذکور)

مشرائین لے نگا بائین آت برہما

اسلام تو حید فائز باہمی تعاون کا علمبردار ہے۔ یہ ایک ایسا بلند تخیل ہے جس کی نظیر دوسرے  
غائب میں موجود نہیں ہے۔ قرآن پاک کی ہر سورت میں خدا حسین و جمیل جمیل موجود ہے عالمگیر اخوت  
کا درس ہے چلے اسلام ہی نے دیا۔ اسلام انسانی زندگی میں ایک زندہ طاقت ثابت ہو سکتا ہے۔

## شریعت اسلام کے متعلق فضلاء یورپ کی رائے

ڈاکٹر لیڈیان

اس زمانہ میں جبکہ اسلام سے کہیں پرانے زمانے کی حکومتیں قلوب کے کم ہوتی جاتی ہیں قانون  
اسلام کی دہری پہلی حکومت اس وقت تک قائم ہے، (تمدن عرب)

ڈاکٹر لدولف کرہل

اسی (قرآن میں) ایک وسیع جمہوری سلطنت کے پرشب کی بنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں  
تعلیم، عدالت، حربی، انتظامات، مالیات اور دیگر نہایت جتنا طاقتور ہے۔

ڈاکٹر گین

قرآن کی نسبت بحر اطلال تک سے لیکر دریائے گنگا تک ان بابہ کہ یہ پارلیمنٹ کی روح  
قانون اساسی ہے نہ صرف اصول فریب ہی کیلئے بلکہ ان قوانین کے لئے بھی جن پر نظام عمران کا مدبر  
جن سے نوع زندگی وابستہ ہے جن کو ہیئت اجتماعی کی ترتیب و تسبیق سے تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ  
محمد کی شریعت سب پر حاوی ہے۔ وہ اپنے تمام احکام میں بڑے بڑے ہمنشاہ سے لیکر ایک چھوٹے  
چھوٹے فقیر و گناہ تک کیلئے سائل و احکام رکھتی ہے۔ یہ وہ شریعت ہے کہ ایسے دانشمند اصول اور



مَنْ عَادَيْتَ بَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ لِنَسْتَغْفِرَكَ وَنُؤْتِيكَ  
 وَجَّهَ اللَّهِ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ  
 شد غم بر حدیث تو آفریدان ما باشد گمین نغم تو مهر و دان ما

---



# میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر مطبوعات مع نادار اضافات مفیدہ

الجزیرت کا مذہب، مستنصر مولانا ابوالوفاء، شمارہ اشاعت۔  
انوار مکتوبہ ترجمہ و شرح اردو بالائے منہ، مولانا محمد رفیع الاسلام صاحب  
ایضاح الصرف شرح اردو میں اس فقرہ، ان مولانا حفیظ الرحمن صاحب  
ایضاح اسلم شرح اردو مع ترجمہ صحیح مسلم شریف، مولانا شیخ الدین مولانا بکری صاحب  
ایضاح الطالب (شرح اردو) کاغذ ابن حاتم،  
نولہ، مولانا مولوی محمد شمس الدین۔

پدر مشیر شرح اردو خوب، نولہ، مولوی عبدالکبیر صاحب میرٹھی  
بستان الخدیثین (اردو) تالیف، شاہ عبدالعزیز صاحب مدنی  
بلوغ المرام (ترجمہ) تالیف، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی  
ترجمہ، مولانا محمد اعلیٰ فاضل لاہور۔

اختری ہشتی زیور دکن، مدنی وکیل (مع) اضافات جدیدہ  
و مفیدہ، از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (انتہی زیور ہشتی)  
مکمل بیان القرآن، ان مولانا اشرف علی تھانوی، اس کے  
شرح میں نادار اضافات کے تحت ایک سو پینتالیس صفحات کا اضافہ  
جس میں نزول قرآن اور تحقیق معجزات کا بارہ فصلوں پر مشتمل بحث آیا  
گئی ہے۔

تاریخ شیطان (اردو) تالیف، مولانا احمد مبینہ دہلی  
تاریخ القرآن، ان مولانا محمد اعظم صاحب میرٹھی  
مکمل تاریخ دارالعلوم دہلی ہند مع (نادر تاریخی اضافات)  
معنف، تیسری کتب دہلی صاحب۔

تجلیات ربانی و جمال ربانی (دوسرے حصے) تالیف،  
سید محمد جمال الدین شاہ دہلی  
تحفہ اشخاص عشق (اردو) تالیف، شاہ عبدالعزیز صاحب مدنی  
ترجمہ، مولانا محمد عبدالکبیر خان۔

تفصیلی فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

میر محمد کتب خانہ آم باغ کراچی

الاتقان فی علوم القرآن (اردو) ان، محمد جمال الدین سیوٹی  
ترجمہ، مولانا محمد رفیع صاحب۔

اخلاق و فلسفہ اخلاق، ان مولانا محمد حفیظ الرحمن صاحب مدنی  
ارشاد الطالبین فی احوال المستغنیین، ان مولانا رفیع احمد  
رفیق الدہلوی شرح الغنیہ بن امام العصر بن شیخ الحدیث البیاض  
از ان الخلفاء عن خلفائہ الخلفاء (فارسی - اردو) ان۔  
شاہ ولی اللہ محدث دہلی ترجمہ، مولانا عبد الشکور قادری  
کشمیری، مولانا اشتیاق احمد۔

اسلام کا اقتصادی نظام، نولہ، مولانا محمد حفیظ الرحمن صاحب مدنی  
اسماء الرجال شکوۃ المسایح الدعا ترجمہ مولانا اشتیاق احمد  
مسوۃ حسنہ تالیف، شیخ اسلام ام ابن حجر  
ترجمہ، مولانا عبدالرزاق صاحب آبادی۔

اشرف الصیف (د) سہیل شرح اردو علم الصیف  
ان۔۔۔ مولانا محمد حسن باغوی  
اشرف المرضى شرح اردو دینیہ، ان مولانا محمد حسن باغوی

اشرف الوقایہ شرح اردو مشہور و وقایہ  
شرح، جناب مولانا عبدالحمید صاحب

اصح التبر (اردو) (سیرت رسول کریم) تالیف، مولانا ابو محمد محمد باغوی  
اصحابہ کرامہ اردو ترجمہ (تفسیر) امام ابن حجر  
ترجمہ، مولانا عبدالرزاق صاحب آبادی

افادات محمود تالیف، شیخ ابوبکر مولانا محمد حسن صاحب۔  
الافادات تسبیل، الطائفہ الحرمہ، تالیف، مولانا محمد نور الرحمن صاحب  
الروحانی تفسیر شرح اردو الفکر الدکبر، مستنصر مولانا محمد رفیع صاحب مدنی  
الفت کا دریا، ترجمہ، محمد شایب الدین کفر صاحب۔

اللیل و النحل (اردو) مستنصر، شمس الدین سیوٹی، مستنصر ابو کمال بن  
احمد بن محمد بن احمد بن محمد، ترجمہ، مولانا عبدالرشید صاحب مدنی۔  
الانتباہ المفیدہ، تفسیر، مولانا شرف الدین صاحب تھانوی۔  
انام ابن ماجہ اور علم حدیث، ان مولانا محمد عبدالرشید تھانوی۔